اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا کرکٹ پھینکنے والی

بڑھیا کی حقیقت

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

مکتبہ طلع البدر علینا

اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا کرکٹ پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی
مہتمم جامعہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات
کوٹ مظفر میلسی وہاڑی

مکتبہ طلع البدر علینا
جامع مسجد غوثیہ ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: رسول اللہ ﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت

مولف : مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

03044161912

تعداد : ۲۲۰۰

کمپوزنگ: قادری کمپوزنگ سینٹر

ناشر: مکتبہ طلع البدر علینا

سن اشاعت: رجب المرجب ۱۴۴۰ھ بمطابق اپریل ۲۰۱۹ء

ھدیہ

پروف ریڈنگ: الاستاذ محمد ذیشان رضوی

الانتساب

فاتح بدر عم رسول سید الشہداء اسد اللہ واسد الرسول

حامل لوائے ابیض، اسلام کے پہلے کمانڈر

اسلام لانے سے بھی پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناموس کے لئے

ابوجہل کا سر کھولنے والے

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

کے نام

حسب الارشاد

سراپا خلوص ہمدرد اہل سنت عاشق رسول

جناب الحاج محمد عارف قادری رضوی صاحب

حفظہ اللہ تعالیٰ

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ضیاء احمد قادری رضوی عفا اللہ عنہ

فہرست

پہلا باب

پہلی فصل

دوسری فصل

موضوع روایت بیان کرنے کا حکم

تیسری فصل

چند موضوع روایات

چوتھی فصل

احتیاط فی الحدیث

پانچویں فصل

حدیث شریف بیان کرتے ہوئے اکابرین امت کی کیفیت

چھٹی فصل

واعظین وخطباء احادیث صحیحہ کی روشنی میں

دوسرا باب

پہلی فصل

کیا یہ روایت عقلاً درست ہو سکتی ہے؟

دوسری فصل

اس روایت کے متعلق کچھ گزارشات

تیسری فصل

چند سوالات کے جوابات

چوتھی فصل

اس روایت کے متعلق چند سوالات

تیسرا باب

پہلی فصل

مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کیسے کی گئی؟

دوسری فصل

جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کیسے کرتے تھے؟

تیسری فصل

مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت

چوتھا باب

جنہوں نے ظلم کیا تھا ان سے بدلہ لینے کے بیان میں

پہلی فصل

اہل طائف کا محاصرہ

دوسری فصل

میثاق مدینہ

غزوہ بنو قینقاع

غزوہ خیبر

غزوہ بنو قریظہ

بنو قریظہ پر لشکر کشی

تیسری فصل

ریاست مدینہ منورہ میں یہودیوں کی گستاخی پران کو جواب

چوتھی فصل

فتح مکہ کے دن کفار اور گستاخوں کے قتل کی اجازت کے بیان میں

فتاوی جات

مفتیان کرام ومحدثین عظام

عرب علماء کرام کے فتاوی

علماء دیوبند اور علماء اہل حدیث کے فتاوی جات

نوٹ

تمام مکاتب فکر اور عرب و عجم کے علماء و محدثین کی متفقہ رائے کہ یہ روایت موضوع اور من گھڑت ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

اظہار تشکر

الحمد للہ عزوجل جب بھی اس امت میں کوئی فتنہ کھڑا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے کوئی ایسا مرد ضرور کھڑا کیا جس نے اس فتنہ کی سرکوبی کی، توہین رسالت کا فتنہ جب کھڑا ہوا تو ہر طرف لبرل اور سیکولر طبقہ نے سر اٹھالیا اور مختلف باتیں بنانی شروع کردیں، اور اسی طرح عبدالدینار علماء ومشائخ بھی انہیں کے ہمنوا رہے۔ بجائے اس کے وہ حق کا ساتھ دیتے وہ بھی مالدار لوگوں کے دامن سے وابستہ ہو کر ان کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔

انہیں فتنہ پرور لوگوں کے جھوٹے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ بڑھیا رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈالا کرتی تھی، انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ ایک تو ان کا دعویٰ سرے سے غلط ہے اور اوپر سے دلیل بھی جھوٹی۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور اس امت میں ایسا مرد قلندر اٹھا اور اس نے ان سب کو خاموش کروادیا وہ ہستی امیر المجاہدین حضرت حافظ خادم حسین رضوی حفظہ اللہ تعالیٰ کی ہے کہ جنہوں نے سب سے پہلے بانگ دہل یہ چیلنج کیا کہ یہ روایت ہی جھوٹی اور انگریز کی خانہ ساز ہے جو سازش کے ساتھ ہمارے نصاب میں شامل کردی گئی ہے۔

اس کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ اس پر کام ہونا چاہئے اور اس میں معتبر علماء کرام کے فتاوی جات شامل کیے جائیں تو الحمد للہ اس فقیر نے کوئی پانچ سو سے زائد مقامات پر استفتاء روانہ کیا، جس میں پاکستان، ہندوستان، سری لنکا، یمن، کویت، دبئی، سعودیہ عربیہ، مصر، شام اور افریقہ تک بہت سے ممالک شامل ہیں۔ بہت سے مقامات سے جوابات موصول ہوئے جن کو اس کتاب میں شامل کردیا گیا ہے، مصر اور اس کے علاوہ کئی عرب ممالک سے فتوے آنے میں تاخیر ہوگئی ہے چونکہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے اس لئے ان کو ان شاء اللہ تعالیٰ دوسری جلد میں شامل کریں گے اور دوسری جلد بھی بہت جلد طبع ہوگی۔

اس کے بعد ہم نے کچھ فتاوی جات جو ہمیں موصول ہو چکے تھے ان کی تصاویر بنا کر فیس

بک پر دے دیں وہ الحمدللہ لاکھوں لاکھ لوگوں تک پہنچیں اور بہت سے احباب کے فون بھی آئے۔

اور جو لوگ یہ قصہ بیان کرتے تھے ان کے ساتھ جب ہم نے فون پر بات کی تو بہت سے لوگوں نے توبہ بھی کی کہ آج کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ اس جھوٹے قصے کو بیان نہیں کریں گے۔

فقیر تمام علماء کرام اور مفتیان عظام کا تہہ دل سے شکرگزار ہے کہ جنہوں نے اس فقیر پر تقصیر کی عرض پر فتاوی جات تحریر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ تمام علماء کرام کی خدمات دینیہ کو اپنی پاک اور بلند بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اور تمام علماء کرام کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔

اور بالخصوص ان علماء کرام کا جنہوں نے فتاوی جات کے حصول کے لئے تعاون فرمایا جن میں مولانا احمد رضا صاحب کراچی، اور علامہ وقت مولانا ابوالہند مفتی عبیدالرحمٰن شاہجہانپوری حفظہ اللہ تعالیٰ کراچی، مولانا مفتی اصغر علی صاحب بورے والا، مولانا عزیز احمد صاحب کراچی شامل ہیں۔ اور کتب کے حصول کے لئے ہمارے مخلص دوست محمد عابد قادری صاحب نے بہت تعاون کیا۔

اور ہمارے وطن عزیز پاکستان کو لبرل ازم اور سیکولرازم کی نجاست سے ہمیشہ کے لئے پاک فرمائے اور اس وطن عزیز کو نظام مصطفیٰ ﷺ کا گہوارہ بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

پہلا باب

پہلی فصل

جھوٹی روایت بیان کرنے کی سزا
احادیث صحیحہ کی روشنی میں

اپنا ٹھکانا جہنم بنالے

نا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ زِرٍّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

(مسند ابن أبي شيبة: أبو بكر بن أبي شيبة عبداللہ بن محمد بن إبراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی (۱:۱۹۳)

دوزخ میں گھر تعمیر کیا جاتا ہے

أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِي بَكْرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيَّ يُبْنَى لَهُ بَيْتٌ فِي النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے دوزخ میں گھر تعمیر کیا جاتا ہے۔

(المسند: الشافعی أبو عبداللہ محمد بن إدریس بن العباس بن عثمان المطلبی القرشی المکی (۱:۲۳۹)

حدیث وہی بیان کرو جو۔۔۔۔

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْأَعْلَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: اتَّقُوا الحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ قَالَ فِي القُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے کوئی بھی بات بیان کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو مگر یہ کہ تم اسے صحیح طور پر جانتے ہو۔ جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے اور جس نے قرآن کریم کے متعلق کوئی بات اپنی رائے سے کہہ دی وہ بھی اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت حسن ہے۔

(سنن الترمذی : محمد بن عیسیٰ بن سَوْرۃ بن موسیٰ بن الضحاک، الترمذی، ابوعیسیٰ (۵:۴۹))

تین بڑے بہتان

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ القَطِيعِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، ثنا أَبِي، ثنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الأَسْقَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أَعْظَمَ الفِرْيَةِ أَنْ يَفْتَرِيَ الرَّجُلُ عَلَى عَيْنَيْهِ، يَقُولُ: رَأَيْتُ وَلَمْ يَرَ، أَوْ يَفْتَرِي عَلَى وَالِدَيْهِ، أَوْ يَقُولُ: سَمِعَنِي وَلَمْ يَسْمَعْنِي هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے بڑے بہتان تین ہیں: ایک تو یہ کہ آدمی اپنی آنکھوں پر بہتان باندھے اور کہے کہ میں نے اس طرح دیکھا ہے حالانکہ اس نے دیکھا نہ ہو۔

دوسرا یہ کہ آدمی اپنے والدین پر بہتان باندھے اور اپنے آپ کو اپنے باپ کے علاوہ کسی اور کی طرف منسوب کرے اور تیسرا یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہے کہ اس نے مجھ سے کوئی بات سنی ہے حالانکہ اس نے مجھ سے وہ بات نہ سنی ہو۔

(المستدرک علی الصحیحین: أبوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم النیسابوری (۴:۴۴۰)

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولنا۔۔۔

وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ رَبِيعَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُغِيرَةُ أَمِيرُ الْكُوفَةِ، قَالَ: فَقَالَ الْمُغِيرَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو مسجد شریف میں کوفہ کے گورنر حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ میری ذات پر جھوٹ بولنا عام لوگوں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں، جس نے بھی میری ذات پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۱:۱۰)

جھوٹی حدیث بیان کرنے والے کی سزا

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ،

قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْأَنْصَارِ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَنِي إِلَيْكُمْ، وَأَمَرَكُمْ أَنْ تُزَوِّجُونِي فُلَانَةَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِهَا: جَاءَنَا هٰذَا بِشَيْءٍ مَا نَعْرِفُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنْزِلُوا الرَّجُلَ وَأَكْرِمُوهُ حَتّٰى آتِيَكُمْ بِخَبَرِ ذٰلِكَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا، وَالزُّبَيْرَ فَقَالَ: اذْهَبَا فَإِنْ أَدْرَكْتُمَاهُ فَاقْتُلَاهُ، وَلَا أُرَاكُمَا تُدْرِكَاهُ، قَالَ: فَذَهَبَا فَوَجَدَاهُ قَدْ لَدَغَتْهُ حَيَّةٌ فَقَتَلَتْهُ، فَرَجَعَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَاهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص انصار کی کسی بستی سے آیا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تمھاری طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تم میری شادی فلاں عورت سے کروادو، اس عورت کے گھر والوں میں سے کسی نے کہا: یہ ہمارے پاس ایسی خبر لایا ہے معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا فرمایا بھی ہے کہ نہیں؟ تم اسے اپنے ہاں مہمان ٹھہراؤ اور اس کی عزت کرو یہاں تک کہ میں تمھارے پاس اس کی خبر لاتا ہوں۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں یہ بات عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جاؤ۔ اگر تم اسے پکڑ لو تو اسے قتل کر دینا اور میرا خیال نہیں کہ تم اسے پالو گے۔ وہ دونوں حضرات گئے دیکھا تو اسے سانپ نے کاٹ لیا تھا اور مرا پڑا تھا۔ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں ساری بات عرض کر دی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

(الجامع: معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي مولاهم، أبو عروة البصري، نزيل اليمن (۲۶۱:۱۱))

احادیث گھڑنے والے دجال ظاہر ہوں گے

وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ شَرَاحِيلَ بْنَ يَزِيدَ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے آخیر زمانہ میں جھوٹے دجال لوگوں کا ظہور ہوگا اور وہ تم کو ایسی احادیث سنائیں گے جن کو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ ہی تمھارے باپ دادا نے ،جس قدر ممکن ہو تم ان سے دور رہنا کہیں وہ تمسیں گمراہی اور فتنہ میں مبتلاء نہ کردیں۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۱۲:۱))

دوسری فصل

موضوع روایت بیان کرنے کا حکم

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرکے کوئی بات بیان کرنا انتہائی ذمہ داری اور احتیاط کا کام ہے اور اس میں ذرا سی بھی کوتاہی اور بے احتیاطی کی وجہ سے انسان سخت وعید کا مصداق بن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علماء کرام اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی بھی عنوان وموضوع سے آپ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کرنا جو آپ ﷺ نے نہ فرمائی ہو حرام حرام اشد حرام ہے اور کبیرہ گناہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے اگرچہ اس کا مقصد نیک ہو۔

امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا فرمان

قَالَ وَلَا فرق فِي تَحْرِيم الْكَذِب عَلَيْهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بَين مَا كَانَ فِي الْأَحْكَام وَمَا لَا حكم فِيهِ كالترغيب والترهيب والمواعظ وَغير ذَلِك وَكله حرَام من أكبر الْكَبَائِر وأقبح القبائح بِإِجْمَاع الْمُسلمين الَّذين يعْتد بهم فِي الْإِجْمَاع۔

ترجمہ

یعنی مسلمانوں کا اس امر پر اجماع ہے کہ احکام، ترغیب وترہیب اور مواعظ وغیرہ میں آپ ﷺ کی طرف منسوب کرکے جھوٹ بولنا حرام اور انتہائی قبیح حرکت ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے بھی بڑا گناہ ہے۔

(تحذیر الخواص من أکاذیب القصاص: عبدالرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی: ۷۰)

امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

لأن الكذب عليه صلى الله عليه وآله وسلم ليس كالكذب على غيره من الخلق والأمم، حتى اتفق أهل البصيرة والبصائر، أنه من أكبر الكبائر، وصرح غير واحد من علماء الدين وأئمته، بعدم

قبول توبته.

ترجمہ

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جھوٹ بولنا تمام امتوں اور تمام مخلوقات پر جھوٹ بولنے سے بھی بڑا ہے، یہاں تک کہ اہل بصیرت و بصارت علماء کرام کا اتفاق ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں سے بھی بڑا کبیرہ گناہ ہے اور بہت سے علماء دین اور ائمہ کرام نے تو اس بات کی صراحت کی ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جھوٹ بولتا ہے اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔

(المقاصد الحسنۃ فی بیان کثیر من الاحادیث المشتہرۃ علی الالسنۃ: شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمن بن محمد السخاوی: ۳۶)

اب غور کریں کہ امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جھوٹ بولنے والے کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس گناہ عظیم سے محفوظ رکھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان

وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ لِي مَالِكٌ: اعْلَمْ أَنَّهُ لَيْسَ يَسْلَمُ رَجُلٌ حَدَّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ، وَلَا يَكُونُ إِمَامًا أَبَدًا وَهُوَ يُحَدِّثُ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جان لو کہ ایسا شخص سلامت نہیں رہ سکتا جو ہر سنی سنائی بات بیان کر دے اور نہ ہی ایسا شخص مقتدا ہو سکتا ہے۔

(صحیح مسلم؛ مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشیری النیسابوری (۱۱:۱))

امام یحیٰی بن معین کا کلام

عَنْ يَحْيَى بن معين لما ذكر لهُ هَذَا الْحَدِيثَ قَالَ لَوْ كَانَ لِي فَرَسٌ وَرُمْحٌ غَزَوْتُ سُوَيْدًا.

ترجمہ

امام یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے جب ایک موضوع روایت بیان کی گئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے کہ اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو میں سوید جو اس روایت کا بیان کرنے والا ہے اس کے خلاف جہاد کرتا۔

(الموضوعات الکبری : علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نورالدین الملا الہروی القاری:۵۲)

حضرت ملا علی قاری محدث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

وَكَانَ أَبُو بكر وَعمر يطالبان من روى لَهما حَدِيثا عَنهُ عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام لم يسمعاه مِنهُ بِإِقَامَة الْبَيِّنَة عَلَيْهِ ويتوعدانه فِي ذَلِك وَكَانَ عَليّ يستحلفه عَلَيْهِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے جب ایسی حدیث بیان کی جاتی جو آپ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے نہ سنی ہوتی تو ان کو گواہ لانے کا فرماتے اور لوگوں کو اس معاملے میں دھمکاتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر سوائے سچ کے کچھ نہ بولیں۔ اور مولا علی رضی اللہ عنہ کے سامنے جب کوئی شخص حدیث شریف بیان کرتا تو اس سے قسم لیتے تھے۔

(الموضوعات الکبری : علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نورالدین الملا الہروی القاری:۴۳)

جس کو کسی روایت کے حدیث ہونے میں شک ہو؟

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ثمَّ من روى عَن النَّبِي عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام حَدِيثا وَهُوَ شَاك فِيهِ أصحيح أم غير صَحِيح يكون كَأحد الْكَاذِبين لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاة

وَالسَّلَامُ من حدث عنی حَدِیثا وَھُوَ یری أنه کذب حَیثُ لم یقل وَھُوَ یستیقن أنه کذب.

ترجمہ

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث روایت کرے حالانکہ اس حدیث کے صحیح یا غیر صحیح ہونے میں یعنی اس حدیث کے ثابت ہونے یا نہ ہونے میں اس کو شک ہو تو یہ شخص بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ سے کوئی ایسی حدیث روایت کرے کہ جس کے بارے میں اس کا خیال یہ ہو کہ یہ جھوٹ ہے اس حدیث میں آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ اس کو اس حدیث کے جھوٹا ہونے کا یقین ہو۔ (بلکہ اگر اس کو اس روایت کے جھوٹا ہونے کا گمان بھی ہو تو بھی ایسا شخص جھوٹی روایت بیان کرنے کی اس وعید میں داخل ہوگا۔

(الموضوعات الکبری : علی بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدین الملا الهروی القاری:۴۳)

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا فرمان

قَالَ أَبُو حَاتِم رَضِی الله عَنهُ إِن من اختَلَط عَلَیهِ مَا سمع بِمَا لَم یسمع ثُمَّ لَم یرع عَن نشرھا بَعد علمه بِمَا اختَلَط عَلَیهِ مِنهَا حَتَّی نشرھا وحدثا بِهَا وَھُوَ لَا یتَیَقَّن بسماعها لبالحری أَن لَا یحتج بِهِ فِی الأَخبَار لِأَنَّهُ فِی معنی من یکذب وَھُوَ شَاک أَو یَقُول شَیئا وَھُوَ یشک فِی صدقه وَالشَّک فِی صدق مَا یَقُول لَا یکون بصادق .

ترجمہ

جس شخص پر اپنی سنی اور ان سنی روایات خلط ملط ہو جائیں اور وہ پھر بھی ان احادیث کو پھیلانے میں احتیاط نہ کرے بلکہ ان کو بیان کرتا رہے، حالانکہ اس کو ان احادیث کے سماع کا یقین

نہ ہو تو ایسا شخص اس کا مستحق ہے کہ روایات کے بارے میں اس کو معتبر نہ سمجھا جائے کیونکہ یہ شخص ایسی بات کر رہا ہے جس کے سچا ہونے میں اس کو شک ہے اور جس شخص کو اپنے کلام کے سچا ہونے کے بارے میں شک ہو تو اس کو سچا نہیں کہا جا سکتا ہے۔

(المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین : محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ، التمیمی (۳۶۹:۱)

لھذا ہر شخص کو چاہیے کہ وہ احتیاط کرے کہ وہ ہر بات کو حدیث نہ کہہ دیا کرے۔

تیسری فصل

چند موضوع روایات

پہلی روایت

یہ واقعہ بھی مشہور ہے کہ ایک مرتبہ ایک یہودی عورت سر پر گٹھڑی اٹھا کر مکہ مکرمہ سے جا رہی تھی۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو اس سے گٹھڑی لیکر خود اپنے سر پر رکھ لی، جب اسے منزل پر پہنچا دیا تو اس بڑھیا نے آپ ﷺ کو نصیحت کی کہ مکہ مکرمہ میں ایک شخص جو لوگوں کو ان کے آبائی دین سے پھیر کر ایک نئے دین کی طرف دعوت دیتا ہے اور اس کا نام محمد (ﷺ) ہے۔ تم اس سے بچ کر رہنا، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ میں ہی ہوں، وہ بڑھیا آپ ﷺ کا حسن اخلاق دیکھ کر ایمان لے آئیں۔

اس روایت کا حکم

یہ واقعہ من گھڑت اور موضوع ہے، کتب احادیث میں کہیں اس کا نام ونشان نہیں ہے خطباء نے اپنی طرف سے مرچ مصالحہ لگا کر بڑھا چڑھا کر کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا ہے۔ مدینہ منورہ کے ایک عالم نے اس کو موضوع قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ اس کے موضوع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ وہ عورت یہودی تھی اور یہ واقعہ مکہ مکرمہ کا ہے حالانکہ مکہ مکرمہ میں یہود تھے ہی نہیں تو ان کی بوڑھی کیسے مکہ چھوڑ کر جا رہی تھی؟

دوسری روایت

اطلبوا العلم من المهد الى اللحد.

ترجمہ

ماں کی گود سے لیکر قبر تک علم حاصل کرو۔

اس روایت کا حکم

الشیخ عبدالفتاح ابو غدہ لکھتے ہیں کہ

ليس بحديث نبوی وانما هو من كلام الناس، فلايجوز اضافته الى

رسول اللہ ﷺ کما بیناقلہ بعضہم ... وبعضہم وھذاالحدیث موضوع "اطلبوا العلم من المهد الی اللحد" مشتہر علی السنۃ کثیر.

ترجمہ

یہ روایت رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں ہے بلکہ یہ لوگوں کا کلام ہے لھذا اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف کرنا جائز نہیں ہے اور یہ حدیث من گھڑت اور موضوع ہے اگر چہ لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہو گئی ہے۔

(قیمۃ الزمن عند العلماء:۴۳)

تیسری روایت

سِینُ بلالٍ عِندَ اللّٰہِ شِینٌ.

ترجمہ

بلال رضی اللہ عنہ کی سین بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں شین ہے۔

یہ خطباء اور نقیبوں نے بہت زیادہ مشہور کیا ہوا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زبان میں لکنت تھی اس وجہ سے وہ اذان میں اشہد کی جگہ اسہد پڑھا کرتے تھے تو لوگوں کے اعتراض پر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اذان دینے سے منع کر دیا جس کی وجہ سے صبح ہی نہیں ہوئی۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اس روایت کا حکم

قَالَ ابنُ کثیر لا اصل لہٗ.

ترجمہ

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(الجد الحثیث فی بیان مالیس بحدیث : أحمد بن عبد الکریم بن سعودی الغزی العامری (۱:۲۶)

امام ابراہیم الناجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول

وقال العلامة إبراهيم الناجي في مولده: وأشهد بالله ولله أن سيدي بلالا ما قال أسهد بالسين.

ترجمہ

الشیخ الامام العلامہ ابراہیم الناجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی گواہی دے کر اور اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے سردار حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر اسہد نہیں پڑھا بلکہ وہ جب بھی پڑھتے تھے اشہد ہی پڑھتے تھے۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس: اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی: ۲۶۵)

امام عجلونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول

فقد ترجمه غير واحد بأنه كان أندى الصوت حسنه، فصيح الكلام.

ترجمہ

امام عجلونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ متعدد علماء تواریخ نے لکھا ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ بلند اور خوبصورت آواز والے اور فصیح کلام فرمانے والے تھے۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس: اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی: ۲۶۵)

چوتھی روایت

یہ جو مشہور کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا رنگ بہت زیادہ کالا تھا یہ بھی غلط ہے اس کی بھی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک لوگ طرح طرح کی باتیں کر کے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی گستاخیاں کر رہے ہیں۔ اور عوام ہے کہ ان سے گستاخیاں سن کر ان پر پیسے پھینکتے ہیں۔

ان شاء اللہ عزوجل اس پر بھی کام کافی ہو چکا ہے، بہت جلد طبع ہو جائے گا۔

پانچویں روایت

مومن مسجد میں ایسے خوش ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں۔
یہ روایت بھی بہت زیادہ مشہور ہوگئی ہے اور مساجد میں لکھی ہوئی ملتی ہے۔

اس روایت کا حکم

المؤمن فی المسجد کالسمک فی الماء ، والمنافق فی المسجد کالطیر فی القفص.

لم أعرفه حديثا، وإن اشتهر بذلك، ويشبه أن يكون من كلام مالك بن دينار؛ فقد نقل المناوى عنه أنه قال: المنافقون فى المسجد كالعصافير فى القفص.

ترجمہ

مومن مسجد میں ایسے خوش ہوتا ہے جیسے مچھلی پانی میں اور منافق مسجد میں ایسے تنگ ہوتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں۔

امام عجلونی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس روایت کو نہیں پہچانتا ہوں اگر چہ یہ لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہوگئی ہے، تاہم مجھے کسی ایسی حدیث کا علم نہیں ہے ہوسکتا ہے کہ یہ حضرت سیدنا مالک بن دینار کا کلام ہو کیونکہ امام مناوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ان سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: منافق مسجد میں ایسے ہوتے ہیں جیسے پرندے پنجروں میں۔ لھذا اس کو بطور حدیث بیان کرنا یا اس کے حدیث ہونے کا تاثر دینا جائز نہیں ہے۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الأحادیث علی ألسنۃ الناس: إسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (۲:۳۵۵)

چھٹی روایت

الدُّنیا مَزْرَعۃُ الآخِرۃِ.

ترجمہ

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اس راویت کا حکم

امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

لم اقف علیه.

ترجمہ

میں اس راویت سے واقف نہیں ہوں۔

(المقاصد الحسنۃ شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد السخاوی:۳۵۱)

علامہ طاہر پٹنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں

الدُّنیا مَزْرَعَةُ الآخِرَةِ لَمْ أقِفْ عَلَیْهِ.

ترجمہ

میں اس روایت پر واقف نہیں ہوا ہوں۔

(تذکرۃ الموضوعات: محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفتّنی:۷۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اس روایت کو بطور حدیث بیان کرنا درست نہیں ہے۔

ساتویں حدیث

مومن کے جھوٹے میں شفا ہے۔

اس روایت کا حکم

ان هذا ليس بحديث وزعم انه حديث، أو إيهام انه حديث، كذب

علی رسول الله -صلی الله علیه وسلم.-

ترجمہ

امام العجلونی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یہ روایت حدیث نہیں ہے اوراس کو حدیث سمجھنا اس کے حدیث ہونے کا تاثر دینا حقیقت میں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر جھوٹ بولنا ہے۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس :إسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (۱:۵۲۴)

آٹھویں روایت

ایک جگہ مسجد شریف کا معاملہ تھا تو ہم وہاں موجود تھے وہاں لاہور ہائیکورٹ کے ایک وکیل نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف ہے کہ جب تم سڑک بنانے لگو اور راستے میں مسجد آجائے تو مسجد کو گرادو۔جب میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ یہ کہاں سے لی ہے آپ نے تو فوراً خاموشی اختیار کرلی۔بعد میں پتہ چلا کہ یہ بات لوگوں میں کافی مشہور کردی گئی ہے اور یہ روایت بھی کسی نے ٹی وی پر بیان کی تھی،بیان کرنے والا کوئی عالم نہیں بلکہ کوئی لبرل ہی تھا۔

اس روایت کا حکم

یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان شریف نہیں ہے اور نہ ہی اسے رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرکے بیان کرنا حلال ہے۔اور یہ روایت عقل ونقل کے خلاف ہے۔

نویں روایت

حضرت سیدنا بلال کے اذان نہ دینے کی وجہ سے دن نہ ہونا

حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب یہ واقعہ بھی عام طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے اذان نہ دی بلکہ کسی اور صحابی رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو اللہ تعالی نے سورج کو طلوع ہونے سے روک دیا،پھر جب حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو سورج طلوع ہوا۔

اس روایت کا حکم

یہ واقعہ حدیث کی کسی کتاب میں مذکور نہیں ہے بلکہ یہ لوگوں میں ویسے مشہور ہو گیا ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اور علماء کرام نے اسے بے بنیاد اور موضوع قرار دیا ہے۔

دسویں روایت

حَدِيثُ مَنْ قَضَى صَلَاةً مِنَ الْفَرَائِضِ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذٰلِكَ جَابِرًا لِكُلِّ صَلَاةٍ فَائِتَةٍ فِي عُمْرِهِ إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً.

ترجمہ

جو شخص رمضان کے آخری جمعہ کو ایک قضاء فرض ادا کرلے تو یہ ایک نماز اس کی ستر سالوں کی فوت شدہ نمازوں کے لئے کافی ہو جائے گی۔

(الموضوعات الصغری: علی بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدین الملا الہروی القاری: ۹۱)

اس روایت کا حکم

بَاطِلٌ قَطْعًا لِأَنَّهُ مُنَاقِضٌ لِلْإِجْمَاعِ عَلَى أَنَّ شَيْئًا مِنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةِ سَنَوَاتٍ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت قطعی طور پر باطل ہے کیونکہ یہ روایت اجماع کے خلاف ہے، کیونکہ کوئی عبادت ایسی نہیں ہے جو سالوں کی فوت شدہ نمازوں کے قائم مقام ہو سکے۔

(الموضوعات الصغری: علی بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدین الملا الہروی القاری: ۹۱)

انتہائی افسوس ناک بات ہے کہ جیسے رمضان المبارک کا آخری جمعہ شریف آتا ہے ہر طرف یہ پیغام پہنچادیا جاتا ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ ادا کرنے کے بعد صرف چار رکعات ادا کرنے سے زندگی بھر کی نمازیں ادا ہو جائیں گی۔ یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ روایت درست نہیں ہے۔

گیارہویں روایت

یہ روایت بیان کی جاتی کہ جب غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے مبارک دانت زخمی ہوئے تو حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو جب اطلاع ملی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے سارے دانت نکال دیئے۔

امام حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

واللہ ما کسرت رباعیته صلی الله علیه وسلم حتی کسرت رباعیتی ولا شج وجهه الشریف حتی شج وجهی، ولا وطیء ظهره حتی وطیء ظهری، قال :هکذا رأیت هذا الکلام فی بعض المؤلفات والله أعلم بالحال.

ترجمہ

اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنے دانت توڑوں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا دانت ٹوٹا تھا، اور میں اپنے چہرے کو چوٹ پہنچاؤں گا جیسے رسول اللہ ﷺ کے مبارک چہرے کو چوٹ پہنچی، اور میں اپنی کمر روندواؤں گا جیسے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک کمر کو روندا۔

امام حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس روایت کو بعض کتب میں دیکھا ہے۔ اور اس کی حقیقت حال کو اللہ تعالی ہی جانتا ہے۔

(إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المأمون ـ علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برہان الدین: (۲: ۳۴۷)

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نقل کرتے ہیں

وكان رضي الله عنه مشغولا بخدمة والدته فلذلك لم يجتمع برسول الله صلى الله عليه وسلم: وقد روى أنه اجتمع به مرات وحضر معه وقعة أحد وقال: والله ما كسرت رباعيته صلى الله عليه وسلم حتى كسرت رباعيتي، ولا شج وجهه حتى شج وجهي ولا وطء ظهره حتى وطء ظهري هكذا رأيت هذا الكلام في بعض المؤلفات والله أعلم بالحال.

ترجمہ

حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت میں مشغول رہتے تھے جس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکے۔اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اپنے دانت توڑوں گا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا دانت ٹوٹا تھا، اور میں اپنے چہرے کو چوٹ پہنچاؤں گا جیسے رسول اللہ ﷺ کے مبارک چہرے کو چوٹ پہنچی ، اور میں اپنی کمر روندواؤں گا جیسے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی مبارک کمر کو روندا۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس روایت کو بعض کتب میں دیکھا ہے۔اوراس کی حقیقت حال کواللہ تعالی ہی جانتا ہے۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار : عبدالوہاب بن احمد بن علی الحنفی ،نسبہ الی محمد ابن الحنفیۃ ،الشعرانی ،ابومحمد (۱:۴۳))

اس راویت کا حکم

یہ سراسر جھوٹ ،افتراء اور بعض جاہلوں کی طرف سے وضع کردہ واقعہ ہے اگرچہ بہت سی کتابوں میں اس کا ذکر ملتا ہے مگر کسی معتبر یا محفوظ ذریعہ سے یہ ثابت نہیں ہے ، اوراس کی کوئی مستند اصل نہیں۔

پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ آپ صلی اللہ وسلم کا دندان مبارک کلی طور پر شہید نہیں ہوا تھا بلکہ اس کا بہت کم حصہ شہید ہوا جس کی وجہ سے آپ ﷺ کے دندان مبارک کے موتیوں کی لڑی میں مزید اضافہ ہوا کیوں کہ اللہ تعالی یہ کبھی نہیں چاہے گا کہ آپ ﷺ کے حسن میں کمی واقع ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شریف ٹوٹنے کا معنی یہ ہرگز نہیں کی جڑ سے اکھڑ گیا ہو اور وہاں رخنہ پیدا ہوا ہو بلکہ ایک ٹکڑا جدا ہوا تھا۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ لشیخ الامام عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (۳:۵۱۵)

حضرت سیدنا ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

اعلم ان ماشتهر على السنة العامة من ان اويساً قلع جميع اسنانه لشدة احزانه حين سمع ان سن النبى ﷺ اصيب يوم احد ولم يعرف خصوص ای سن كان بوجه معتمدفلااصل له عندالعلماء مع انه مخالف الشريعة الغراء ولذالم يفعله احد من الصحابة الكبراء على ان فعله هذاعبث لايصدرالاعن السفهاء .

ترجمہ

حضرت سیدنا ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جان لو کہ جو لوگوں کی جانب سے مشہور کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک کے شہید ہونے کے غم میں حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام دانت توڑ دیئے تھے، کیونکہ ان کو معلوم نہیں تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کون سا دانت مبارک شہید ہوا ہے، تو سارے دانت توڑ دیئے، علماء کرام کے نزدیک اس بات کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور یہ خلاف شریعت ہے، اسی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ یہ ایک عبث فعل ہے اور سوائے نادان لوگوں کے کسی سے

صادر نہیں ہوتا۔

(المعدن العدنی فی فضل اویس القرنی لملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:۳۴)

مخطوط مکتبۃ الملک عبداللہ بن عبدالعزیز السعودیۃ العربیۃ

اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ کسی بات کا کتابوں میں یا زبان زدہ عام ہونا اس کی صحت کیلئے کافی نہیں ہے۔ واللہ اعلم

حضرت شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

یہ روایت بالکل جھوٹ اور افتراء ہے کہ جب حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے سنا کہ غزوہ احد میں حضور اقدس ﷺ کے دندان مبارک شہید ہوئے تو انہوں نے اپنے سب دانتوں کو توڑ ڈالا اور انہیں کھانے کے لئے حلوہ پیش کیا گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی شارح بخاری از فقیہ اعظم ہند مولانا محمد شریف الحق امجدی (۲:۱۱۵)

فتاوی بریلی شریف میں ہے

ایسی روایت نظر سے نہیں گزری اور غالباً ایسی روایت ہی نہیں ہے اگرچہ مشہور یہی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی بریلی شریف از مفتی عبدالرحیم، مفتی محمد یونس رضا اویسی:۳۰۱)

اس سے معلوم ہوا کہ یہ واقعہ من گھڑت ہے اور یہ روافض کی کارستانی لگتی ہے۔

چوتھی فصل

احتیاط فی الحدیث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جلال

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرَانَ، أنبا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ، ثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أنبا مَعْمَرٌ، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَلَّمَ عَبْدُ اللهِ بْنُ قَيْسٍ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَرَجَعَ، فَأَرْسَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي أَثَرِهِ، فَقَالَ: لِمَ رَجَعْتَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمْ يُجَبْ، فَلْيَرْجِعْ، فَقَالَ: لَتَأْتِيَنِّي عَلَى مَا تَقُولُ بَيِّنَةً، أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ أَوْعَدَهُ قَالَ: فَجَاءَ أَبُو مُوسَى مُنْتَقِعًا لَوْنُهُ، وَأَنَا فِي حَلْقَةٍ جَالِسٌ، فَقُلْنَا مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: سَلَّمْتُ عَلَى عُمَرَ، فَأَخْبَرَنَا خَبَرَهُ، فَهَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، كُلُّنَا قَدْ سَمِعَهُ قَالَ: فَأَرْسَلُوا مَعَهُ رَجُلًا مِنْهُمْ حَتَّى أَتَى عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، فَأَخْبَرَهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تین بار سلام کیا، انہوں نے جواب نہ دیا۔ یہ واپس لوٹ آئے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے آئے، فرمایا: آپ واپس کیوں آگئے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی شخص تین بار سلام کرے اسے جواب نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ اپنی اس بات پر گواہ لیکر آؤ ورنہ میں تمہارے ساتھ ایسے ایسے کروں گا، اس کے علاوہ ان کو ڈرایا دھمکایا پھر حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے ان کا رنگ بدلا ہوا تھا اور میں ایک

حلقے میں بیٹھا تھا۔ہم نے کہا: آپ کو کیا ہوا ہے؟انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا، پھر انہوں نے اپنا سارا واقعہ سنایا۔کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث شریف سنی تھی؟ انہوں نے کہا: ہم سب نے یہ حدیث شریف رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ انہوں نے ان کے ساتھ ایک آدمی بھیجا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اوران کو اس بارے میں بتایا۔

(السنن الکبری : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۷:۱۵۷)

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت حدیث میں احتیاط

حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا دُجَيْنٌ أَبُو الْغُصْنِ بَصْرِيٌّ، قَالَ: قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِيتُ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ: حَدِّثْنِي عَنْ عُمَرَ، فَقَالَ: لَا أَسْتَطِيعُ أَخَافُ أَنْ أَزِيدَ أَوْ أَنْقُصَ كُنَّا إِذَا قُلْنَا لِعُمَرَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَخَافُ أَنْ أَزِيدَ حَرْفًا أَوْ أَنْقُصَ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَهُوَ فِي النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا دُجین رحمۃ اللہ تعالی علیہ جن کی کنیت ابوالغصن تھی کہتے ہیں کہ ایک بار میں مدینہ منورہ آیا وہاں حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی حدیث شریف سنانے کی فرمائش کی، انہوں نے معذرت کی اور فرمایا کہ مجھے کمی بیشی کا خوف ہے، ہم بھی جب حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کرتے تھے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے کوئی حدیث شریف سنائیں تو وہ یہی جواب دیتے تھے کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں کچھ کمی بیشی نہ ہو جائے، اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری طرف کسی جھوٹی بات کو منسوب کرتا ہے وہ دوزخ میں ہوگا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۱:۱۰۳)

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی احتیاط

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، يَقُولُ: وَاللَّهِ مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنِّي لَا أَكُونُ أَوْعَاهُمْ لِحَدِيثِهِ وَلَكِنْ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں تم سے اگر نبی کریم ﷺ کی احادیث شریفہ کثرت کے ساتھ بیان نہیں کرتا تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ میں احادیث شریفہ کو یاد نہیں رکھ سکا بلکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص میری طرف ایسی بات کو منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی، اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالینا چاہیے۔

(مسند أبي داود الطيالسي : أبو داود سليمان بن داود بن الجارود الطيالسي البصري (١:٧٩)

دوسری روایت

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلَّالُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ، زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ، مَوْلَى عُثْمَانَ قَالَ: سَمِعْتُ عُثْمَانَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ: إِنِّي كَتَمْتُكُمْ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرَاهِيَةَ تَفَرُّقِكُمْ عَنِّي، ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ أُحَدِّثَكُمُوهُ لِيَخْتَارَ امْرُؤٌ لِنَفْسِهِ مَا بَدَا لَهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: رِبَاطُ يَوْمٍ فِي

سَبِيلِ اللهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابو صالح جو حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منبر پر دوران خطبہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوگو! میں نے اب تک رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی ایک حدیث شریف بھی تم سے بیان نہیں کی تا کہ تم لوگ مجھ سے جدا نہ ہو جاؤ، لیکن میں اب مناسب سمجھتا ہوں کہ تم سے بیان کروں تا کہ ہر آدمی جو مناسب سمجھے اسے اختیار کر لے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ راہ خدا میں ایک دن کی پہرہ داری دوسری جگہوں پر ہزاروں کی پہرہ داری سے افضل ہے۔

(سنن الترمذی : محمد بن عیسیٰ بن سَورۃ بن موسیٰ بن الضحاک، الترمذی، ابو عیسیٰ (۳: ۲۴۱)

تیسری روایت

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ، عَنْ حُمْرَانَ، قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ يَغْتَسِلُ كُلَّ يَوْمٍ مَرَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ، فَوَضَعْتُ وَضُوءًا لَهُ ذَاتَ يَوْمٍ لِلصَّلَاةِ، فَلَمَّا تَوَضَّأَ قَالَ: إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: بَدَا لِي أَنْ لَا أُحَدِّثَكُمُوهُ، فَقَالَ الْحَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ كَانَ خَيْرًا فَنَأْخُذُ بِهِ، أَوْ شَرًّا فَنَتَّقِيهِ، قَالَ: فَقَالَ: فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ بِهِ، تَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْوُضُوءَ ثُمَّ قَالَ: مَنْ تَوَضَّأَ هَذَا الْوُضُوءَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ، فَأَتَمَّ رُكُوعَهَا وَسُجُودَهَا، كَفَّرَتْ عَنْهُ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ الصَّلَاةِ الْأُخْرَى مَا لَمْ يُصِبْ مَقْتَلَةً يَعْنِي كَبِيرَةً.

ترجمہ

حضرت سیدنا حمران بن ابان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جب سے اسلام قبول کیا تھا روزانہ غسل فرمایا کرتے تھے، ایک دن نماز کے لئے میں نے وضو کا پانی رکھا، جب وہ وضو فرما چکے تو فرمانے لگے کہ میں تم سے ایک حدیث شریف بیان کرنا چاہتا تھا پھر میں نے سوچا کہ نہ بیان کروں، یہ سن کر حکم بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المومنین! آپ بیان کردیں اگر خیر کی بات ہوگی تو ہم بھی اس پر عمل کریں گے اور اگر شر کی نشاندہی ہوگی تو ہم اس سے بچ جائیں گے۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم سے یہ حدیث شریف بیان کرنے لگا تھا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے اسی طرح وضو کیا اور فرمایا جو شخص اسی طرح وضو کرے اور خوب اچھی طرح کرے پھر نماز کے لئے کھڑا ہو اور رکوع وسجود کو اچھی طرح مکمل کرے تو یہ وضو اگلی نماز تک اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا، بشرطیکہ کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے۔

(کنز العمال: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی (۹: ۴۲۵))

مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی احتیاط فی الحدیث

أَخْبَرَنَا أَبُو خَلِيفَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ الْعَبْدِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا: فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّمَا الْحَرْبُ خُدْعَةٌ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: يَأْتِي فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ يَقُولُونَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيمَانُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ،

فَأَيْنَمَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک بار فرمایا: جب میں تم سے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے کوئی حدیث شریف بیان کروں تو میرے نزدیک آسمان سے گر جانا ان کی طرف جھوٹی نسبت کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، اور جب کسی اور کے حوالے سے کوئی بات کروں تو میں جنگجو آدمی ہوں اور جنگ تو نام ہی تدبیر اور چال کا ہے، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت کے قریب ایسی اقوام نکلیں گی جن کی عمر تھوڑی ہوگی اور عقل کے اعتبار سے وہ پاگل ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ کی باتیں کریں گے لیکن ایمان ان کے گلے سے آگے نہیں جائے گا، تم ان کو جہاں بھی پاؤ قتل کر دو۔ کیونکہ ان کا قتل کرنا قیامت کے دن باعث ثواب ہوگا۔

(صحیح ابن حبان: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان، أبو حاتم، الدارمی، البُستی (۱۵:۳۶)

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی احتیاط

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ، قَالَ أَنَسٌ: إِنَّهُ لَيَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ تم کو زیادہ احادیث شریفہ بیان کرنے سے مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہی فرمان شریف روکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میری ذات پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۱:۳۳)

حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جلال

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أنا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، وَعَلِيِّ بْنِ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ، قَالَا: نا ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنٌ لِسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: فَدَخَلْتُ عَلَى سَعْدٍ فَقُلْتُ: حَدِيثٌ حُدِّثْتُهُ عَنْكَ، حَدَّثَنِيهِ حِينَ اسْتَخْلَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا عَلَى الْمَدِينَةِ، قَالَ: فَغَضِبَ سَعْدٌ وَقَالَ: مَنْ حَدَّثَكَ بِهِ؟ فَكَرِهْتُ أَنْ أُخْبِرَهُ أَنَّ ابْنَهُ حَدَّثَنِيهِ فَيَغْضَبَ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ خَرَجَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ اسْتَخْلَفَ عَلِيًّا عَلَى الْمَدِينَةِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا كُنْتُ أُحِبُّ أَنْ تَخْرُجَ وَجْهًا إِلَّا وَأَنَا مَعَكَ، فَقَالَ: أَوَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى؟ غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي.

ترجمہ

حضرت سیدنا سعید بن میسب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے نے مجھے اپنے والد ماجد کے حوالے سے ایک حدیث شریف بیان کی، میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے عرض کی کہ مجھے آپ کے حوالے سے ایک حدیث شریف معلوم ہوئی ہے، جس کے مطابق نبی کریم ﷺ نے اپنے پیچھے مدینہ منورہ پر حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا تھا، وہ یہ سن کر جلال میں آ گئے اور فرمایا: کہ تم سے یہ حدیث شریف کس نے بیان کی ہے؟ میں نے ان کے بیٹے کا نام لینا مناسب نہ سمجھا، پھر حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ تبوک کے موقع پر مدینہ منورہ پر اپنا نائب مقرر کر کے وہاں چھوڑ دیا تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! میری خواہش تو یہی ہے کہ آپ جہاں بھی جائیں میں آپ کے ساتھ ہوں۔ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تمھیں مجھ سے وہی نسبت ہو" سوائے نبوت کے" جو حضرت ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔

(فضائل الصحابۃ: أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۲:۵۶۷)

دوسری روایت

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، أَخْبَرَنَا هِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنِ الْحَضْرَمِيِّ بْنِ لَاحِقٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: سَأَلْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ عَنِ الطِّيَرَةِ، فَانْتَهَرَنِي، وَقَالَ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ فَكَرِهْتُ أَنْ أُحَدِّثَهُ مَنْ حَدَّثَنِي، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَ، إِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ، وَالْمَرْأَةِ، وَالدَّارِ، وَإِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونِ بِأَرْضٍ فَلَا تَهْبِطُوا وَإِذَا كَانَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَفِرُّوا مِنْهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا سعید بن میسب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے بدشگونی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے ڈانٹ دیا اور فرمایا: تم سے یہ حدیث شریف کس نے بیان کی ہے؟ میں نے ان صاحب کا نام لینا مناسب نہ سمجھا جنہوں نے مجھ سے یہ حدیث شریف بیان کی تھی، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بیماری متعدی نہیں ہوتی، بدشگونی اور مردے کی قبر سے اس کی کھوپڑی نکلنے کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اگر کسی چیز میں نحوست ہوتی تو گھوڑے، عورت اور گھر میں ہوتی اور جب تم کسی علاقہ میں طاعون کی وبا پھیلنے کا سنو تو وہاں مت جاؤ اور اگر تم کسی علاقہ میں ہو اور وہاں طاعون کی وبا پھوٹ پڑے تو وہاں سے راہ فرار مت اختیار کرو۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل: أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۳:۱۲۷)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کانپنے لگتے تھے

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، يَوْمًا، فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَرُعِدَ حَتَّى رُعِدَتْ ثِيَابُهُ، ثُمَّ قَالَ: نَحْوَ ذَا أَوْ شَبِيهًا بِذَا.

ترجمہ

حضرت سیدنا مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جناب رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اتنا کہتے ہی وہ کانپنے لگے اور ان کے کپڑے تک ہلنے لگے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح فرمایا یا اس کے قریب قریب فرمایا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (٧:١١٥)

ان الفاظ پر غور کریں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف بیان کرنا شروع کی تو جسم پر لرزہ طاری ہو گیا کہ کہیں یہ نہ ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف وہ بات منسوب ہو جائے جو آپ ﷺ نے نہ فرمائی ہو۔

آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے

حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، وَابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، حَدَّثَنِي مُسْلِمٌ الْبَطِينُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: مَا أَخْطَأَنِي، أَوْ قَلَّمَا أَخْطَأَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ خَمِيسٍ قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ: عَشِيَّةَ خَمِيسٍ إِلَّا أَتَيْتُهُ، قَالَ: فَمَا سَمِعْتُهُ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ عَشِيَّةٍ،

قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيّ، قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :يَقُولُ: فَنَكَسَ، قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، وَهُوَ قَائِمٌ مَحْلُولٌ أَزْرَارُ قَمِيصِهِ، قَدِ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ، فَقَالَ: أَوْ دُونَ ذَاكَ، أَوْ فَوْقَ ذَاكَ، أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَاكَ، أَوْ شَبِيهًا بِذَاكَ .

ترجمہ

عمرو بن میمون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ بہت کم ایسا ہوا کہ جمعرات کا دن آیا ہو اور میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہوں، اس مجلس میں میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بھی کہتے ہوئے نہیں سنا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اس مجلس میں وہ حدیث شریف بیان نہیں کرتے تھے) ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اس مجلس میں ان کے منہ سے نکل گیا کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کہہ کر انہوں نے سر جھکا لیا، میں نے دیکھا تو وہ کھڑے ہوگئے تھے، قمیص کے بٹن کھلے ہوئے تھے، آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور ان کی جسم کی رگیں پھول گئی تھیں اور کہنے لگے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے کم فرمایا یا زیادہ فرمایا یا اس کے قریب قریب فرمایا یا اس کے مشابہ کوئی جملہ ارشاد فرمایا۔

(سنن ابن ماجہ :ابن ماجۃ أبو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، وماجۃ اسم أبیہ یزید(۱:۱۰))

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط فی الحدیث

عَنْ هُشَيْمِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عَطَاءٍ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْجُرَشِيِّ قَالَ: مَرَّ ابْنُ عُمَرَ بِأَبِي هُرَيْرَةَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنِ اتَّبَعَ جِنَازَةً فَصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ بَعْضَ حَدِيثِكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :فَقَامَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَخَذَ بِيَدِ ابْنِ عُمَرَ حَتَّى انْطَلَقَ بِهِ إِلَى

عَائِشَةَ، فَقَالَ لَهَا أَبُو هُرَيْرَةَ: أَنْشُدُكِ بِاللَّهِ، أَسَمِعْتِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ تَبِعَ جِنَازَةً فَصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ، وَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ وَالْقِيرَاطُ أَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: اللَّهُمَّ نَعَمْ، فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَشْغَلُنِي غَرْسُ الْوَدِيِّ وَلَا صَفْقٌ بِالْأَسْوَاقِ، إِنَّمَا كُنْتُ أَطْلُبُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُكْلَةً يُطْعِمُنِيهَا أَوْ كَلِمَةً يُعَلِّمُنِيهَا، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: أَنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ كُنْتَ أَلْزَمَنَا لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعْلَمَنَا بِحَدِيثِهِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا، اس وقت وہ نبی کریم ﷺ سے یہ حدیث شریف بیان کر رہے تھے کہ جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اور نماز جنازہ پڑھے اسے ایک قیراط کے برابر اجر ملے گا اور اگر وہ دفن کے وقت بھی شریک رہا تو اسے دو قیراط کے برابر اجر ملے گا، جن میں سے ہر قیراط جبل احد سے بڑا ہوگا۔ یہ سن کر حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہنے لگے اے ابوھریرہ! غور کرلیں آپ نبی ﷺ کے حوالے سے کیا بیان کر رہے ہیں؟ اس پر حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور انہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے گئے اور ان سے عرض کیا: اے ام المومنین! میں آپ کو اللہ تعالی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جائے اور نماز جنازہ پڑھے اسے ایک قیراط کے برابر اجر ملے گا اور جو شخص دفن کے وقت بھی شریک رہا تو اسے دو قیراط کے برابر اجر ملے گا؟ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالی کی قسم! یہ بات میں نے رسول اللہ ﷺ سے خود سنی تھی۔

اس کے بعد حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کھجور کے پودے لگانا یا بازاروں

میں معاملات کرنا مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے نہیں روکتا تھا(کیونکہ میں یہ کام کرتا ہی نہیں تھا) میں تو نبی کریم ﷺ سے دو چیزیں طلب کیا کرتا تھا ایک وہ بات جو نبی کریم ﷺ مجھے سکھاتے تھے اور دوسرا وہ لقمہ جو آپ ﷺ مجھے کھلاتے تھے۔ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے کہ اے ابوھریرہ! ہم سے زیادہ آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور آپ ہی احادیث شریفہ کے ہم سے بڑے عالم ہیں۔

(المصنف : أبوبكر عبدالرزاق بن همام بن نافع الحميرى اليمانى الصنعانى (۳:۴۵۰)

اس سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی احادیث شریفہ بیان کرنے میں کس قدر احتیاط کیا کرتے تھے۔ کاش ہمارے لوگوں میں بھی یہ بات اجاگر ہو جائے کہ کوئی بھی رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے حدیث شریف بیان کرے تو ہم اس سے ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے یہ پوچھیں کہ اس کی اصل کیا ہے؟۔

حضرت زبیر تو حدیث شریف بیان ہی نہیں کرتے تھے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ: مَا لِي لَا أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَمَا أَسْمَعُ ابْنَ مَسْعُودٍ، وَفُلَانًا، وَفُلَانًا؟ قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلَكِنِّي سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت عامر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا جان حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضور! کیا وجہ ہے آپ رسول اللہ ﷺ سے احادیث شریفہ بیان نہیں کرتے ہیں جبکہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور فلاں فلاں تو بہت زیادہ احادیث شریفہ بیان کرتے ہیں؟

حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا: میں نے جب سے اسلام قبول کیا تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ سے دور نہیں رہا، بس رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث شریف سن بیٹھا ہوں جس وجہ سے میں احادیث شریفہ بیان نہیں کرتا کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۳:۳۰)

یعنی ڈر لگتا ہے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی طرف جھوٹ ہی نا منسوب کر بیٹھوں۔

حدیث شریف احتیاط سے بیان کریں

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ قَالَ: قَالَ لِكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ يَا كَعْبُ بْنَ مُرَّةَ حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاحْذَرْ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ارْمُوا أَهْلَ صُنْعٍ، مَنْ بَلَغَ الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ، رَفَعَهُ اللهُ بِهِ دَرَجَةً، قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي النَّحَّامِ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا الدَّرَجَةُ؟ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَمَا إِنَّهَا لَيْسَتْ بِعَتَبَةِ أُمِّكَ، وَلَكِنَّهَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ مِائَةُ عَامٍ.

ترجمہ

حضرت شرحبیل بن سمط رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت سیدنا کعب بن مرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اے کعب بن مرہ! آپ ہمیں مکمل احتیاط سے رسول اللہ ﷺ سے کوئی حدیث شریف بیان کردیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اے اہل صنع! تیر اندازی کیا کرو، جس شخص کا تیر دشمن کو لگ جائے، اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے، عبدالرحمن بن ابی النحام نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! درجہ سے کیا مراد ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ کے گھر کی چوکھٹ جتنا چھوٹا درجہ مراد

نہیں ہے، جنت کے دو درجوں کے درمیان کا فاصلہ سو سال کا ہوگا۔

(مسند احمد لامام احمد بن حنبل (۲۹:۶۰۵)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ایک تابعی صحابی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کر رہے ہیں کہ آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف سنائیں مگر احتیاط سے بیان کریں کہ کہیں کوئی لفظ آگے پیچھے نہ ہو جائے۔

حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کا معمول

حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلَى يُحَدِّثُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنَّا إِذَا جِئْنَاهُ قُلْنَا: حَدِّثْنَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّا قَدْ كَبِرْنَا وَنَسِينَا، وَالْحَدِيثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَدِيدٌ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ حضرت سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے کوئی حدیث شریف سنانے کی فرمائش کرتے تو وہ فرماتے کہ ہم بوڑھے ہو گئے ہیں اور بھول گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے حوالے سے حدیث شریف بیان کرنا بڑا مشکل کام ہے۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۳۲:۵۸)

پانچویں فصل

حدیث شریف بیان کرتے ہوئے اکابرین امت کی کیفیت

جب یہ کیفیت ہو جائے تو؟

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: نَا أَبُو عَامِرٍ، قَالَ: نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حُمَيْدٍ، وَأَبَا أُسَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَقُولَانِ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ تَعْرِفُهُ قُلُوبُكُمْ، وَتَلِينُ لَهُ أَشْعَارُكُمْ وَأَبْشَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ قَرِيبٌ، فَأَنَا أَوْلَاكُمْ بِهِ، وَإِذَا سَمِعْتُمُ الْحَدِيثَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُكُمْ، وَتَنْفِرُ لَهُ قُلُوبُكُمْ أَوْ أَشْعَارُكُمْ، وَتَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْكُمْ بَعِيدٌ فَأَنَا أَبْعَدُكُمْ مِنْهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوحمید اور ابواسید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میرے حوالے سے کوئی ایسی حدیث سنو جس سے تمہارے دل شناسا ہوں اور تمہارے بال اور تمہاری کھال نرم ہو جائے اور تم اس سے قرب محسوس کرو تو میں اس بات کا تم سے زیادہ حقدار ہوں اور اگر کوئی ایسی بات سنو جس سے تمہارے دل نامانوس ہوں تمہارے بال اور تمہاری کھال نرم نہ ہو اور تم اس سے بُعد محسوس کرو تو میں تمہاری نسبت اس سے بہت زیادہ دور ہوں۔

(مسند البزار: ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بن خلاد بن عبیداللہ العتکی المعروف بالبزار (۹:۱۶۸)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف سننے کے وقت ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان شریف میں بھی ایسا نور ہوتا ہے جو بندہ مومن کے دل کو منور کر دیتا ہے۔

پہلے بزرگوں کے حالات پڑھیں تو یہ حدیث شریف سمجھ آتی ہے آج تو ایمانی کمزوری کی وجہ سے دلوں پر ایسی رقت بہت کم ہی طاری ہوتی ہے۔

امام مالک اور امام محمد بن المنکدر کی کیفیت

وَقَالَ مُصْعَبُ بن عَبْد الله كَانَ مَالِكٌ إِذَا ذُكِرَ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَيَّرُ لَوْنُهُ وَيَنْحَنِي حَتَّى يَصْعُبَ ذَلِكَ عَلَى جُلَسَائِهِ فَقِيلَ لَهُ يَوْمًا فِي ذَلِكَ فَقَالَ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَمَا أَنكَرْتُمْ عَلَيَّ مَا تَرَوْنَ وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى مُحَمَّدَ بن الْمُنْكَدِرِ وَكَانَ سَيِّدَ الْقُرَّاءِ لَا نكاد سأله عَنْ حَدِيثٍ أَبَدًا إِلَّا يَبْكِي حَتَّى نَرْحَمَهُ .

ترجمہ

مصعب بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو ان کا رنگ بدل جاتا، خوب جھک جاتے تھے اور متواضع ہو جاتے تھے حتیٰ کہ ان کے مصاحبوں کو گراں معلوم ہوتا تھا، ایک دن ان سے اس کیفیت کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا اگر تم وہ دیکھو جو میں دیکھتا ہوں تو ضرور میرے دیکھے ہوئے کا انکار نہ کرو۔

میں نے حضرت سیدنا امام محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا وہ سید القراء تھے جب کبھی بھی ان سے ہم حدیث شریف کے بارے میں سوال کرتے تو وہ اتنا روتے کہ ہم کو ان پر رحم آنے لگتا تھا۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی: أبو الفضل القاضی عیاض بن موسی الیحصبی (۲:۴۱)

امام مالک نے اپنے استاد سے حدیث کیوں لی؟

وَقَدْ سُئِلَ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِي :مَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ أَحَدٍ إِلَّا وَأَيُّوبُ أَفْضَلُ مِنْهُ، قَالَ وَحَجَّ حَجَّتَيْنِ فَكُنْتُ أَرْمُقُهُ وَلَا أَسْمَعُ مِنْهُ غيرا أَنَّهُ كَانَ إِذَا ذُكِرَ النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى حَتَّى أَرْحَمَهُ فَلَمَّا

رَأَيْتُ مِنْهُ مَا رَأَيْتُ وَإِجْلَالَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ كَتَبْتُ عَنْهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ سے ان کے استاد حضرت سیدنا ایوب السختیانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ تم میں سے جس سے بھی حدیث شریف بیان کروں گا ایوب رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس سے افضل ہوں گے، پھر فرمایا: میں نے ان کو دو بار حج کرتے ہوئے دیکھا ہے میں ان کو دیکھتا اور سنتا تھا کہ جب نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے تو وہ اتنا روتے کہ مجھے ان پر رحم آجاتا، میں نے ان کی یہ بات دیکھی سو دیکھی لیکن نبی کریم ﷺ کی انتہائی تعظیم کرتے دیکھا تب میں نے ان سے حدیث شریف لکھی۔

(سبل الہدی والرشاد : محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۱۱:۴۳۹)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی کیفیت

قَالَ مُصْعَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰه: وَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى جَعْفَرِ بْنَ مُحَمَّدٍ وَكَانَ كَثِيرَ الدُّعَابَةِ وَالتَّبَسُّمِ فَإِذَا ذُكِرَ عِنْدَهُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وَسَلَّمَ اصْفَرَّ وَمَا رَأَيْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَى طَهَارَةٍ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مصعب بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے حالانکہ وہ انتہائی خوش مزاج اور ظریف الطبع تھے لیکن جب بھی ان کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکر جمیل کیا جاتا تو ان کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور میں نے ان کو کبھی بھی بے وضو حدیث شریف بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

(سبل الہدی والرشاد : محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۱۱:۴۳۹)

حدیث شریف بیان کرتے ہوئے خون خشک ہو جاتا تھا

وَلَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بن الْقَاسِمِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُنْظَرُ إِلَى لَوْنِهِ كَأَنَّهُ نُزِفَ مِنْهُ الدَّمُ وَقَدْ جَفَّ لِسَانُهُ فِي فَمِهِ هَيْبَةً مِنْهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

ترجمہ

حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر کرتے تو ان کے چہرے کا رنگ بدل جاتا ایسا لگتا تھا کہ ان کے چہرے سے خون نچوڑ لیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے جلال وہیبت کی وجہ سے ان کا منہ اور زبان خشک ہو جاتی تھی۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ: أبو الفضل القاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی (۲:۴۱)

چھٹی فصل

واعظین وخطباء
احادیث صحیحہ کی روشنی میں

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص اسلام وایمان وشرح شریف کے احکام کو جانتا ہے وہ لوگوں کو ﴿فذکر ان نفعت الذکری﴾ کے تحت گناہ سے بچنے کی تلقین کر سکتا ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جوابا فرمایا: اگر عالم ہے تو اس کا یہ منصب ہے اور جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں، وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔

(فتاوی رضویہ لامام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۲۳:۷۱۷)

اگر کوئی شخص عالم نہیں ہے بلکہ جاہل ہے تو وہ کسی مستند سنی عالم دین کی کتاب سے اپنی طرف سے زیادتی کئے بغیر دیکھ کر درس وبیان کر سکتا ہے۔ درحقیقت یہ اس کا وعظ نہیں بلکہ اس سنی عالم کا وعظ کہلائے گا، لیکن اگر وہ اس میں اپنی طرف سے کچھ باتیں شامل کر دے تو یہ اس کا وعظ کہنا کہلائے گا جو کہ شرعاً ناجائز وحرام ہے۔

قصہ گو کی وجہ سے مسجد سے باہر آجاتے تھے

عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيَلْقَاهُ الرَّجُلُ، فَيَقُولُ: مَا شَأْنُكَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ؟ فَيَقُولُ: أَخْرَجَنِي الْقَاصُّ.

ترجمہ

حضرت سیدنا سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد شریف سے نکلتے تو ان کو کوئی شخص ملتا اور وہ کہتا کہ آپ مسجد شریف سے باہر کیوں آگئے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ: مجھے قصہ گو واعظ نے نکال دیا ہے۔

(المصنف: أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (۳:۲۱۹)

ایک واعظ کو ام المومنین رضی اللہ عنہا کی نصیحت

عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ: دَخَلَ عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ عَلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَتْ، مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: أَنَا عُبَيْدُ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَتْ: عُمَيْرُ بْنُ قَتَادَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، يَا أُمَّتَاهُ قَالَتْ: أَمَا بَلَغَنِي أَنَّكَ تَجْلِسُ، وَيُجْلَسُ إِلَيْكَ؟ قَالَ: بَلَى يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: فَإِيَّاكَ وَتَقْنِيطَ النَّاسِ وَإِهْلَاكَهُمْ.

ترجمہ

حضرت عبداللہ بن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا: کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں عبید بن عمیر ہوں۔ پوچھا: عمیر بن قتادہ؟ عرض کیا: جی امی جان۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو وعظ کے لئے بیٹھتا ہے اور تیرے پاس لوگوں کو بھی جمع کیا جاتا ہے؟ عرض کیا: جی اے ام المومنین! آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگوں کو مایوس کرنے اور ہلاکت میں ڈالنے سے اپنے آپ کو بچانا۔

(المصنف: أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (۳:۲۱۹)

ابن عمر رضی اللہ عنہما قصہ گو سے دور رہتے تھے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ، لَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ مَعَ الْقُصَّاصِ، إِلَّا قَاصَّ الْجَمَاعَةِ.

ترجمہ

حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قصہ گوئی کرنے والوں کے ساتھ نہیں بیٹھتے تھے۔ مگر جماعت میں وعظ کہنے والوں کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے۔

(المصنف: أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (۳:۲۱۹)

مولاعلی رضی اللہ عنہ اور ایک خطیب

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، انا مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ، ثنا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، وَأَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا: ثنا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ يَقُولُ: إِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَتَى عَلَى قَاصٍ يَقُصُّ فَقَالَ: تَعْرِفُ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوخِ؟ قَالَ: لَا. فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: هَلَكْتَ وَأَهْلَكْتَ

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوحصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا مولاعلی رضی اللہ عنہ قصہ گو کے پاس سے گزرے تو فرمایا: کیا تم منسوخ سے ناسخ کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔

(المدخل الی السنن الکبری: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی: ۱۷۷)

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں

قال فاخرج من مسجدنا ولا تذكر فيه.

ترجمہ

حضرت سیدنا مولاعلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو ہماری مسجد شریف سے نکل جا اور یہاں تقریر نہ کر۔

(کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری (۱۰:۲۸۱)

ایواعرفونی

عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ: بَلَغَنِي أَنَّ عَلِيًّا، مَرَّ بِقَاصٍّ، فَقَالَ: أَتَعْرِفُ النَّاسِخَ مِنَ

الْـمَنْسُوخِ؟ قَالَ: لَا قَالَ: هَلَكْتَ وَأَهْلَكْتَ قَالَ: وَمَرَّ بِآخَرَ قَالَ: مَا كُنْيَتُكَ؟ قَالَ: أَبُو يَحْيَى قَالَ: بَلْ أَنْتَ أَبُو اعْرِفُونِي.

ترجمہ

حضرت معمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت سیدنا مولاعلی رضی اللہ عنہ قصہ گو کے پاس سے گزرے تو فرمایا: کیا تم منسوخ سے ناسخ کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو خود بھی ہلاک ہوا اور تو نے دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ اسی طرح ایک اور قصہ گو کے پاس سے گزرے تو پوچھا تیری کنیت کیا ہے؟ اس نے کہا: ابو یحیی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم ابو اعرفونی ہو (یعنی اے لوگو! مجھے پہچانو۔)

(المصنف: ابو بکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصعانی (۳:۲۱۹)

اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا

عن الحارث عن علی أنه دخل المسجد فإذا بصوت قاص فلما رآه سكت قال علي: من هذا؟ قال القاص انا فقال علي: أما أني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: سيكون بعدى قصاص لا ينظر الله إليهم.

ترجمہ

حضرت سیدنا مولاعلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد شریف میں داخل ہوئے تو مسجد شریف میں ایک شخص وعظ کہہ رہا تھا، جب آپ رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ خاموش ہوگئے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی کہ یہ قصہ کہنے سنانے والا ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ عنقریب قصے سنانے والے لوگ ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔

(کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری (۱۰:۲۸۲)

واعظین کا امتحان ہوتا تھا

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ سَلْمٍ الْخُتُلِيُّ، ثنا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْأَبَّارُ، ثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ بْنِ شُرَيْحٍ الْقَاضِي، ثنا أَبِي، عَنْ أَبِيهِ مُعَاوِيَةَ، عَنْ مَيْسَرَةَ، عَنْ شُرَيْحٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ فِي سُوقِ الْكُوفَةِ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَاصٍّ يَقُصُّ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ: أَيُّهَا الْقَاصُّ، تَقُصُّ وَنَحْنُ قَرِيبُ الْعَهْدِ، أَمَا إِنِّي أَسْأَلُكَ، فَإِنْ تَخْرُجْ مِمَّا سَأَلْتُكَ وَإِلَّا أَدَّبْتُكَ فَقَالَ الْقَاصُّ: سَلْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَمَّا شِئْتَ فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا ثَبَاتُ الْإِيمَانِ وَزَوَالُهُ؟ فَقَالَ الْقَاصُّ: ثَبَاتُ الْإِيمَانِ الْوَرَعُ، وَزَوَالُهُ الطَّمَعُ قَالَ عَلِيٌّ: فَمِثْلُكَ يَقُصُّ.

ترجمہ

حضرت سیدنا شریح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کے بازار میں گیا وہاں ایک قصہ گو قصے بیان کررہا تھا، امیر المومنین رضی اللہ عنہ اس کے پاس رک گئے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے واعظ! تو وعظ کہہ رہا ہے، اور ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک کے قریب ہیں، میں تجھ سے ایک سوال کرتا ہوں اگر تو نے جواب دے دیا تو ٹھیک ورنہ میں تجھے سزادوں گا۔ اس واعظ نے عرض کی: حضور! آپ جو چاہیں پوچھ لیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایمان کی مضبوطی اور اس کا زوال کیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ ایمان کو مضبوط کرنے والی چیز تقوی ہے اور ایمان کو ختم کرنے والی چیز لالچ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تجھ جیسے شخص کو وعظ کہنے کی اجازت ہے۔

(حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء: أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مہران الأصبہانی (۴:۱۳۶)

آج تو کوئی بھی پوچھنے والا نہیں ہے کہ وعظ کہنے والا شخص کتنا علم رکھتا ہے، بس جس کو دیکھا کہ وہ اچھی سُر لگالیتا ہے وہ خطیب بن جاتا ہے اور سادہ لوح لوگوں کا ایمان ضائع کرتا رہتا ہے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جلال

عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: ذُكِرَ لِابْنِ مَسْعُودٍ قَاصٌّ يَجْلِسُ بِاللَّيْلِ وَيَقُولُ لِلنَّاسِ: قُولُوا: كَذَا، قُولُوا: كَذَا، فَقَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَخْبِرُونِي، فَأَخْبَرُوهُ قَالَ: فَجَاءَ عَبْدُ اللَّهِ مُتَقَنِّعًا، فَقَالَ: مَنْ عَرَفَنِي فَقَدْ عَرَفَنِي، وَمَنْ لَمْ يَعْرِفْنِي فَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ، تَعْلَمُونَ أَنَّكُمْ لَأَهْدَى مِنْ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، وَإِنَّكُمْ لَمُتَعَلِّقُونَ بِذَنَبِ ضَلَالَةٍ.

ترجمہ

حضرت سیدنا قیس بن ابوحازم رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی گئی: کہ فلاں جگہ پر رات کے وقت ایک قصہ گو بیٹھتا ہے اور وہ لوگوں سے یہ کہتا ہے کہ تم ایسے ایسے کہو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب جس وقت آئے تو مجھے بتانا۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو بتلایا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کپڑے میں لپٹ کر باہر نکلے اوران کے پاس پہنچ کر فرمایا: جو مجھے جانتے ہیں وہ جانتے ہیں جو نہیں جانتے وہ جان لیں میں عبداللہ بن مسعود ہوں (رضی اللہ عنہ) تم جانتے ہو کہ اللہ تعالی نے تم کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صدقے میں ہدایت دی ہے اور تم گمراہی کے گناہ میں جا پڑے ہو۔

(المعجم الکبیر: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (۹:۱۲۵)۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نگاہ کا کمال

عَنْ رَجُلٍ مِنْ آلِ حَزْمٍ قَالَ: نَظَرَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى قَاصٍّ قَدْ طَوَّلَ، فَقَالَ: لَوْ قِيلَ لِهَذَا قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، اقْرَأْ فِيهِمَا كَذَا وَكَذَا، لَمَلَّ ذَلِكَ.

ترجمہ

آل حزم کے ایک شخص بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے

ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے بہت طویل خطاب کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر اس کو کہا جائے کہ اٹھ اور دو رکعت نماز ادا کر اور ان میں فلاں فلاں سورت تلاوت کر تو اس کی طبیعت فوراً اکتا جائے گی۔

(المصنف: أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميری اليمانی الصنعانی (۳:۲۲۲)

ہمارے دور میں بہت سے خطباء ہیں جو نماز تک نہیں پڑھتے مگر جب وہ خطاب کرتے ہیں تو کئی کئی گھنٹے لگاتار خطاب کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جلال

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: قِيلَ لِابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ إِنَّ زِيَادًا الْمِنْقَرِيَّ، وَكَانَ قَاصًّا يَقُولُ: إِنَّ أَجْرَ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ مِثْلُ أَجْرِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ: لَوْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ ذَلِكَ وَفِي يَدِي عَصًا لَضَرَبْتُهُ بِهَا.

ترجمہ

حضرت ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص زیاد المنقری قصہ گو خطیب تھا، کہتا ہے کہ نصف شعبان کی رات کا اجر لیلۃ القدر جتنا ہے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر میں اسے یہ کہتے ہوئے سن لیتا اور اس وقت میرے ہاتھ میں عصا ہوتا تو میں اس کے سر میں مار دیتا۔

(البدع والنهی عنها: أبو عبد الله محمد بن وضاح بن بزيع المروانی القرطبی (۲:۹۲)

اب تو مجلس میں کوئی غلط بیانی کر رہا ہو تو جو اس کو منع کردے اس کا سر کھول دیتے ہیں۔

علماء چلے جائیں گے اور گمراہ رہ جائیں گے

أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَبْدِ

اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْزِعُ الْعِلْمَ مِنَ النَّاسِ بَعْدَ أَنْ یُعْطِیَہُ إِیَّاھُمْ، وَلٰکِنْ یَذْھَبُ بِالْعُلَمَاءِ، کُلَّمَا ذَھَبَ عَالِمٌ ذَھَبَ بِمَا مَعَہُ مِنَ الْعِلْمِ، حَتّٰی یَبْقٰی مَنْ لَا یَعْلَمُ فَیَضِلُّوا وَیُضِلُّوا.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی لوگوں کو علم دے کران سے واپس نہیں لے گا۔ بلکہ علماء کو اٹھالے گا جب بھی کوئی عالم جائے گا اس کے ساتھ اس کا علم بھی چلا جائے گا، حتی کہ وہ لوگ باقی رہ جائیں گے جن کے پاس علم نہیں ہوگا۔ وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(الجامع معمر بن راشد: معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي مولاھم، أبو عروۃ البصري، نزيل اليمن (۱۱:۲۵۴)

بدعمل خطباء کا برا حال

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْھَالِ، حَدَّثَنَا یَزِیدُ، حَدَّثَنَا ھِشَامٌ الدَّسْتُوَائِيُّ، عَنِ الْمُغِیرَۃِ خَتَنِ مَالِکِ بْنِ دِینَارٍ، عَنْ مَالِکِ بْنِ دِینَارٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَتَیْتُ عَلٰی سَمَاءِ الدُّنْیَا لَیْلَۃَ أُسْرِیَ بِي، فَرَأَیْتُ فِیھَا رِجَالًا تُقْطَعُ أَلْسِنَتُھُمْ وَشِفَاھُھُمْ بِمَقَارِیضَ مِنْ نَارٍ، فَقُلْتُ: یَا جِبْرِیلُ، مَا ھٰؤُلَاءِ؟، قَالَ: ھٰؤُلَاءِ خُطَبَاءُ مِنْ أُمَّتِکَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے منہ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے تھے، میں نے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ آپ کی امت کے خطباء ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے اور کتاب (قرآن کریم) کی تلاوت کرتے تھے

کیا یہ سمجھتے نہ تھے۔

(مسند أبي يعلى: أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (۷:۱۸۰)

اپنی واہ واہ کروانے والے خطباء کے لئے وعید

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَاهُ أَبِي عَنْهُ وَهُوَ حَيٌّ قَالَ: حَدَّثَنَا حُجْرُ بْنُ الْحَارِثِ الْغَسَّانِيُّ، مِنْ أَهْلِ الرَّمْلَةِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ الْكِنَانِيِّ، وَكَانَ عَامِلًا لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَلَى الرَّمْلَةِ، أَنَّهُ شَهِدَ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ قَالَ لِبَشِيرِ بْنِ عَقْرَبَةَ الْجُهَنِيِّ يَوْمَ قُتِلَ عَمْرُو بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ يَا أَبَا الْيَمَانِ، إِنِّي قَدِ احْتَجْتُ الْيَوْمَ إِلَى كَلَامِكَ، فَقُمْ فَتَكَلَّمْ، قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ قَامَ بِخُطْبَةٍ لَا يَلْتَمِسُ بِهَا إِلَّا رِيَاءً وَسُمْعَةً، أَوْقَفَهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَوْقِفَ رِيَاءٍ وَسُمْعَةٍ.

ترجمہ

عبداللہ بن عوف کنانی جو کہ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی طرف سے رملہ کے گورنر تھے، کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ عبدالملک بن مروان کے پاس موجود تھے کہ عبدالملک نے حضرت سیدنا بشیر بن عقربہ جہنی رضی اللہ عنہ سے جس دن حضرت عمرو بن سعید بن العاص کو قتل کردیا گیا کہا اے ابوالیمان! آج مجھے آپ کے کلام کرنے کی ضرورت ہے لہذا آپ کھڑے ہوکر کلام فرمائیں، انہوں نے فرمایا: کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص دکھاوے اور شہرت کے لئے تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہو اللہ تعالی قیامت کے دن اسے دکھاوے اور شہرت کے مقام پر روک کر کھڑا کردے گا۔

(شعب الإيمان: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرُوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (۹:۱۲۷)

علماء کم اور خطیب زیادہ ہو جائیں گے

حَدَّثَنَا مُؤَمَّلٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ الْأَسْوَدُ، قَالَ مُؤَمَّلٌ: وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الصِّدِّيقِ، يُحَدِّثُ ثَابِتًا الْبُنَانِيَّ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّكُمْ فِي زَمَانٍ عُلَمَاؤُهُ كَثِيرٌ، خُطَبَاؤُهُ قَلِيلٌ، مَنْ تَرَكَ فِيهِ عُشَيْرَ مَا يَعْلَمُ هَوَى، أَوْ قَالَ: هَلَكَ، وَسَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَقِلُّ عُلَمَاؤُهُ وَيَكْثُرُ خُطَبَاؤُهُ، مَنْ تَمَسَّكَ فِيهِ بِعُشَيْرِ مَا يَعْلَمُ نَجَا.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ایک زمانے میں ہو جس میں علماء کثیر تعداد میں ہیں اور خطباء بہت کم ہیں، جو شخص اس زمانے میں اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل ترک کرے گا تو وہ ہلاک ہو جائے گا، اور عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جس میں علماء کم اور خطباء بہت زیادہ ہو جائیں گے، اس زمانے میں جو شخص اپنے علم کے دسویں حصے پر بھی عمل کرے گا وہ نجات پا جائے گا۔

(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: ابوالحسن نور الدین علی بن ابی بکر بن سلیمان الہیثمی (۱:۱۲۷)

یہ قیامت کی نشانی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی اور اب حال یہی ہے کہ عالم خال خال ملتے ہیں جب کہ خطباء کی بھرمار ہے، ان کی بھاری بھرکم فیسیں ہیں، منہ مانگے پیسے مانگتے ہیں مگر جب کوئی مسئلہ دریافت کر لیا جائے تو جواب آتا ہے کہ میں عالم تھوڑی ہوں بلکہ میں تو خطیب ہوں مسئلہ کسی اور سے دریافت کریں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

میں تمہارے ساتھ جنگ کروں گی

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ

لِابْنِ أَبِي السَّائِبِ قَاصِّ أَهْلِ الْمَدِينَةِ ثَلَاثًا لَتُتَابِعُنِّي عَلَيْهِنَّ أَوْ لَأُنَاجِزَنَّكَ فَقَالَ: مَا هُنَّ بَلْ أَنَا أُتَابِعُكِ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: اجْتَنِبِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ، فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ كَانُوا لَا يَفْعَلُونَ ذَلِكَ: وَقَالَ إِسْمَاعِيلُ مَرَّةً فَقَالَتْ: إِنِّي عَهِدْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ وَهُمْ لَا يَفْعَلُونَ ذَاكَ وَقُصَّ عَلَى النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ أَبَيْتَ فَثِنْتَيْنِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَثَلَاثًا، فَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هَذَا الْكِتَابَ، وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ وَهُمْ فِي حَدِيثٍ مِنْ حَدِيثِهِمْ فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيثَهُمْ، وَلَكِنْ اتْرُكْهُمْ فَإِذَا حَدَّثُوكَ عَلَيْهِ، وَأَمَرُوكَ بِهِ فَحَدِّثْهُمْ.

ترجمہ

حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مروی ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک بار مدینہ منورہ کے ایک واعظ جس کا نام ابن ابی السائب تھا، سے فرمایا کہ تین باتیں ہیں جنہیں میرے سامنے ماننے کا اقرار کرو ورنہ میں تم سے جنگ کروں گی، اس نے سوال کیا کہ وہ کیا ہیں؟ میں آپ کے سامنے ان کو تسلیم کرنے کا اقرار کرتا ہوں آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: دعا میں الفاظ کی تک بندی سے اجتناب کیا کرو، کیونکہ نبی کریم ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسا نہیں کرتے تھے، دوسرا یہ کہ ہر جمعہ میں لوگوں کے سامنے صرف ایک بار وعظ کیا کرو اگر نہ مانو تو دو مرتبہ ورنہ تین مرتبہ، تم اس کتاب سے لوگوں کو اکتاہٹ میں مبتلاء نہ کیا کرو، اور تیسرا یہ کہ میں تمھیں کبھی اس طرح نہ پاؤں کہ تم لوگوں کے پاس پہنچو وہ اپنی باتوں میں مشغول ہوں اور تم ان کے درمیان قطع کلامی کرنے لگو بلکہ انہیں چھوڑے رکھو، اگر وہ تمھیں آگے بڑھنے دیں اور گفتگو میں شریک ہونے کا حکم دیں تب ان کی گفتگو میں شریک ہوا کرو۔

(مسند الامام أحمد بن حنبل: أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۴۳:۱۹)

دوسرا باب

پہلی فصل

کیا یہ روایت عقلاً درست ہو سکتی ہے؟

مومن اپنے آپ کوذلت پر پیش نہ کرے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيِّ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ شَاذَانَ، أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ النَّحْوِيُّ، نَا يَعْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ، نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ حُذَيْفَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟، قَالَ: أَنْ يَتَعَرَّضَ لِلْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيقُ.

ترجمہ

ترجمہ

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ذلت پر پیش کرے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! انسان اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ اسکی آزمائش اور امتحان سے تعرض کرے، جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔

(شعب الإيمان : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (۱۳:۷۶))

اب غور کریں کہ رسول اللہ ﷺ تو اہل ایمان کے لئے فرمارہے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلت سے بچائیں تو خود رسول اللہ ﷺ کیسے جان بوجھ کر اس خاتون کے گھر کے پاس تشریف لے جاتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈال دیتی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ

وقال مجاهد: كانوا يكرهون للمؤمن أن يذلّ نفسه، فيجتره عليه الفُسّاق.

ترجمہ

حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ مومن اپنے آپ کو ذلیل کرے پھر اس پر فاسق وفاجر جری ہو جائیں۔

(جامع العلوم والحکم زین الدین عبدالرحمٰن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی (۲:۵۳۵)

یہ بات کسی بھی مومن کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو اتنا کمزور ظاہر کرے کہ اس کے علاقہ کے فاسق وفاجر اس کو ہر طرح کی تکلیف دینے پر جری ہو جائیں۔ اب بتائیں جب یہ بات عام مومن کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اس طرح کرے کہ ہر فاسق اس کو تکلیف دینے پر جری ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ کے لئے کیسے درست ہو سکتا ہے کہ وہ یہودی خاتون اتنی جری ہو گئی تھی کہ ہر روز وہ رسول اللہ ﷺ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی اور کوئی بھی اس کو منع کرنے والا نہ تھا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ نے اس کو منع کیا۔

مکھی رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کا ادب کرتی

ذکر القَاضِی عِیَاض فِی الشِّفَاء والعزفی فِی مولده ان من خصائصه صلی الله عَلَيْهِ وَسلم انه كَانَ لَا ینزل عَلَيْهِ الذُّبَابوَ ذکره ابْن سبع فِی الخصائص بِلَفْظ أَنه لم يقَع على ثِيَابه ذُبَاب قطّ.

ترجمہ

امام جلال الملۃ والدین جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مستطاب الشفاء میں اور عزفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب مولد میں یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے تھا کہ آقا ﷺ کے بدن مبارک پر مکھی نہیں بیٹھتی تھی۔ اور امام ابن سبع نے اپنی کتاب "الخصائص" میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک لباس پر بھی مکھی نہیں بیٹھی۔

(الخصائص الکبری: عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۱:۱۷۷)

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان شریف

ما یروی أن عمر رضی اللہ عنہ قال لرسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام أنا قاطع بکذب المنافقین لأن اللہ عصمک من وقوع الذباب علی جلدک لأنہ یقع النجاسات فیتلطخ بھا فلما عصمک اللہ من ذلک القدر من القذر فکیف لا یعصمک عن صحبۃ من تکون متلطخۃ بمثل ھذہ الفاحشۃ.

ترجمہ

(جب منافقین نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں اپنی رائے دیتے ہوئے عرض کی) یارسول اللہ ﷺ! مجھے منافقین کے قطعی جھوٹے ہونے کا یقین ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ آپ ﷺ کے جسم مبارک پر کوئی مکھی بیٹھے کیونکہ وہ نجاستوں پر بیٹھ کر نجاست آلود ہو جاتی ہے سو جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اتنی سی نجاست والی چیز کے چھونے سے محفوظ رکھا ہے تو اس فحش عمل والی عورت سے کیوں محفوظ نہ رکھے گا۔

(تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس : حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری (۱:۴۷۶)

(تفسیر النسفی: أبو البرکات عبداللہ بن أحمد بن محمود حافظ الدین النسفی (۲:۴۹۲)

جب اللہ تعالیٰ محبوب کریم ﷺ کو اتنی سی بات سے محفوظ رکھتا ہے تو کیا وہ عورت رسول اللہ ﷺ پر روزانہ کوڑا ڈالتی تھی تو اللہ تعالیٰ نے منع کیوں نہ کر دیا کہ اے حبیب ﷺ آپ اس راستہ سے جانا ہی ترک فرمادیں؟۔

جبریل امین سدرہ سے اتر کر مدینہ آتے ہیں

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي نَعَامَةَ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ،

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ، فَخَلَعَ النَّاسُ نِعَالَهُمْ فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: لِمَ خَلَعْتُمْ نِعَالَكُمْ؟ فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، رَأَيْنَاكَ خَلَعْتَ فَخَلَعْنَا، قَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ بِهِمَا خَبَثًا فَإِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيَقْلِبْ نَعْلَهُ، فَلْيَنْظُرْ فِيهَا، فَإِنْ رَأَى بِهَا خَبَثًا فَلْيُمِسَّهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ لِيُصَلِّ فِيهِمَا.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے کہ نعلین اتار دیئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے نعلین اتار دیئے۔ نماز سے فارغ ہو کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اپنے نعلین کیوں اتارے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو نعلین اتارتے ہوئے دیکھا تو ہم نے بھی اپنے جوتے اتار دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبریل امین علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے عرض کیا: آپ ﷺ کے نعلین شریفین میں گھناؤنی چیز لگ گئی ہے ،اس لئے میں نے اپنے نعلین اتار دیئے۔ الی آخرہ۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۱۷:۲۴۲)

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان شریف

قال علی رضی الله عنه إن جبريل أخبرک أن على نعليک قذراً وأمرک بإخراج النعل عن رجلک بسبب ما التصق به من القذر.

ترجمہ

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام کے ذریعے آپ ﷺ کو خبر دی کہ

آپ ﷺ کے نعلین شریفین میں کوئی گھناؤنی چیز لگ گئی ہے اور آپ ﷺ کو نماز میں ہی نعلین شریفین اتار دینے کا حکم دیا صرف اس سبب سے کہ نعلین شریفین میں کوئی گھناؤنی چیز لگ گئی ہے۔

(تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النفیس : حسین بن محمد بن الحسن اللہ یار بکری (۱:۶۷۴)

اس حدیث شریف پر غور کریں تو مسئلہ واضح ہو جائے گا ایک بار رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریفین میں اس طرح کی کوئی چیز جو تکلیف دہ تھی لگ گئی تو اللہ تعالی نے جبریل امین علیہ السلام کو آسمانوں سے روانہ کیا کہ محبوب کریم ﷺ کے نعلین شریفین میں لگی ہوئی یہ چیز تکلیف دہ ہے لھذا محبوب کریم ﷺ اپنے نعلین اتار دیں۔ تو بتاؤ خدا کے بندو! اگر وہ یہودی عورت رسول اللہ ﷺ پر روزانہ کوڑا پھینکا کرتی تھی تو جبریل امین علیہ السلام کو اللہ تعالی نے کیوں نہ بھیجا۔

رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ ہونے کی وجہ؟

وقال ذكوان رحمه الله تعالى: لم ير لرسول الله صلى الله عليه وسلم ظل فى شمس ولا قمر. رواه الحكيم الترمذى: وقال: معناه لئلا يطأ عليه كافر فيكون مذلة له. وقال ابن سبع رحمه الله تعالى: فى خصائصه: إن ظله صلى الله عليه وسلم كان لا يقع على الأرض وانه كان نوراً وكان إذا مشى فى الشمس أو القمر لا يظهر له ظل.

ترجمہ

حضرت ذکوان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ سورج اور چاند کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ اسے امام حکیم الترمذی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اپنی کتاب النوادر میں نقل کیا ہے۔ اور اس کا سبب یہ بیان کیا ہے تا کہ کسی کافر کا پاؤں رسول اللہ ﷺ کے مبارک سایہ پر نہ آئے کیونکہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی تھی۔

اور امام ابن سبع رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بھی اپنی کتاب "الخصائص" میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا کیونکہ آپ ﷺ نور تھے اور جب بھی آپ ﷺ سورج

یا چاند کی روشنی میں چلا کرتے تھے تو سایہ ظاہر ہی نہیں ہوتا تھا۔

(سبل الہدیٰ والرشاد: محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۲:۹۰))

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فرمان

وقال عثمان إن الله ما أوقع ظلم على الأرض لئلا يضع إنسان قدمه على ذلك الظل.

ترجمہ

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑنے دیا کہ کہیں کسی شخص کا پاؤں آپ ﷺ کے مبارک سایہ پر نہ آجائے۔

(تفسیر النسفی: ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین النسفی (۲:۴۹۲))
(تاریخ الخمیس فی احوال انفس النفیس حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکری (۱:۲۷۶))

تکلیف آنے پر جبریل امین علیہ السلام تسلی دینے آئے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَاتَ يَوْمٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ جَالِسٌ حَزِينٌ قَدْ خُضِّبَ بِالدِّمَاءِ، قَدْ ضَرَبَهُ بَعْضُ أَهْلِ مَكَّةَ، فَقَالَ: مَا لَكَ؟ فَقَالَ: فَعَلَ بِي هَؤُلَاءِ، وَفَعَلُوا، قَالَ: أَتُحِبُّ أَنْ أُرِيَكَ آيَةً؟ قَالَ: نَعَمْ، أَرِنِي فَنَظَرَ إِلَى شَجَرَةٍ مِنْ وَرَاءِ الْوَادِي، قَالَ: ادْعُ تِلْكَ الشَّجَرَةَ، فَدَعَاهَا فَجَاءَتْ تَمْشِي، حَتَّى قَامَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: قُلْ لَهَا فَلْتَرْجِعْ، فَقَالَ لَهَا، فَرَجَعَتْ حَتَّى عَادَتْ إِلَى مَكَانِهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَسْبِي.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، نبی کریم ﷺ اس وقت غمگین بیٹھے تھے اور خون میں لت پت تھے، کچھ اہل مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو مارا تھا، حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا کہ کیا آپ ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کو ایک معجزہ دکھاؤں؟ نبی کریم ﷺ نے اثبات میں جواب دیا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے وادی کے پیچھے ایک درخت کی طرف دیکھا اور کہا: اس درخت کو بلائیں، نبی کریم ﷺ نے اسے آواز دی تو وہ چلتا ہوا آیا، اور نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: اب اسے واپس جانے کا حکم دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے واپس جانے کا حکم دیا تو وہ واپس چلا گیا۔ یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میرے لئے یہی کافی ہے۔

(مسند أبي يعلى: أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (٦:٦٥٨))

اس سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اگر کافر تکلیف دیں اور آپ ﷺ غمگین ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ جبریل امین علیہ السلام کو سدرہ سے روانہ فرماتا ہے کہ آپ جائیں اور میرے حبیب ﷺ کو تسلی دیں۔ انتہائی حیرت کی بات ہے کہ وہ خاتون رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈال دے اور رسول اللہ ﷺ روزانہ غمگین بھی ہوں مگر نہ جبریل امین علیہ السلام آئیں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ خود اپنا راستہ تبدیل کریں۔

رسول اللہ ﷺ کی کیسے خدمت کرتے تھے؟

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ: قَالَ فَتًى مِنَّا مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ لِحُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ، رَأَيْتُمْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحِبْتُمُوهُ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا ابْنَ أَخِي، قَالَ: فَكَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُونَ؟ قَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ كُنَّا نَجْهَدُ، قَالَ: وَاللّٰهِ لَوْ أَدْرَكْنَاهُ مَا تَرَكْنَاهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ، وَلَجَعَلْنَاهُ عَلَى أَعْنَاقِنَا، قَالَ: فَقَالَ حُذَيْفَةُ: يَا ابْنَ أَخِي، وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَنْدَقِ، وَصَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ هَوِيًّا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَنْ رَجُلٌ يَقُومُ فَيَنْظُرَ لَنَا مَا فَعَلَ الْقَوْمُ يَشْرِطُ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَرْجِعُ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ، فَمَا قَامَ رَجُلٌ، ثُمَّ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا فَقَالَ: مَنْ رَجُلٌ يَقُومُ فَيَنْظُرَ لَنَا مَا فَعَلَ الْقَوْمُ، ثُمَّ يَرْجِعُ يَشْرِطُ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجْعَةَ، أَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَكُونَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ"، فَمَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ مَعَ شِدَّةِ الْخَوْفِ، وَشِدَّةِ الْجُوعِ، وَشِدَّةِ الْبَرْدِ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ أَحَدٌ دَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ يَكُنْ لِي بُدٌّ مِنَ الْقِيَامِ حِينَ دَعَانِي، فَقَالَ: يَا حُذَيْفَةُ، فَاذْهَبْ فَادْخُلْ فِي الْقَوْمِ فَانْظُرْ مَا يَفْعَلُونَ، وَلَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنَا، قَالَ: فَذَهَبْتُ فَدَخَلْتُ فِي الْقَوْمِ، وَالرِّيحُ وَجُنُودُ اللّٰهِ تَفْعَلُ مَا تَفْعَلُ لَا تَقِرُّ لَهُمْ قِدْرًا، وَلَا نَارًا وَلَا بِنَاءً، فَقَامَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، لِيَنْظُرِ امْرُؤٌ مَنْ جَلِيسُهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: فَأَخَذْتُ بِيَدِ الرَّجُلِ الَّذِي إِلَى جَنْبِي، فَقُلْتُ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: أَنَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ، ثُمَّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنَّكُمْ وَاللّٰهِ مَا أَصْبَحْتُمْ بِدَارِ مُقَامٍ لَقَدْ هَلَكَ الْكُرَاعُ، وَأَخْلَفَتْنَا بَنُو قُرَيْظَةَ، وَبَلَغَنَا عَنْهُمُ الَّذِي نَكْرَهُ، وَلَقِينَا مِنْ هَذِهِ الرِّيحِ

مَا تَرَوْنَ، وَاللّٰهِ مَا تَطْمَئِنُّ لَنَا قِدْرٌ، وَلَا تَقُومُ لَنَا نَارٌ، وَلَا يَسْتَمْسِكُ لَنَا بِنَاءٌ، فَارْتَحِلُوا فَإِنِّي مُرْتَحِلٌ، ثُمَّ قَامَ إِلَى جَمَلِهِ وَهُوَ مَعْقُولٌ فَجَلَسَ عَلَيْهِ، ثُمَّ ضَرَبَهُ فَوَثَبَ عَلَى ثَلَاثٍ، فَمَا أُطْلِقَ عِقَالُهُ إِلَّا وَهُوَ قَائِمٌ، وَلَوْلَا عَهْدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُحْدِثْ شَيْئًا حَتَّى تَأْتِيَنِي، ثُمَّ شِئْتُ لَقَتَلْتُهُ بِسَهْمٍ، قَالَ حُذَيْفَةُ: ثُمَّ رَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي مِرْطٍ لِبَعْضِ نِسَائِهِ مُرَحَّلٍ، فَلَمَّا رَآنِي أَدْخَلَنِي إِلَى رَحْلِهِ، وَطَرَحَ عَلَيَّ طَرَفَ الْمِرْطِ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ وَإِنَّهُ لَفِيهِ، فَلَمَّا سَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ، وَسَمِعَتْ غَطَفَانُ بِمَا فَعَلَتْ قُرَيْشٌ، فَانْشَمَرُوا إِلَى بِلَادِهِمْ.

ترجمہ

حضرت محمد بن کعب قرظی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اہل کوفہ میں سے ایک نوجوان نے حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کی کہ اے ابو عبداللہ! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت اور شرف صحبت حاصل کی ہے؟ انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! ہاں۔ سائل نے پوچھا کہ آپ لوگ کیا کرتے تھے؟ فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے لئے اپنے آپ کو مشقت میں ڈال دیتے تھے۔ سائل نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کو پالیتے تو انہیں زمین پر ہی نہ چلنے دیتے بلکہ اپنی گردنوں پر بٹھالیتے۔ حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بھتیجے! خدا تعالیٰ کی قسم! ہم نے غزوہ خندق کے موقع پر نبی کریم ﷺ کے ہمراہ دیکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رات کی تاریکی میں عشاء کی نماز پڑھائی اور ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کون آدمی جا کر دشمنوں کے حالات کا جائزہ لے کر آئے گا؟ نبی کریم ﷺ نے اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ لیکن کوئی کھڑا نہ ہوا رات کا کچھ حصہ گزرنے کے بعد نبی کریم ﷺ نے دوبارہ نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر وہی اعلان کیا اور اس

مرتبہ فرمایا کہ وہ میرا رفیق ہوگا۔ پھر شدت خوف اور شدت بھوک اور سردی کی وجہ سے کوئی بھی کھڑا نہ ہوا۔ جب کوئی بھی کھڑا نہ ہوا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے بلایا، اس وقت میرے لئے کھڑے ہونے کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حذیفہ! تم جاؤ اور دیکھو کہ دشمنوں کے کیا حالات ہیں؟ اور واپس ہمارے پاس آنے تک کوئی نیا کام نہ کرنا۔ چنانچہ میں چلا گیا اور دشمن کے لشکر میں گھس گیا، جہاں ہوائیں اور اللہ تعالیٰ کے لشکر اپنا کام کر رہے تھے اور ان کی کوئی ہنڈیا آگ پر اور خیمہ ٹھہر نہیں پا رہا تھا، یہ دیکھ کر ابوسفیان بن حرب کھڑا ہوا اور کہنے لگا اے گروہ قریش! ہر آدمی دیکھ لے کہ اس کے ساتھ کون بیٹھا ہے؟ (کہیں کوئی جاسوس نہ ہو) اس پر میں نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑا اور اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ پھر ابوسفیان کہنے لگا کہ اے گروہ قریش! خدا تعالیٰ کی قسم! اس جگہ تمہارے لئے مزید رکنا اب ممکن نہیں رہا، مویشی ہلاک ہو رہے ہیں، بنو قریظہ نے بھی ہم سے وعدہ خلافی کی ہے، اور ہمیں ان کی طرف سے ناپسندیدہ حالات کا سامنا کرنا پڑا ہے اور اس ہوا سے جو حالات پیدا ہوئے ہیں وہ تم دیکھ ہی رہے ہو کہ کوئی ہانڈی ٹھہر نہیں پا رہی۔ آگ جل نہیں رہی اور خیمے اپنی جگہ کھڑے نہیں رہ پا رہے۔ اس لئے میری رائے تو یہ ہے کہ تم لوگ واپس روانہ ہو جاؤ اور میں تو واپس جا رہا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اپنے گھوڑے کی طرف واپس چل پڑا جو رسی سے باندھا گیا تھا اور اس پر سوار ہو کر ایڑ لگا دی وہ تین مرتبہ اچھلا لیکن جب اس نے رسی چھوڑی تو وہ کھڑا ہو گیا اگر نبی کریم ﷺ نے مجھے نصیحت نہ کی ہوتی کہ کوئی نیا کام نہ کرنا جب تک تم میرے پاس واپس نہ آ جاؤ اور پھر میں چاہتا تو اپنا تیر مار کر اسے قتل کر سکتا تھا، پھر میں نبی کریم ﷺ کی طرف واپس روانہ ہو گیا، نبی کریم ﷺ اس وقت نماز ادا فرما رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کر لی تو میں نے ساری بات عرض کر دی۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۳۵۸:۳۸)

دوسری فصل

اس روایت کے متعلق کچھ گزارشات

یہ بات ہر ذی شعور پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آج کے دور میں تمام مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ رسول اللہ ﷺ کی ناموس کا مسئلہ ہے اور جس طرح اس اہم مسئلہ سے بے اعتنائی برتی جارہی ہے اتنی کسی اور بات پر شاید روا نہ رکھی گئی ہو۔

آپ دیکھ لیں پاکستان بھر میں نوے فی صد سے بھی زائد مساجد کی انتظامیہ دین بیان ہونے پر راضی نہیں ہے، وہ یہ چاہتی ہے کہ ان کی مرضی کا دین بیان ہو، اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ ان انتظامیہ میں سے نوے فی صد لوگ ایسے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کے قتل کو جائز نہیں سمجھتے اور وہ یہی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تو رحمۃ للعالمین ہیں لھذا ان کو معاف کر دینا چاہیے، حالانکہ یہی انتظامیہ اس مولوی کو معاف نہیں کرتی جو ان کی شان میں تھوڑا سا بھی اونچا بول بیٹھے۔ جب صورتحال ایسی ہو تو وہاں دین کیسے بیان ہوگا؟ اور اہل علم کی خدمت میں میرا عاجزانہ سوال ہے کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں کے حامی ہیں اور ان کے قتل کو جائز نہیں سمجھتے ان کے لئے شرعی حکم کیا ہے۔؟

ان لوگوں کے دین دشمن ہو جانے کا ذمہ دار کون ہے؟ کس نے ان کو یہاں تک پہنچا دیا ہے وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں منبر و محراب کا تسلط ہے ان کے نظریات ہی تبدیل ہو کر رہ گئے ہیں۔ عالم دین کو ان کی طرف سے پابند کیا جاتا ہے کہ وہ صرف نماز و روزہ اور ان کے فضائل پر ہی گفتگو کرے اس کے علاوہ کسی بات پر نہ بولے۔ عالم کے لئے یہ حکم آجاتا ہے کہ ڈینگی کے خلاف تقریر کرو اور پولیو کے قطرے پلانے کی افادیت پر تقریر کرو مگر اسی عالم کو رسول اللہ ﷺ کی ناموس کا مسئلہ بیان نہیں کرنے دیا جاتا۔

اور مساجد کے منبر و محراب سے آج کلمہ حق کی آواز کو دبایا جا رہا ہے اور بہت سے علماء کرام ایسے ہیں جن کو صرف ناموس رسالت ﷺ پر گفتگو کرنے پر مساجد سے نکال دیا گیا ہے، بتائیں ان کو رسول اللہ ﷺ کا گستاخ تو گوارا ہے مگر جو رسول اللہ ﷺ کی عزت و ناموس کے حق میں اور گستاخ کے خلاف بولے وہ عالم برداشت نہیں۔

اس کی سب سے بڑی وجہ جو فقیر آج تک سمجھ سکا ہے وہ یہ ہے کہ انتظامیہ میں اکثریتی طبقہ سرکاری افسروں کا ہوتا ہے جو ریٹائر ہو چکے ہوتے ہیں چونکہ ہر ہر بات میں اپنی منوانا ان کی طبیعت میں راسخ ہو چکا ہوتا ہے اور ان میں کئی اپنے دور کے رشوت خور حرام خوررہ چکے ہوتے ہیں اور ان کا یہ بھی ذہن بنایا گیا ہوتا ہے کہ حکومت جو مرضی کرے چاہے وہ اسلام دشمن پالیسی لائے یا گستاخوں کو رہا کرے اور عشاقان رسول ﷺ کو پھانسی لگادے انہوں نے بہر حال حکومتی اقدام کی حمایت کرنی ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے فقیر کے نزدیک مساجد میں دین کی آواز کے دبائے جانے کا کیونکہ انتظامیہ کا اکثریتی طبقہ لبرل اور دین بیزار ہے اور وہ صرف نماز روزے کو ہی دین سمجھتا ہے۔ غلبہ اسلام اور اقامت دین ان کے نزدیک کچھ اہمیت نہیں رکھتے۔

آج سوچ سمجھے منصوبے کے تحت مسلمانوں کے بچوں کو دین سے بیزار کیا جارہا ہے اور دین کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا کیے جارہے ہیں، آج سکول ماسٹر اور کالج ویونیورسٹی کے پروفیسر باقاعدہ دین متین کے خلاف لیکچر دیتے ہیں جس سے بچوں کے ذہن خراب ہورہے ہیں اور دین میں شکوک وشبہات کا ایک بند نہ ہونے والا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ جب بھی کسی بچے سے بات کی جائے تو اس سے دین بیزاری کی بو آتی ہے۔ جب بھی اس کے سامنے کوئی شرعی مسئلہ بیان کیا جائے تو وہ یہی کہے گا کہ میں ان باتوں پر یقین نہیں رکھتا۔ ہر ہر دینی حکم میں شکوک وشبہات پیدا کر دیئے گئے ہیں جیسے قربانی کا مسئلہ اس میں بھی بہت حد تک دشمن اپنا کام دکھانے میں کامیاب ہوتا جارہا ہے جیسے ایام قربانی قریب آتے ہیں فیس بک پر اس طرح کی تصاویر ارسال کی جاتی ہیں کہ میں نے اس بار قربانی کے پیسوں سے غریب کی خدمت کر دی ہے، یہ ضروری تو نہیں کہ آپ قربانی ہی کرو اور جانور ہی ذبح کرو اس سے تو بہتر ہے کہ بندہ کسی یتیم کے لئے سکول کی کتب کا انتظام کردے۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

پنجاب یونیورسٹی کا ایک طالب علم جو فقیر کے ساتھ تعلق رکھتا تھا بہت عرصہ کے بعد جب ملنے کے لئے آیا تو اس نے بتایا کہ وہ حدیث کا منکر ہو گیا ہے، تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ اس کی

کلاس کے تمام لڑکے سوائے تین چار کے سب کے سب حدیث کے منکر ہو گئے ہیں کیونکہ انکا پروفیسر منکر حدیث تھا۔

ایک لڑکا جو کہ خود پروفیسر کا بیٹا تھا وہ وجود باری تعالی کا منکر ہو گیا، اس طرح کی بہت سی مثالیں جو فقیر کے سامنے ہیں۔ آج میڈیا پر بیٹھے ہوئے تمام نہاد دانشور دین متین اور اہل دین کے خلاف بولنا اور دینی شعائر کا مذاق اڑانا اپنا فریضہ جانتے ہیں۔ اسی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں میں دین کے متعلق شکوک وشبہات پیدا ہو رہے ہیں اور ان کا ایمان متزلزل کیا جارہا ہے۔

امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حَدَّثَنِي أَبُو صَالِحٍ :قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ :وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ :وَحَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ :قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ :قَالُوا: حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ :قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ :قَالَ: حَدَّثَنَا ذَكْوَانُ :قَالَ: كَانَ الْحَسَنُ :يَنْهَى عَنِ الْخُصُومَاتِ فِي الدِّينِ وَقَالَ: إِنَّمَا يُخَاصِمُ الشَّاكُّ فِي دِينِهِ.

ترجمہ

ذکوان رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ امام حسن رضی اللہ عنہ لوگوں کو دین کے معاملے میں جھگڑا کرنے سے منع کرتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ دینی احکامات میں وہی شخص جھگڑا کرتا ہے جس کو دین کے متعلق شک ہو۔

(الإبانة الكبرى لابن بطة : أبو عبد الله عبيد الله بن محمد بن حمدان العكبري المعروف بابن بطة العكبري (۲:۵۱۳)

آج آپ خود غور کر سکتے ہیں کہ یہ لوگ دین کے بارے میں کس قدر شکوک وشبہات کا شکار ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالی ہمارے مسلمانوں کو اپنے دین میں تصلب عطا فرمائے۔

کاش کہ کوئی عالم ان مسائل کا ادراک کرتا اور اس پر کوئی کتاب لکھتا کہ اب یہ لبرل طبقہ کس طرح اہل دین پر حاوی ہو چکا ہے اور ان کا مذہب بالکل اسلام کے منافی ہے اور افسوس کی

بات یہ ہے انہیں لوگوں کو عاشق رسول کہا جاتا ہے اور اپنے منبروں پر جگہ دی جاتی ہے اور وہ ہوتے دین دشمن ہیں۔ چھوٹے چھوٹے مسائل پر سینکڑوں کتب ورسائل موجود ہیں مگر نہیں تو لبرل ، دین دشمن طبقے کے متعلق آگاہی فراہم کرنے پر کوئی کام نہیں ہے۔ کیا کسی عالم میں ہمت ہے کہ وہ یہ فتوی جاری کرے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کے قتل کا منکر ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث صحیحہ کا انکار کرتا ہے اور حکم قرآنی کو مانتا ہی نہیں ہے تو شریعت اس کے متعلق کیا کہتی ہے؟ آج لوگوں کی اپنی ترجیحات ہیں ۔ کاش کہ رسول اللہ ﷺ کی ناموس کا مسئلہ اور دین متین کے دفاع کا مسئلہ ان کی ترجیحات کی فہرست کے پہلے نمبر پر آ جاتا۔

آج جو لوگ گستاخوں کی حمایت کر کے اور ان کے معاملے میں خاموشی اختیار کر کے بھی خود کو رسول اللہ ﷺ کا عاشق کہلواتے پھرتے ہیں ان کے لئے اس روایت میں بڑی عبرت ہے اس روایت کو پڑھیں اور اپنا قبلہ درست کریں۔

رسول اللہ ﷺ جلال میں آ گئے

حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ عَلِيٍّ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ إِنَّا جِيرَانُكَ وَحُلَفَاؤُكَ، وَإِنَّ نَاسًا مِنْ عَبِيدِنَا قَدْ أَتَوْكَ لَيْسَ بِهِمْ رَغْبَةٌ فِي الدِّينِ، وَلَا رَغْبَةٌ فِي الْفِقْهِ إِنَّمَا فَرُّوا مِنْ ضِيَاعِنَا وَأَمْوَالِنَا، فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا: فَقَالَ لِأَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا تَقُولُ؟ قَالَ: صَدَقُوا إِنَّهُمْ جِيرَانُكَ قَالَ: فَتَغَيَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِعُمَرَ: رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: مَا تَقُولُ؟ قَالَ: صَدَقُوا إِنَّهُمْ لَجِيرَانُكَ وَحُلَفَاؤُكَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..

ترجمہ

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ قریش کے کچھ لوگ رسول

اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ ﷺ کے پڑوسی اور حلیف ہیں، ہمارے کچھ غلام آپ ﷺ کے پاس آ گئے ہیں، انہیں دین سے رغبت ہے اور نہ ہی اس کی سمجھ بوجھ سے کوئی دلچسپی ہے، دراصل وہ ہماری جائیداد اور مال و دولت اپنے قبضے میں کر کے فرار ہو گئے ہیں اسلئے آپ انہیں ہمارے حوالے کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پوچھا آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ان کی بات تو صحیح ہے، یہ آپ ﷺ کے پڑوسی ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا، پھر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی رائے دریافت فرمائی تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ یہ آپ ﷺ کے پڑوسی اور آپ ﷺ کے حلیف تو واقعۃً ہیں، اس پر نبی کریم ﷺ کے مبارک چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل: أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۲:۴۲۸))

رسول اللہ ﷺ کے جلال کی وجہ یہ تھی کہ اس میں فی الجملہ مکہ کے مشرکین و کفار کی بات کی تائید ہوتی تھی۔ آج وہ لوگ غور کریں جو گستاخوں کی سزا کی معافی کے حق میں کیا وہ رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں کی حمایت تو نہیں کر رہے۔؟

ایک انتہائی افسوس ناک بات

جب رسول اللہ ﷺ کے کسی گستاخ کے خلاف سخت بات کی جائے تو فوراً ان کو رسول اللہ ﷺ کی احادیث یاد آ جاتی ہیں، اور اسی طرح جب کسی سیاسی لیڈر کے خلاف بات آ جائے تو ان کو فوراً قرآن کریم کی آیات یاد آ جاتی ہیں کہ مومن کی توہین کرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ کی گستاخی ہو جائے (نعوذ باللہ من ذلک) تو پھر ان کو نہ قرآن کریم کی کوئی آیت نظر آتی ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے وہ روشن فیصلے نظر آتے ہیں اور نہ ہی ان کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وہ تلوار کی چمک نظر آتی ہے کہ جب بھی کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کرتا تو فوراً حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی تلوار نکال لیتے تھے اور اجازت مانگتے کہ یارسول اللہ ﷺ!

اجازت عطا فرمائیں میں اس کو قتل کردوں؟ تب ان کو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو نہ ماننے والے منافق کا قتل کرنا یادنہیں رہتا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کی بات آئے تو سب کچھ ترک کر کے صرف ایک بوڑھی والا قصہ جو ہے ہی بے سروپا اور من گھڑت وموضوع کو لیکر گستاخ کو معاف کرنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

کیا یہ ظلم نہیں ہے کہ جب تمھاری عزت کی بات آئے تو قرآن وحدیث سے دلائل نکل آئیں، جب توہین عدالت کی بات آئے تو قانون کی بیسیوں کتابیں باہر آجائیں اور جب رسول اللہ ﷺ کی عزت وآبرو کی بات آئے تو سارے قانون پس پشت ڈال دیے جائیں اور گستاخ کو معاف کردیا جائے۔

ایک اہم تجویز

یہ تجویز ان لبرل اور سیکولر طبقہ کے بیمار ذہن لوگوں کے لئے ہے کہ انگریز کی کوٹ کچہری وغیرہ سب بند کردیئے جائیں کیونکہ جب رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو اس بوڑھی والے (من گھڑت) قصے سے استدلال کر کے معاف کیا جاسکتا ہے تو تمھاری کیا اوقات ہے کہ تمھارے گستاخوں کو پکڑا جائے اور ان کو سزائیں دی جائیں۔ کیا یہ جیلیں اور تھانے صرف تمھارے دشمنوں کے لئے ہیں، کیا یہ سزائیں اور قانون تمھاری عزت بچانے کے لئے ہیں؟۔

کیونکہ کل کلاں کوئی یہ بھی استدلال کرسکتا ہے کہ صحیح بخاری شریف میں حدیث شریف ہے کہ ایک شخص نے سو بندے قتل کئے تھے تو اللہ تعالی نے اس کو معاف کردیا تھالھذا جب اللہ تعالی معاف کردیتا ہے تو تم کون ہوتے ہو پکڑنے والے؟

ایسے کوڑھ مغز کو یہ جواب دیا جائے گا کہ اللہ تعالی مالک ہے وہ جیسے چاہے کرے تم کون ہوتے ہو اس کے فیصلوں میں دخل انداز ہونے والے۔ رسول اللہ ﷺ بھی اپنی عزت کے خود مالک ہیں اگر آپ ﷺ چاہیں تو معاف فرماسکتے ہیں تم کون ہوتے ہو رسول اللہ ﷺ کے ذاتی حق میں تصرف کرنے والے؟۔

ایک پروفیسر کے سوال کا جواب

ایک پروفیسر سے ملاقات ہوئی تو گویا ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنے گستاخوں کو معاف کیا تھا تو ہم کیوں نہیں کر سکتے ؟ اس کو جواباً کہا گیا کہ جناب اگر کوئی طالب علم آپ کی گستاخی کر دے تو کیا آپ کے کالج کا چپڑاسی آپ کے گستاخ کو معافی دے سکتا ہے؟ کیونکہ وہ بارہا آپ کو دیکھ چکا ہے کہ آپ اپنے بے ادب لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں؟ وہ کہنے لگے کہ جب اس نے گستاخی میری کی ہے تو میرا چپڑاسی کیسے معاف کر سکتا ہے کیونکہ یہ حق میرا ہے جب میری حق تلفی ہوگی تو معاف بھی تو میں ہی کروں گا تو معافی ہوگی ؟ میں نے کہا: بالکل اسی طرح جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرے تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا کیونکہ حق جب رسول اللہ ﷺ کا ہے تو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کون معاف کر سکتا ہے؟۔

یاد رہے سکول کی کتابوں کو مرتب کرنے والے زیادہ تر جاہل اور علم دین سے بالکل کورے ہوتے ہیں۔

تیسری فصل

چند سوالات کے جوابات

پہلا سوال اور اس کا جواب

ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اور بھی بہت سی احادیث ہیں جو موضوع اور من گھڑت ہیں اس پر ہی لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی تو اس کا جواب عرض کرنا بہت ضروری ہے کہ بہت سی روایات ایسی ہوتی ہیں جو واقعی موضوع ہوتی ہیں لیکن وہ مقصد شریعت کے خلاف نہیں ہوتیں ان کے متعلق محدثین صرف یہ کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں کہ روایت موضوع ہے یا یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم اسے نہیں جانتے۔

اہل فہم پر یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ روایت ان روایات میں سے ہے جو قرآنی احکامات اور نبوی ارشادات کے خلاف ہیں۔ بلکہ یوں کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ موجودہ دور میں اس موضوع روایت کی وجہ سے سارے قرآنی احکامات اور احادیث نبویہ کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، جب بھی ان کے سامنے قرآن پاک پڑھا جائے یا رسول اللہ ﷺ کے گیارہ فیصلے پڑھ کر سنائے جائیں تو فوراً سے پہلے انکار کر دیتے ہیں کہ سب جھوٹ ہے۔ اب آپ خود غور کریں کہ اس موضوع روایت کو لیکر ساری شریعت مبارکہ کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں کیا اس پر لکھنا ضروری ہے یا نہیں؟۔

سوال

ہوسکتا ہے کہ یہ کوڑا پھینکنے والی عورت یہی ابولہب کی بیوی ام جمیل ہو کیونکہ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کانٹے پھینکا کرتی تھی۔

جواب

جو قصہ مشہور ہے اس میں یہ بات واضح طور پر موجود ہے کہ جو عورت رسول اللہ ﷺ پر کوڑا اڈالا کرتی تھی وہ یہودیہ تھی اور اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ ابولہب کی بیوی ام جمیل یہودیہ نہیں بلکہ مشرکہ تھی۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اس قصہ میں یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ اس یہودیہ عورت نے کلمہ پڑھ لیا تھا جبکہ ابولہب کی بیوی نے تو زندگی بھر اسلام قبول ہی نہیں کیا بلکہ کفر کی حالت میں مرگئی تو اس سے مراد ابولہب کی بیوی نہیں ہوسکتی۔

سوال

جس طرح ابولہب کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے راستے پر کانٹے ڈالا کرتی تھی اور طائف کے کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو پتھر مارے اور اسی طرح عقبہ بن ابی معیط نے رسول اللہ ﷺ پر اوجھڑی ڈالی اسی طرح یہ ممکن ہے کہ کوئی یہودی عورت رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈالتی ہو۔؟

جواب

ابولہب کی بیوی جب رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کوڑا ڈالتی ہے تو اللہ تعالی نے پوری سورت اس کی مذمت میں نازل فرمادی۔ اور جب عقبہ بن ابی معیط رسول اللہ ﷺ پر اوجھڑی ڈالتا ہے تو رسول اللہ ﷺ اس کے خلاف اور اس کے ساتھ جتنے بھی لوگ کھڑے تھے سب کے خلاف دعا کرتے ہیں اور حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق وہ سارے کے سارے کفر کی حالت میں انتہائی ذلت کی موت مرجاتے ہیں۔

اور طائف کے لوگ رسول اللہ ﷺ کو پتھر مارتے ہیں اور آپ ﷺ کے مبارک پاؤں خون سے تر ہوجاتے ہیں اور ادھر جبریل امین علیہ السلام اور ملک الجبال علیہ السلام آجاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ حضور ﷺ! اجازت دیں تاکہ ان پر پہاڑوں کو ملا دیا جائے تاکہ یہ اس میں مرجائیں۔

اور جب ابوجہل رسول اللہ ﷺ کے مبارک سر کو زخمی کرتا ہے تو اس وقت حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جو ابھی تک دامن اسلام سے بھی وابستہ نہیں ہوئے وہ آجاتے ہیں اور ابوجہل کا سر کھول دیتے ہیں۔

انتہائی حیرت والی بات ہے کہ جب ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس پر روزانہ کوڑا ڈال رہی ہے تب نہ تو جبریل امین علیہ السلام آتے ہیں اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ اس کے

خلاف دعا کرتے ہیں اور نہ ہی کسی صحابی کو پتہ چلتا ہے کہ ایسا معاملہ ہو رہا ہے اور اس سے بڑھ کر حیرت ناک بات یہ ہے کہ ابولہب کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کانٹے پھینکے تو اللہ تعالی پوری سورت اس کی مزمت میں نازل فرمادے لیکن جب ایک یہودی بڑھیا روزانہ رسول اللہ ﷺ پر کوڑا پھینکے تو اللہ تعالی بھی وحی نازل نہ فرمائے۔

سوال

بعض احباب کی طرف سے یہ سوال ہوا کہ ہوسکتا ہے کہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے کا ہو؟

جواب

عرض یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے تو رسول اللہ ﷺ کا کوئی بھی دشمن نہیں تھا سارے صادق وامین کہتے تھے لھذا یہ سوال درست نہیں ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا اور توحید کا علم بلند کیا اور اپنے رسول اللہ (ﷺ) ہونے کا اعلان کیا تو مکہ کے مشرکین دشمن بن گئے، اس سے پہلے تو کسی کو کوئی مسئلہ نہیں تھا اور یہ بات بھی سوچنے کی ہے کہ اعلان نبوت سے پہلے کیسے اس یہودی عورت نے کلمہ پڑھ لیا۔؟

چوتھی فصل

اس روایت کے متعلق چند سوالات

☆اس بڑھیا کا نام، اس کے قبیلے کا نام بتایا جائے۔

☆یہ بھی بتایا جائے کہ وہ بڑھیا مکہ مکرمہ کی تھی یا مدینہ منورہ کی یا طائف کی رہنے والی تھی۔

☆جس کتاب میں قصہ موجود ہے اس کا نام بتایا جائے۔

☆جس پبلشرز نے یہ کتاب طبع کی ہے اس کا نام اور جگہ بتائی جائے۔

☆جس مصنف نے یہ کتاب لکھی ہے اس کا نام معہ سن ولادت ووفات تحریر کیا جائے۔

☆اگر ایسی بات تھی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے استدلال کیوں نہ کیا۔

☆وہ عورت روزانہ یہ حرکت کررہی تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے لاعلم رہے اور کسی کو کانوں کان خبر ہی نہیں ہوئی؟

☆جب رسول اللہ ﷺ مسجد شریف جاتے ہوں گے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو پتہ نہیں چلا؟

☆جب گھر جاتے ہوں گے لباس وغیرہ تبدیل کرنے تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے کسی کو کوئی خبر نہیں ہوئی؟

☆جب اس نے ایک بار ایسی حرکت کی تو رسول اللہ ﷺ نے راستہ کیوں نہ بدلا؟

☆کیا وہ ہمہ وقت اسی انتظار میں ہوتی ہوگی کہ کب رسول اللہ ﷺ یہاں سے گزریں اور وہ کوڑا ڈال دے اور ہر بار کامیاب ہو جاتی ہوگی؟ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کا سراغ لگانے میں ہر بار ناکام رہے؟ نعوذ باللہ من ذلک۔

☆بالفرض اگر ایسا ہوا بھی ہو تو اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کو منع کیوں نہیں فرمایا اور یہ کیوں نہ کہا کہ اے حبیب ﷺ! آپ اپنا راستہ بدل لیں۔؟

☆چودہ سو سال میں رسول اللہ ﷺ کی امت کے کسی عالم نے مسئلہ ناموس رسالت ﷺ پر اس بڑھیا والے قصے سے استدلال کیوں نہیں کیا؟

☆جب حضرت سیدنا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی

کوقتل کرنے کے لئے روانہ فرمایااور حضرت سیدنا سالم رضی اللہ عنہ نے ابوعفک یہودی کوقتل کیااور جب ایک نابینا صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی ام ولد کوقتل کیااور عصماء بنت مروان نامی عورت کوحضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ نے قتل کیاالغرض اس طرح کے گیارہ واقعات رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں رونما ہوئے ان سب پر رسول اللہ ﷺ نے جوحکم صادر فرمایاوہ سب کے سامنے ہے۔کیااس وقت کسی نے اس یہودی بوڑھی عورت کے قصے سے استدلال کیاہے؟اگر کیاہے توبتائیں وہ کون تھا؟۔

اس وقت توکسی نے بھی عرض نہیں کیاکہ آپ ﷺ توگستاخوں کومعاف فرمادیتے تھےاب یہ کیوں؟

☆جب منافق نے رسول اللہ ﷺ کافیصلہ نہیں ماناتوحضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس کوقتل کردیاجب معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچاتورسول اللہ ﷺ نے ان کوکیوں نہیں فرمایااے عمر!کیاتم کومیرااسوہ معلوم نہ تھا؟بلکہ رب تعالی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس جرات مندانہ اقدام کی تحسین فرمائی۔

☆اگر رسول اللہ ﷺ نے اپنے بےادب کومعاف کیاتھاتوکیایہ رسول اللہ ﷺ کاخاصہ تھایاتمھارے لئے بھی یہ سنت بن گئی ہے کہ تم بھی رسول اللہ ﷺ کے گستاخوں کومعاف کردو۔؟جیسے رسول اللہ ﷺ کانیند سے وضونہیں ٹوٹتاتھا،رسول اللہ ﷺ نے چارسے زائد نکاح فرمائے،بیٹھ کربھی نمازادافرماتے تواجرپوراپوراملتاالی آخرہ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات ہیں ان پرکوئی بھی عمل نہیں کرسکتا۔اگرگستاخوں کومعاف کرنایہ رسول اللہ ﷺ نے سنت کے طورپر جاری فرمایاہےتودلیل دو۔

ایک ضروری وضاحت

یہ واقعہ تین مقامات کی طرف منسوب کیاجاتاہے۔مکہ مکرمہ☆مدینہ منورہ☆طائف

مکہ مکرمہ

مکہ مکرمہ میں تویہودی رہتے ہی نہ تھے یہاں مسلمانوں کے مقابلے میں مشرکین ہی

تھے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ یہودی یہاں نہ ہوں مگران کی ایک بوڑھی عورت یہاں رہتی ہو۔

ایک افسوس ناک بات ہے کہ آج بھی ہمارے مسلمان جو بے علم ہیں وہ جا کر ایک جگہ کی زیارت کرتے ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ یہ وہ مقام ہے جہاں سے وہ عورت رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈالا کرتی تھی۔ العیاذ باللہ تعالی)

طائف

دوسرا مقام طائف ہے اس کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر وہ بوڑھی یہودن عورت رہتی تھی جو رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈالا کرتی تھی جب آپ ﷺ مسجد شریف کی طرف جایا کرتے تھے۔ طائف میں بھی یہودی نہیں رہتے تھے اور وہاں بھی صرف مشرکین ہی تھے۔

تو دوسری عرض یہ ہے کہ طائف میں جب رسول اللہ ﷺ پہلی بار تشریف لے گئے تھے تو ابھی ہجرت ہی نہ ہوئی تھی، مسجد شریف تو رسول اللہ ﷺ نے بنائی ہی ہجرت کے بعد ہے اور وہ بھی مدینہ منورہ میں، تو وہاں مسجد کونسی تھی اور وہاں یہودن بوڑھی یہ حرکت کیسے کر لیتی تھی؟۔

مدینہ منورہ

یہ فقیر مدینہ منورہ حاضر تھا تو ایک شخص آیا اس نے کہا: آئیں آپ کو اس جگہ کی زیارت کرادوں جہاں سے وہ بوڑھی عورت رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈالا کرتی تھی، تو میں نے فوراً اسے کہا: جناب توبہ کریں ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا مقام ہے جہاں سے کوئی عورت رسول اللہ ﷺ پر روزانہ کوڑا پھینکا کرتی تھی۔

یہاں پر ایک بات یاد رکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں تو رسول اللہ ﷺ کے گرد سخت پہرہ ہوتا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اتنی کثیر تعداد میں ہوتے تھے کہ کسی کو ایسی مجال ہی نہ تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کر جائے۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر یہ ثابت کریں گے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے گھر کے باہر بیٹھے رہتے تھے کہ کسی وقت رسول اللہ ﷺ کو کسی کام کی ضرورت ہو تو فوراً وہ کام کر دیا جائے۔

دوسری بات قابل غور یہ ہے کہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے مکانات بالکل قریب قریب تھے اور تھے بھی سارے مسجد نبوی شریف کے قریب تھے، تو رسول اللہ ﷺ کس جگہ سے آتے تھے جو وہ عورت رسول اللہ ﷺ پر کوڑا ڈال دیا کرتی تھی اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پتہ ہی نہیں چلتا تھا۔

اس سلسلے میں کافی کتب میں تلاش کیا گیا کہ مکہ مکرمہ میں اور طائف میں کوئی یہودی لوگ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں رہتے تھے یا نہیں تو اس تحقیق سے یہی پتہ چلا کہ مکہ مکرمہ اور طائف میں یہودی نہیں رہتے تھے بلکہ مشرکین ہی آباد تھے۔ علاوہ ازیں علماء اہل سنت جن میں حضرت العلام مولانا عون محمد سعیدی حفظہ اللہ، حضرت محقق العصر مفتی محمد خان قادری حفظہ اللہ تعالی اور حضرت العلام مولانا مفتی ظہور احمد جلالی صاحب دامت برکاتھم العالیہ سے بھی رہنمائی لی گئی تو انہوں نے بھی یہی بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں مکہ مکرمہ اور طائف میں یہودی آبادی بالکل نہ تھی۔

خوش اعتقادی یا جہالت؟

مدینہ منورہ کے عالم دین جو کہ سنی ہیں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ جدہ میں سعودی حکومت نے ایک بہت بڑا سائیکل بنایا تھا جو عین شارع عام پر تھا، اس کے متعلق کسی نے مشہور کر دیا کہ یہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کا سائیکل تھا جب آپ علیہ السلام جنت سے تشریف لائے تو یہ ساتھ لائے تھے۔ بس لوگوں نے سنا اور وہاں نفل پڑھنے شروع کر دیئے۔ جب ان کا رش زیادہ ہوا تو سعودیوں نے وہاں پر ایک شرطہ کھڑا کر دیا ہے۔

یہ بات لکھتے ہوئے مجھے انتہائی حیرانگی بھی ہو رہی ہے کہ فیصل آباد کے ایک دیوبندی مسلک کے عالم سے ملاقات ہوئی تو اس نے انکشاف کیا کہ جب حضرت سیدنا آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو جبل رحمت شریف کے گرد اپنے سائیکل پر حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو تلاش کرتے رہے اور یہیں پر ہی تین سو سال ڈھونڈتے رہے تھے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

اب کیا کریں اور کدھر جائیں جو لوگ پڑھے لکھے ہیں ان کا یہ حال ہے تو جاہلوں کا کیا بنے گا؟

مدینہ منورہ میں ایک ٹیکسی ڈرائیور سے ملاقات ہوئی تو اس نے بتایا کہ پاکستان کے کچھ لوگ آئے میں ان کو زیارات مقامات مقدسہ کے لئے لے گیا، تو راستے میں وہ کہنے لگے کہ پل صراط بھی دیکھنی ہے، اب میں ان کو بار بار کہوں کہ خدا کے بندو! یہاں کہاں پل صراط؟ یہاں نہیں ہے وہ تو قیامت کے دن ظاہر ہوگی۔ بارہا سمجھانے کے باوجود انہوں نے تسلیم نہیں کیا۔

تیسرا باب

پہلی فصل

مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیسے کی گئی؟

عموماً یہی تاثر دیا جاتا ہے کہ مکہ مکرمہ میں رسول اللہ ﷺ پر جو بھی ظلم کرتا تھا اور جس طرح بھی وہ ایذا رسانی کا سبب بنتا اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ کچھ بھی نہیں کہتے تھے بلکہ ان کے لئے دعائیں کرتے تھے اور ان کے پاؤں کے نیچے رسول اللہ ﷺ اپنی چادر مبارک بچھا دیتے تھے۔ فقیر کی نظر میں جتنے گستاخوں کے قتل کا حکم مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے دیا ہے اتنی ذلت آمیز موت ان کی بھی واقع نہیں ہوئی جتنی ذلت آمیز موت ان کی واقع ہوئی ہے جو مکہ مکرمہ کے گستاخ تھے۔ کیونکہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ نے جس گستاخ کے بھی قتل کا حکم دیا اس کو تلوار سے قتل کیا گیا۔ یا پھر جس کو ماورائے عدالت بھی قتل کیا گیا اسے بھی تلوار کے ذریعے سے ہی قتل کیا گیا۔

اور جتنے گستاخ مکہ مکرمہ میں مارے گئے ان کے مرنے کی داستان بہت ہی عبرتناک ہے۔ کوئی دیوار سے ٹکریں مار مار کر مر رہا ہے تو کوئی چیخ چیخ کر مر رہا ہے، تو کوئی شیر کے ہاتھوں مارا جا رہا ہے۔ تو کوئی منہ کالا ہونے کی وجہ سے اپنے ہی گھر سے نکالا جا رہا ہے۔ ہر دانا شخص اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ تلوار سے کسی شخص کا مرجانا نہایت آسان ہے جبکہ اس طرح مرنا جس طرح مکہ مکرمہ میں کفار کی موت واقع ہوئی وہ انتہائی دردناک ہے۔

ابوجہل کے سامنے آگ کی خندق حائل ہوگئی

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، عَنْ أَبِيهِ، حَدَّثَنِي نُعَيْمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ؟ قَالَ فَقِيلَ: نَعَمْ، فَقَالَ: وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ لَأَطَأَنَّ عَلَى رَقَبَتِهِ، أَوْ لَأُعَفِّرَنَّ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ، قَالَ: فَأَتَى رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي، زَعَمَ لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ، قَالَ: فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ يَنْكُصُ عَلَى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِي

بِیَدَیْهِ، قَالَ: فَقِیلَ لَهُ: مَا لَکَ؟ فَقَالَ: إِنَّ بَیْنِی وَبَیْنَهُ لَخَنْدَقًا مِنْ نَارٍ وَهَوْلًا وَأَجْنِحَةً، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ دَنَا مِنِّی لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِکَةُ عُضْوًا عُضْوًا قَالَ: فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: لَا نَدْرِی فِی حَدِیثِ أَبِی هُرَیْرَةَ، أَوْ شَیْءٌ بَلَغَهُ (کَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَیَطْغَی، أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَی إِنَّ إِلَی رَبِّکَ الرُّجْعَی، أَرَأَیْتَ الَّذِی یَنْهَی، عَبْدًا إِذَا صَلَّی، أَرَأَیْتَ إِنْ کَانَ عَلَی الْهُدَی، أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَی، أَرَأَیْتَ إِنْ کَذَّبَ وَتَوَلَّی(العلق:۷)یَعْنِی أَبَا جَهْلٍ (أَلَمْ یَعْلَمْ بِأَنَّ اللهَ یَرَی، کَلَّا لَئِنْ لَمْ یَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِیَةِ، نَاصِیَةٍ کَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ، فَلْیَدْعُ نَادِیَهُ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ، کَلَّا لَا تُطِعْهُ)(العلق ۱۴)، زَادَ عُبَیْدُ اللهِ فِی حَدِیثِهِ قَالَ: وَأَمَرَهُ بِمَا أَمَرَهُ بِهِ وَزَادَ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلَی (فَلْیَدْعُ نَادِیَهُ(العلق:۱۷)، یَعْنِی قَوْمَهُ.

ترجمہ

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے اہل مکہ سے کہا: کیا حضرت محمد ﷺ تمہارے سامنے اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں (یعنی سجدہ کرتے ہیں)؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا لات وعزیٰ کی قسم! اگر میں نے ان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو میں (العیاذ باللہ) ان کی گردن کو روندوں گا یا ان کے چہرے کو مٹی میں ملاؤں گا۔ پھر جس وقت رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے تو وہ آپ ﷺ کے پاس گیا اور آپ ﷺ کی گردن مبارک روندنے کا ارادہ کیا، وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک پچھلے پاؤں لوٹ گیا اور اپنے ہاتھوں سے کسی چیز سے بچ رہا تھا، اس سے پوچھا گیا کہ کیا ہوا؟ اس نے کہا: میرے اور ان کے درمیان آگ کی ایک خندق تھی اور ہول اور بازو تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو نوچ لیتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے یا کسی طریقے سے انہیں معلوم ہوا۔ (ترجمہ) حقیقت یہ ہے کہ انسان بلاشبہ ضرور سرکشی

کرتا ہے، کیونکہ اس نے اپنے آپ کو مستغنی سمجھ لیا ہے بے شک آپ کے رب تعالی کی طرف ہی لوٹنا ہے۔کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے جو ہمارے بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے۔آپ بتائیں کہ اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا تقوی کا حکم دیتا تو یہ بہتر نہ تھا۔آپ بتائیں کہ اگر وہ جھٹلائے اور پیٹھ پھیرے تو وہ اللہ تعالی کے عذاب سے کیسے بچے گا۔کیا اس نے یہ نہیں جانا کہ اللہ تعالی سب کچھ دیکھ رہا ہے اگر وہ باز نہ آیا تو ہم یقیناً اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے وہ پیشانی جو جھوٹی اور گناہگار ہے اسے چاہئے کہ وہ مجلس میں اپنے مددگاروں کو پکارے ہم بھی دوزخ کے فرشتوں کو بلائیں گے، ہرگز نہیں۔آپ اس کی اطاعت نہ کریں۔

(صحیح مسلم :مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری ا(۱:۸۸)

عذاب والے فرشتے آگئے

نزل اثنا عشر ملکا من الزبانیۃ رؤوسھم فی السماء وأرجلھم فی الأرض .

ترجمہ

امام بدرالدین عینی الحنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نقل فرماتے ہیں کہ بارہ فرشتے زبانیہ میں سے زمین پر اتر آئے تھے جن کے سر آسمانوں میں اور پاؤں زمین میں تھے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری : أبو محمد محمود بن أحمد الحنفی بدرالدین العینی (۱۹:۳۰۸)

یہ تو مکہ مکرمہ ہے، جہاں ابوجہل لعنہ اللہ تعالی رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے کی غرض سے آرہا ہے تو اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ اور اس کے مابین آگ کی خندق حائل کردی اور فرشتے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے آگئے۔

اگر یہ قریب آیا تو فرشتے اس کو پکڑ لیں گے

حَدَّثَنَا یَحْیَی، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْکَرِیمِ الْجَزَرِیِّ، عَنْ عِکْرِمَۃَ، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ أَبُو جَھْلٍ: لَئِنْ رَأَیْتُ

مُحَمَّدًا يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلَى عُنُقِهِ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَائِكَةُ تَابَعَهُ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے کہا: اگر میں نے محمد ﷺ کو نماز ادا کرتے ہوئے دیکھ لیا تو ضرور ان کی گردن روند دوں گا، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اس نے ایسا کیا تو فرشتے اس کو پکڑ لیں گے۔

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۶:۱۷۳)

ابو جہل مرعوب ہو گیا

قَالَ يُونُسُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ الثَّقَفِيُّ قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنْ إِرَاشٍ بِإِبِلٍ لَهُ الى مَكَّةَ فَابْتَاعَهَا مِنْهُ أَبُو جَهْلِ بْنُ هِشَامٍ، فَمَطَلَهُ بِأَثْمَانِهَا: فَأَقْبَلَ الْإِرَاشِيُّ حَتَّى وَقَفَ عَلَى نَادِي قُرَيْشٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ مَنْ رَجُلٌ يُعْدِينِي عَلَى أَبِي الْحَكَمِ بْنِ هِشَامٍ فَإِنِّي غَرِيبٌ وَابْنُ سَبِيلٍ، وَقَدْ غَلَبَنِي عَلَى حَقِّي؟ فَقَالَ أَهْلُ الْمَجْلِسِ ترى ذلک: يهزون به إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا يَعْلَمُونَ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِي جهل من العداوة، اذهب اليه فهو يعديک عَلَيْهِ. فَأَقْبَلَ الْإِرَاشِيُّ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِکَ لَهُ، فَقَامَ مَعَهُ: فَلَمَّا رَأَوْهُ قَامَ مَعَهُ قالوا لرجل ممن معهم اتبعه فانظر ما يَصْنَعُ؟ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى جَاءَهُ فَضَرَبَ عَلَيْهِ

بَابَهُ فَقَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ مُحَمَّدٌ فَاخْرُجْ ،فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَمَا فِي وَجْهِهِ قَطْرَةُ دَمٍ، وَقَدِ انْتُقِعَ لونه فقال: أعط هذا الرجل حقه، قالَ لَا تَبْرَحْ حَتَّى أُعْطِيَهُ الَّذِي لَهُ قَالَ فَدَخَلَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ بِحَقِّهِ فَدَفَعَهُ إِلَيْهِ، ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ للاراشي الحق لشانك: فَأَقْبَلَ الْإِرَاشِيُّ حَتَّى وَقَفَ عَلَى ذَلِكَ الْمَجْلِسِ فَقَالَ جَزَاهُ اللَّهُ خَيْرًا، فَقَدْ أَخَذْتُ الَّذِي لِي، وَجَاءَ الرَّجُلُ الَّذِي بَعَثُوا مَعَهُ فَقَالُوا وَيْحَكَ مَاذَا رَأَيْتَ؟ قَالَ عَجَبًا مِنَ الْعَجَبِ، وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ ضَرَبَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَخَرَجَ وَمَا مَعَهُ رُوحُهُ فَقَالَ: أَعْطِ هَذَا الرَّجُلَ حَقَّهُ: فَقَالَ: نَعَمْ :لَا تَبْرَحْ حَتَّى أُخْرِجَ إِلَيْهِ حَقَّهُ، فَدَخَلَ فَأَخْرَجَ إِلَيْهِ حَقَّهُ فَأَعْطَاهُ ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالُوا لَهُ وَيْلَكَ مَا لَكَ فو الله مَا رَأَيْنَا مِثْلَ مَا صَنَعْتَ؟ فَقَالَ: وَيْحَكُمْ وَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ ضَرَبَ عَلَيَّ بَابِي وَسَمِعْتُ صَوْتَهُ فَمُلِئْتُ رُعْبًا، ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَيْهِ وَإِنَّ فَوْقَ رَأْسِهِ لَفَحْلًا مِنَ الْإِبِلِ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَامَتِهِ، وَلَا قَصَرَتِهِ وَلَا أنيابه لفحل قط، فو الله لو أبيت لأكلني.

ترجمہ

یونس بن بکیر محمد بن اسحاق کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ آخر الذکر کو عبدالملک بن ابی سفیان ثقفی نے بتایا کہ اراش کا ایک شخص اونٹ لے کر مکہ مکرمہ آیا تو اسے ابوجہل مل گیا اور اس نے اس اراشی کا اونٹ چھین لیا، اونٹ چھیننے کی وجہ یہ بنی کہ اس اراشی نے ابوجہل سے رسول اللہ ﷺ کے متعلق دریافت کیا اور اسے یہ بھی بتایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو ملنے آیا ہوں، کیونکہ اراشی نے اپنے بزرگوں سے سن رکھا تھا کہ مکہ مکرمہ میں ایک شخص ہے جو کہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور جیسا کہ ان بزرگوں نے اپنے بزرگوں سے سنا وہ سچا ہو گیا۔ اس کے

بعد وہ شخص مسجد الحرام کے قریب آیا اور قریش کے جو لوگ وہاں تھے ان سے کہا کہ ابو جہل نے اس کا اونٹ زبردستی لے لیا ہے، پھر اس نے اپنے اور ابو جہل کے درمیان ہونے والی گفتگو بھی ان کو سنائی ، پھر ان سے پوچھا کہ ابو جہل اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان ایسی کیا دشمنی ہے جو ان کا نام سنتے ہی وہ اس حرکت پر اتر آیا یعنی اس سے اس کا اونٹ چھین لیا اور اسے گالیاں دیں۔ اس کے بعد اس نے لوگوں سے کہا کہ وہ ایک غریب مسافر ہے وہ لوگ ابو جہل سے اس کا اونٹ واپس دلائیں، اسی دوران رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لے آئے تو ان لوگوں نے جو وہاں موجود تھے اس سے کہا کہ محمد ﷺ تم جنہیں دیکھنے اور ملنے آئے تھے وہ یہی ہیں اور سارے مکے میں اگر ابو جہل سے تمھارا اونٹ اور سامان واپس دلا سکتا ہے تو وہ شخص صرف یہی ہے کیونکہ یہ ہمیشہ سے امین اور دیانت دار مشہور ہیں اور قریش ان کی تضحیک اور ان کی مخالفت کے باوجود ان کی بات مان لیتے ہیں۔ یہ سن کر وہ شخص آپ ﷺ سے فریاد کرنے لگا تو آپ ﷺ اسے لے کر ابو جہل کے مکان پر پہنچے اور کچھ دوسرے لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے وہاں آ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابو جہل کے دروازے پر دستک دی اور جب وہ باہر آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے اس اراشی کا اونٹ اور سامان واپس کرنے کا کہا۔ پہلے تو ابو جہل نے کچھ تامل کیا لیکن پھر اس شخص کا سامان اور اونٹ واپس کر دیا اس شخص نے آپ ﷺ کا شکریہ ادا کیا تو لوگ اس سے بولے کہ اس نے آپ ﷺ کو کیسا پایا؟ اس پر اس شخص نے کہا کہ واقعی جیسا میں نے سنا تھا انہیں ایسا ہی پایا۔ اس شخص نے یہ بھی بتایا کہ اس نے آپ ﷺ کے سر پر ایک خاص قسم کی روشنی دیکھی تھی اور یہ کہ آپ ﷺ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نبی (ﷺ) ہیں۔

جب لوگوں نے ابو جہل کے غرور و تکبر اور اس کی لن ترانیوں کے پیش نظر اس سے دریافت کیا کہ اس نے آپ ﷺ کے کہنے پر اس کو اونٹ اور اس کا سامان کیوں واپس کر دیا؟

تو ابو جہل نے جواب دیا کہ میں کیا کرتا کہ محمد ﷺ کی پشت پر ایک خوفناک اونٹ منہ کھولے کھڑا تھا کہ اگر میں نے انکار کیا تو وہ مجھے فوراً کھا لے گا۔

(البدایۃ والنہایۃ أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۳:۳۵)

کفار مکہ سے حفاظت

اخرج البیھقیّ من طریق السدیّ الصغیر عن الکلبیّ عن أبی صالح عن ابن عباس فی قوله تعالٰی ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ أَیْدِیهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا﴾ قال کفار قریش غطاء (فأغشیناهم) یقول ألبسنا أبصارهم (فهم لا یبصرون) النبی صلی الله علیه وسلم فیؤذونه وذلک أن اناسا من بنی مخزوم تواصوا بالنبیّ صلی الله علیه وسلم لیقتلوه منهم أبو جهل والولید بن مغیرة فبینا النّبی صلی الله علیه وسلم قائم یصلّی سمعوا قراء ته فارسلوا الیه الولید لیقتله فانطلق حتّی أتی المکان الذی یصلّی فیه فجعل یسمع قراء ته ولا یراه فانصرف الیهم فاعلمهم بذلک فأتوه فلمّا انتهوا إلی المکان الذی هو یصلّی فیه سمعوا قراء ته فیذهبون الی الصّوت فإذا الصّوت من خلفهم فیذهبون الیه فیسمعونه أیضا من خلفهم فانصرفوا ولم یجدوا إلیه سبیلا فذلک قوله (وجعلنا من بین أیدیهم سدا ومن خلفهم سدا فاغشیناهم) الآیة قال البیهقیّ وروی عن عکرمة ما یؤید هذا.

ترجمہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان شریف ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ أَیْدِیهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ جن لوگوں کے آگے اللہ تعالیٰ نے پردہ ڈالا وہ قریش مکہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ان کی آنکھوں کو ڈھانپ لیا اس وجہ سے وہ رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھ سکے۔

اس کے متعلق واقعہ یہ ہے کہ بنی مخزوم کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف مشورہ کیا کہ آپ ﷺ کو شہید کرنے کی ذمہ داری کون لیتا ہے؟ ان مشورہ کرنے والوں میں ابو جہل

اورولید بن مغیرہ بھی تھا۔ اسی دوران رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ کفار نے رسول اللہ ﷺ کی تلاوت کی آواز سنی تو ولید کو بھیجا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو شہید کردے۔ وہ آیا مگر رسول اللہ ﷺ کی آواز برابر سنتا رہا مگر رسول اللہ ﷺ کو دیکھ نہ سکا۔ لھذا واپس ہوگیا اور دوسرے ساتھیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد سب مل کر آئے اور اس جگہ پہنچے جہاں رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے، وہ آواز اپنے صوتی مقامات بدلتی رہی اور کافر مرکز آواز پر آگے پیچھے، دائیں بائیں پھرتے رہے مگر رسول اللہ ﷺ کو نہ دیکھ سکے اللہ تعالی کے اس فرمان شریف کا ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا﴾ کا مطلب یہی ہے۔

(الخصائص الکبری : عبدالرحمٰن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۱:۲۱۴))

ابوجہل ذلیل ہوگیا

أما حديث الزبيدى، فقد حدث بعضهم الزبيدى، فقد حدث بعضهم قال: بينا رسول الله صلى الله عليه وسلم جالس في المسجد ومن معه من الصحابة إذا رجل من زبيد يطوف على حلق قريش حلقة بعد أخرى وهو يقول: يا معشر قريش كيف تدخل عليكم المارة أو يجلب إليكم جلب، أو يحل بضم الحاء أى ينزل بساحتكم تاجر وأنتم تظلمون من دخل عليكم في حرمكم؟ حتى انتهى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم في أصحابه، فقال له صلى الله عليه وسلم: ومن ظلمک؟ فذكر أنه قدم بثلاثة أجمال خيرة إبله أى أحسنها فسامه بها أبو جهل ثلث أثمانها، ثم لم يسمه بها لأجله سائم، قال: فأكسد علىّ سلعتي فظلمني، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: وأين جمالک؟ قلا: هذه هي بالحزورة، فقام رسول الله صلى الله عليه

وسلم وقام أصحابه فنظروا إلى الجمال فرأى جمالا حسنا، فساوم ذلك الرجل حتى ألحقه برضاه، وأخذها رسول الله صلى الله عليه وسلم فباع جملين منها بالثمن، وأفضل بعيرا باعه وأعطى أرامل بني عبد المطلب ثمنه، وكل ذلك وأبو جهل جالس في ناحية من السوق ولم يتكلم، ثم اقبل إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له. إياك يا عمرو أن تعود لمثل ما صنعت بهذا الرجل فترى مني ما تكره، فجعل يقول: لا أعود يا محمد لا أعود يا محمد، فانصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم واقبل على أبي جهل أمية بن خلف ومن معه من القوم، فقالوا له: ذللت في يد محمد، فإما أن تكون تريد أن تتبعه، وإما رعب دخلك منه، فقال لهم: لا أتبعه أبدا، إن الذي رأيتم مني لما رأيته، رأيت معه رجالا عن يمينه ورجالا عن شماله معهم رماح يشرعونها إليّ، لو خالفته لكانت إياها أي لأتوا على نفسي.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسجد الحرام میں جلوہ گر تھے اور اتنے میں ایک مرد بنی زبید کے قبیلے کا اندر داخل ہوا۔ قریش کے مختلف حلقوں کے پاس چل پھر کر کہہ رہا تھا: اے قریش کی جماعت! راستہ گزرنے والے کس طرح تمہارے پاس آئیں گے اور سامان تجارت لانے والے کیسے تمہارے پاس خوراک لیکر آئیں گے؟ تمہارے میدانوں میں کوئی تاجر کیسے آکر اترے گا؟ جب کہ تم اس شخص پر ظلم کرتے ہو جو تمہارے پاس آئے حتی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا، جہاں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم موجود تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟ اس نے کہا: میں اپنے اونٹوں میں سے تین بہترین

اونٹ لیکر مکہ مکرمہ آیا تھا، ابو جہل نے اس کی قیمت لگائی جو ان کی مجموعی قیمت کا ایک تہائی بنتی تھی، اس کے بعد پھر کسی نے ابو جہل کے احترام کی وجہ سے اس کی کوئی قیمت نہیں لگائی، ابو جہل نے میرے سامان کی قیمت کم کر کے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اونٹ کہاں ہیں؟ اس نے عرض کی: وہ حزورہ نام کی جگہ یا منڈی میں کھڑے ہوئے ہیں، آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف لے جا کر اونٹوں کو دیکھا تو وہ اونٹ واقعی حسین وجمیل تھے، تو آپ ﷺ نے اس شخص سے قیمت طے کی، حتیٰ کہ اس کی قیمت پر اس کو پہنچا دیا جو اس کی مرضی کی تھی، تو رسول اللہ ﷺ نے وہ تمام اونٹ لے لیئے، دو اونٹ آپ ﷺ نے اسی قیمت میں بیچ دیئے جو تینوں اونٹوں کی مجموعی قیمت تھی اور ایک اونٹ بچا لیا اس کو آپ ﷺ نے بیچ کر بنی عبدالمطلب کی بیواؤں کو اس کی رقم دلوادی، یہ سب کچھ جب ہو رہا تھا تو ابو جہل وہیں منڈی میں ایک جانب بیٹھا ہوا تھا اور وہ کچھ نہیں بولا، پھر رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: اے عمرو! بچ جاؤ، جس طرح کا کام تو نے اس شخص سے کیا اس طرح کا دوبارہ نہ کرنا، اگر تم نے اس طرح پھر کیا تو مجھ سے وہ بات دیکھے گا جو تو ناپسند کرتا ہے، وہ کہنے لگا کہ میں ایسا آئندہ نہیں کروں گا۔ یا محمد (ﷺ) میں آج کے بعد اس طرح نہیں کروں گا، تو رسول اللہ ﷺ چلے گئے، امیہ بن خلف اور دوسرے کافروں نے جو وہاں موجود تھے وہ ابو جہل کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تم محمد (ﷺ) کے ہاتھوں ذلیل ہو گئے ہو یا تو تو اس کی اتباع کرنا چاہتا ہے یا اس کا رعب تم پر داخل ہو گیا تو ابو جہل نے ان سے کہا کہ میں ان کی اتباع کبھی بھی نہیں کروں گا، یہ جو تم نے مجھ سے دیکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب میں نے ان کی طرف دیکھا تو ان کے دائیں بائیں سے کئی مرد دیکھے جن کے ہاتھ میں نیزے تھے اور وہ میری طرف انہیں سیدھا کر رہے تھے، اس وقت میں اگر ان کی مخالفت کرتا تو پھر وہ بات ہو جاتی یعنی وہ مجھ پر حملہ کر کے مجھے مار دیتے۔

(انسان العیون علی بن ابراہیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برہان الدین (۱:۴۳۵)

ابوجہل خوفزدہ ہوگیا

ونظیر ذلک أن أبا جهل كان وصيا على يتيم فأكل ماله وطرده، فاستغاث اليتيم بالنبي صلى الله عليه وسلم على أبي جهل، فمشى معه إليه ورد عليه ماله، فقيل له في ذلك فقال: خفت من حربة عن يمينه وحربة عن شماله لو امتنعت أن أعطيه لطعنني .

ترجمہ

ایک شخص مرنے لگا اس کے پیچھے ایک بیٹا تھا، اس نے وصیت کی کہ میرے یتیم بچے کی دیکھ بھال ابوجہل کرے گا، جب وہ مرگیا تو ابوجہل اس کا مال کھا گیا اور اس یتیم بچے کو دھکے دیکر روانہ کردیا، اس یتیم نے ابوجہل پر نبی کریم ﷺ کے ہاں فریاد کی، آپ ﷺ اس کے ساتھ چل پڑے، ابوجہل نے اس کا مال واپس کردیا، اس بارے میں ابوجہل سے بات کی گئی تو اس نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے دائیں بائیں ہتھیار دیکھے اگر میں یتیم کا مال دینے سے رک جاتا تو وہ مجھے ان ہتھیاروں سے مار دیتے۔

(إنسان العیون : علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی ،أبو الفرج ،نور الدین ابن برہان الدین (۱:۴۳۵))

ابوجہل کا منہ ٹیڑھا ہوگیا

أنه في بعض الأوقات سار خلف النبي صلى الله عليه وسلم يخلج بأنفه وفمه يسخر به، فاطلع عليه صلى الله عليه وسلم، فقال له: كن كذلك، فكان كذلك إلى أن مات.

ترجمہ

ایک دفعہ ابوجہل رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلا اور اپنے منہ اور ناک کو مسخری کے طور پر پیچھے سے ہلا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ اسی طرح ہو جا وہ مرتے دم

تک اسی طرح رہا۔(یعنی اس کا منہ ٹیڑھا ہی رہا)

(إنسان العيون علي بن إبراهيم بن أحمد الحلبي، أبو الفرج، نور الدين ابن برهان الدين (۱:۳۴۶)

یا اللہ! اس پر کوئی کتا مسلط فرما

أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي نَصْرٍ الْمُزَكِّي بِمَرْوَ، ثنا الْحَارِثُ بْنُ أَبِي أُسَامَةَ، ثنا الْعَبَّاسُ بْنُ الْفَضْلِ الْأَنْصَارِيُّ، ثنا الْأَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ، عَنْ أَبِي نَوْفَلِ بْنِ أَبِي عَقْرَبٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ لَهَبُ بْنُ أَبِي لَهَبٍ يَسُبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ سَلِّطْ عَلَيْهِ كَلْبَكَ فَخَرَجَ فِي قَافِلَةٍ يُرِيدُ الشَّامَ فَنَزَلَ مَنْزِلًا، فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ دَعْوَةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لَهُ: كَلَّا، فَحَطُّوا مَتَاعَهُمْ حَوْلَهُ وَقَعَدُوا يَحْرُسُونَهُ فَجَاءَ الْأَسَدُ فَانْتَزَعَهُ فَذَهَبَ بِهِ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.وقال الذهبي رحمة الله تعالى عليه هذا الحديث صحيح .

ترجمہ

ابوعقرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب کا بیٹا رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا تھا، ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف دعا کی: اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرمادے، شام کی طرف ایک قافلہ جارہا تھا، یہ بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا، رات کو ایک جگہ رکے تو وہ کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) کی دعا سے ڈر لگ رہا ہے۔اس کے ساتھی کہنے لگے کہ کوئی فکر والی بات نہیں ہے، انہوں نے اپنا سارا سامان اس کے گرد ڈھیر کردیا اور اس کی حفاظت کرنے لگے، اتنے میں ایک شیر آیا اور اس گستاخ کو سب کے درمیان سے کھینچا اور ساتھ لے گیا اور اس کو مار دیا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح الاسناد ہے اور امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین : أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن (۲:۵۸۸)

عقبہ بن ابی معیط کی ذلت

انه بصق في وجه النبي صلى الله عليه وسلم فعاد بصاقه على وجهه وصار برصا: أي فإنه صلى الله عليه وسلم كان يكثر مجالسة عقبة بن أبي معيط، فقدم عقبة يوما من سفر فصنع طعاما ودعا الناس من أشراف قريش ودعا النبي صلى الله عليه وسلم، فلما قرب إليهم الطعام أبى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يأكل، فقال: ما أنا بآكل طعامك حتى تشهد أن لا إله إلا الله، فقال عقبة: أشهد أن لا إله إلا الله، وأشهد أنك رسول الله، فأكل صلى الله عليه وسلم من طعامه وانصرف الناس، وكان عقبة صديقا لأبيّ بن خلف، فأخبر الناس أبيا بمقالة عقبة، فأتى إليه وقال: يا عقبة صبوت؟ قال: والله ما صبوت، ولكن دخل منزلي رجل شريف، فأبى أن يأكل طعامي إلا أن أشهد له، فاستحييت أن يخرج من بيتي ولم يطعم، فشهدت له فطعم والشهادة ليست في نفسي، فقال له أبيّ وجهي ووجهك حرام إن لقيت محمدا فلم تطأه وتبزق في وجهه وتلطم عينه، فقال له عقبة: لك ذلك، ثم إن عقبة لقي النبي صلى الله عليه وسلم ففعل به ذلك قال الضحاك: لما بزق عقبة لم تصل البزقة إلى وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم بل وصلت إلى وجهه هو كشهاب نار فاحترق مكانها، وكان أثر الحرق في وجهه إلى الموت: وحينئذ يكون المراد بقوله فيما تقدم فعاد بصاقه برصا في وجهه أي صار كالبرص.

ترجمہ

عقبہ بن ابی معیط کی گستاخی کا ایک واقعہ یہ ہے کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے چہرہ اقدس

کی طرف تھوکا تو اس کا تھوک اس کے چہرے کی طرف لوٹ کر برص کا نشان بن گیا، عقبہ بن ابی معیط قریش کے امیر لوگوں میں سے تھا، آپ ﷺ دعوت اسلام کے لئے اکثر اس کے پاس تشریف فرما ہوتے، ایک دن وہ کسی سفر سے واپس آیا تو اس نے کھانا تیار کروایا اور قریش کے سرداروں کو بھی دعوت دی، جب کھانا سب کے سامنے رکھ دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جب تک تو لا الہ الا اللہ کی شہادت نہ دے گا میں تیرا کھانا نہ کھاؤں گا، تو عقبہ نے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ پڑھ لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے کھانا تناول فرمالیا اور لوگ چلے گئے اور آپ ﷺ بھی واپس تشریف لے آئے، عقبہ ابی بن خلف کا دوست تھا، لوگوں نے ابی کو بتایا کہ وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا ہے، وہ عقبہ کے پاس آیا اور کہا: عقبہ! تو صابی بن گیا ہے مشرک لوگ اہل ایمان کو صابی کہتے تھے، اس نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! میں صابی نہیں بنا لیکن میرے گھر میں ایک عزت دار شخص آیا ہوا تھا اس نے میرا کھانا کھانے سے انکار کیا مگر اس شرط پر کہ میں اس کی گواہی دوں تو مجھے شرم آئی کہ وہ میرے گھر سے بغیر کھائے چلا جائے میں نے اس کی شہادت دی تو اس نے کھانا کھالیا، وہ شہادت میرے دل میں نہیں ہے، ابی نے کہا کہ مجھے تمہارا چہرہ دیکھنا حرام ہے، جب تک کہ تم مجھ سے وعدہ نہ کرو کہ جب کبھی محمد (ﷺ) سے تمہاری ملاقات ہو تو اسے پاؤں سے مسل دے اور اس کے چہرے پر تھوک دے (نعوذ باللہ من ذالک اور اس کی آنکھ پر تھپڑ مارے، تو عقبہ نے کہا کہ مجھے تمہاری یہ بات منظور ہے، عقبہ نبی کریم ﷺ کے پاس گیا، ابھی وہ کچھ دور تھا کہ آپ ﷺ کے چہرے کی جانب تھوکا تو تھوک نبی کریم ﷺ) کی طرف نہ گئی بلکہ اس کے چہرے کی جانب لوٹ گئی اور ایسی لگی کہ جیسے آگ کا شعلہ لگا اور اس کے منہ کا وہ حصہ جل گیا اور مرتے دم تک اس کا نشان اس کے منہ پر رہا۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سابقہ مذکورہ کلام کہ وہ تھوک برص بن گئی سے مراد یہ ہوگی کہ برص جیسا نشان بن گیا۔

(دلائل النبوۃ ابونعیم احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران الاصبہانی: ۴۴۶)

حکم ابن ابی العاص کا منہ ٹیڑھا ہوگیا

حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْبُرُلُّسِيُّ، ثنا ضِرَارُ بْنُ صُرَدَ، ثنا عَائِذُ بْنُ حَبِيبٍ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ فُلَانٌ يَجْلِسُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ اخْتَلَجَ وَجْهُهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُنْ كَذَلِكَ فَلَمْ يَزَلْ يَخْتَلِجُ حَتَّى مَاتَ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

أخرج الحاكم وصححهُ وَالْبَيهقِيَ وَالطَّبَرَانِيَ عَن عبد الرَّحْمَن بن أبي بكر الصديق قَالَ كَانَ الحكم بن أبي الْعَاصِ يجلس إِلَى النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَإِذا تكلم النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم اختلج بِوَجْهِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كن كَذَلِك فَلم يزل يختلج حَتَّى مَاتَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے شہزادے حضرت سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی مجلس شریفہ میں آکر بیٹھا اور جب رسول اللہ ﷺ کلام فرماتے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی نقل اتارتا تھا جب رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو فرمایا تو اسی طرح ہوجا تو مرتے دم تک اس کا منہ ٹیڑھا ہوگیا۔

المستدرک کی اس روایت میں صرف اتنا ہے کہ ایک شخص تھا وہ آیا اور بیٹھ گیا اور وہ گستاخی کرنے لگا اس کا نام نہیں لیا، جبکہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اور امام حلبی شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے اس کا نام لے کر صراحت کردی ہے کہ وہ حکم بن ابی العاص تھا۔

(المستدرک علی الصحیحین : أبو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ (۶۷۸:۲)

مکہ مکرمہ میں گستاخوں کا عبرت ناک انجام

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ٩٥) بقمعهم وإهلاكهم قال البغوى يقول الله تعالى لنبيه صلى الله عليه وسلم فاصدع بامر الله ولا تخف أحدا غير الله فان الله تعالى كافيك ممن عاداك كما كفاك المستهزئين وهم خمسة نفر من رؤساء قريش الوليد بن المغيرة المخزومي وكان رأسهم والعاص بن وائل السهمي والأسود ابن المطلب بن الحارث بن اسد بن عبد العزى ابو زمعة (وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم قد دعا عليه فقال اللهم أعمه بصره واثكله بولده) والأسود بن عبد يغوث ابن وهب بن عبد مناف بن زهرة والحارث بن قيس بن الطلالةفاتى جبرئيل محمّدا صلى الله عليه وسلم والمستهزء ون يطوفون بالبيت فقام جبرئيل وقام رسول الله صلى الله عليه وسلم الى جنبه فمر به الوليد بن المغيرة فقال جبرئيل يا محمّد كيف تجد هذا قال بئس عبد الله قال قد كفيت وأومأ الى ساق الوليد فمر برجل من خزاعة ينال بريش نباله وعليه برديمان وهو يجر إزاره فتعلقت شظية من نبل بإزاره فمنعه الكبر ان يطامن فينزعها وجعلت تضرب ساقه فخدشته فمرض فمات .ومر به العاص بن وائل فقال جبرئيل كيف تجد هذا يا محمّد قال بئس عبد الله فاشار جبرئيل الى اخمص رجليه وقال قد كفيت فخرج على راحلته ومعه ابنان له يتنزه فنزل شعبا من تلك الشعاب فوطى على شبرقة فدخلت منها شوكة فى اخمص رجله فقال لدغت لدغت

فطلبوا فلم يجدوا شيئا وانتفخت رجله حتّى صارت مثل عنق بعير فمات مكانه ومر به الأسود بن المطلب فقال جبرئيل عليه السلام كيف تجد هذا قال عبد سوء فاشار بيده الى عينيه وقال قد كفيت فعمى قال ابن عباس رضى الله عنهما رماه جبرئيل بورقة خضراء فذهب بصره ووجعت عيناه فضرب برأسه الجدار حتّى هلك وفى رواية الكلبى أتاه جبرئيل وهو فى اصل شجرة ومعه غلام له فجعل ينطح رأسه بالشجرة ويضرب وجهه بالشوك فاستغاث بغلامه فقال غلامه لا ارى أحدا يصنع بك شيئا غير نفسك حتّى مات وهو يقول قتلني رب محمّدومر به الأسود بن عبد يغوث فقال جبرئيل كيف تجد هذا قال بئس عبد الله على انه ابن خالى فقال قد كفيت واشار الى بطنه فاستسقى بطنه فمات جنبا وفى رواية الكلبى انه خرج من اهله فاصابه السموم فاسود حتّى صار حبشيا فاتى اهله فلم يعرفوه واغلقوا دونه الباب حتّى مات وهو يقول قتلني رب محمّدومر به الحارث ابن قيس فقال جبرئيل كيف تجد هذا قال عبد سوء فاومأ الى رأسه وقال قد كفيت فامتخط قيحا فقتله وقال ابن عباس انه أكل حوتا مالحا فاصابه العطش فلم يزل يشرب عليه من الماء حتّى انفذ بطنه فمات.

ترجمہ

یہ لوگ جو آپ ﷺ کی گستاخی کرتے ہیں ان سے نمٹنے کے لئے ہم کافی ہیں۔یعنی ان کی جڑ اکھاڑ دیں گے اور ان کو برباد کر دیں گے۔

امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپ

ﷺ اللہ تعالیٰ کا حکم پکار کر سناؤ، اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے مت ڈرو، تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے، مذاق اڑانے والوں اور تمہاری گستاخی کرنے والوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد کی، رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرنے والے اور آپ ﷺ کا مذاق اڑانے والے قریش کے پانچ سردار تھے۔(۱) ولید بن مغیرہ مخزومی یہ سب کا سر کردہ تھا، (۲) عاص بن وائل۔ (۳) اسود بن مطلب بن حارث بن اسد بن عبدالعزیٰ۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف دعا کی تھی اور یہ عرض کی تھی: اے اللہ! اس کو اندھا کر دے اور اس کو لاولد کر دے۔ (۴) اسود بن عبدیغوث بن وہب بن مناف بن زہرہ۔ (۵) حارث بن قیس بن الطلالہ۔

رسول اللہ ﷺ کی گستاخیاں کرنے والے کعبہ مشرفہ کا طواف کر رہے تھے، ولید بن مغیرہ آپ ﷺ کے پاس سے گزرا اتنے میں حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام آ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! یہ کیسا شخص ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بہت برا آدمی ہے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: آپ کا کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے پورا کر دیا گیا ہے۔ پھر جبریل امین علیہ السلام نے ولید بن مغیرہ کی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا چنانچہ ایک دن ولید ایک خزاعی آدمی کی طرف سے ہو کر نکلا وہ شخص اپنے تیروں کے پر درست کر رہا تھا، ولید اس وقت یمنی چادر اوڑھے غرور سے چل رہا تھا، خزاعی شخص کے تیر کی بوری ولید بن مغیرہ کے تہبند سے الجھ گئی، انتہائی غرور کی وجہ سے نیچے جھک کر بوری کو تہبند سے نکالنا گوارا نہ کیا اور زور سے اپنی پنڈلی کو دے پٹکا اور بوری سے پنڈلی میں خراش لگ گئی اور اسی خراش کی وجہ سے یہ مر گیا۔

عاص بن وائل بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور جبریل امین علیہ السلام نے دریافت کیا کہ یہ کیسا شخص ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بہت برا آدمی ہے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عاص بن وائل کے قدموں کی طرف اشارہ کیا اور عرض کیا کہ آپ ﷺ کا کام ہو گیا ہے اب آپ ﷺ کو اس کے مقابلے میں کچھ کرنا نہیں پڑے گا، چنانچہ ایک دن عاص بن

وائل تفریح کرنے کے لئے اونٹنی پر سوار ہوکر اور اپنے دونوں لڑکوں کو ساتھ لیکر مکہ سے باہر نکلا اور کسی گھاٹی میں جا کر اترا، وہاں کپڑے کا کوئی ٹکڑا تھا، عاص نے اس پر قدم رکھا، کپڑے میں کوئی کانٹا تھا وہ اس کے تلوے میں چبھ گیا، عاص فوراً چلایا مجھے کسی کیڑے نے ڈس لیا ہے۔ لوگوں نے اس کے تلوے کو دیکھا لیکن تلاش بسیار کے باجود کوئی بھی چیز نظر نہ آئی۔ ٹانگ سوج کر اونٹ کی گردن کی طرح ہوگئی۔ آخر اسی وقت وہیں مرگیا۔

اسود بن مطلب بھی حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کی موجودگی میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے گزرا اور جبریل امین علیہ السلام کے سوال وجواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ برا آدمی ہے اور جبریل امین علیہ السلام نے حسب سابق کہا کہ آپ ﷺ کا کام کردیا گیا ہے اور اس کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا چنانچہ اسود اندھا ہوگیا۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے ایک سبز پتا اسود پر مارا جس سے اس کی نگاہ جاتی رہی اور آنکھوں میں اتنا درد ہوا کہ دیوار سے سر مارنے لگا آخر کار دیوار میں سر مار مار کر جہنم واصل ہوگیا۔

کلبی کی روایت میں آیا ہے کہ اسود اپنے غلام کے ساتھ کسی درخت کی جڑ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام وہاں پہنچ گئے اور اسکا سر پکڑ کر درخت میں ٹکرانے اور اس کے منہ پر کانٹے مارنے لگے اسود نے واویلا مچادیا اور غلام سے مدد کا خواستگار ہوا، غلام نے کہا کہ مجھے تو کوئی اور نظر نہیں آرہا، آپ خود ہی یہ حرکت کررہے ہیں، کہنے لگا کہ مجھے محمد ﷺ کے رب نے قتل کردیا ہے، یہی الفاظ کہتے کہتے وہ مرگیا۔

اسود بن عبد یغوث بھی گزرا تھا اور جبریل امین علیہ السلام کے سوال کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بھی برا آدمی ہے، باوجودیکہ یہ میرے ماموں کا بیٹا ہے۔ حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: اب آپ کو اس کے دفاع کی کوئی ضرورت نہیں ہے، یہ کہتے ہوئے اسود کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا جس سے اس کو استسقاء کی بیماری لگ گئی جس کی وجہ

سے یہ بھی مر گیا۔

کلبی کی روایت میں آیا ہے کہ اسود ایک دن گھر سے نکلا باہر لو لگ گئی، لو لگنے کی وجہ سے اس کا رنگ انتہائی کالا ہو گیا جب گھر آیا تو اس کے گھر والوں نے اس کو پہچاننے سے انکار کر دیا اور گھر سے باہر نکال کر دروازہ بند کر دیا، اسی حالت میں وہ مر گیا اور مرتے مرتے کہتا رہا کہ مجھے محمد ﷺ کے رب تعالی نے قتل کیا ہے۔ حارث بن قیس کے متعلق بھی رسول اللہ ﷺ نے جبریل امین علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ یہ برا بندہ ہے، حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حارث کے سر کی جانب اشارہ کر کے عرض کیا کہ آپ ﷺ کا کام کر دیا گیا ہے اب آپ ﷺ کو ضرورت نہیں۔ چنانچہ اس کی ناک سے پیپ بہنے لگی اسی سے وہ جہنم واصل ہوا۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حارث بن قیس نے نمکین مچھلی کھائی تھی جس سے پیاس کی شدت ہو گئی اور برابر پانی پیتا رہا آخر کار اس کا پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

(التفسیر المظہری :المظہری، محمد ثناء اللہ (۵:۳۱۸)

(دلائل النبوۃ لأبي نعیم الأصبہاني : أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مہران الأصبہاني:۲۶۸)

رسول اللہ ﷺ کے گستاخ ابولہب کی عبرتناک موت

فَقَامَتْ أُمُّ الْفَضْلِ إِلَى عَمُودٍ مِنْ عُمُدِ الْحُجْرَةِ فَأَخَذَتْهُ فَضَرَبَتْهُ بِهِ ضربة فبلغت فِي رَأْسِهِ شَجَّةً مُنْكَرَةً، وَقَالَتْ اسْتَضْعَفْتَهُ أَنْ غاب عنه سيده، فقام موليا ذليلا فو الله ما عَاشَ إِلَّا سَبْعَ لَيَالٍ حَتَّى رَمَاهُ اللَّهُ بِالْعَدَسَةِ فَقَتَلَتْهُ: زَادَ يُونُسُ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، فَلَقَدْ تَرَكَهُ ابْنَاهُ بَعْدَ مَوْتِهِ ثَلَاثًا مَا دَفَنَاهُ حَتَّى أَنْتَنَ: وَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَتَّقِي هَذِهِ الْعَدَسَةَ كَمَا تَتَّقِي الطَّاعُونَ حَتَّى قَالَ لهم رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ: وَيْحَكُمَا أَلَا تَسْتَحِيَانِ إِنَّ أَبَاكُمَا قَدْ أَنْتَنَ فِي بَيْتِهِ لَا تَدْفِنَانِهِ؟ فَقَالَا إنا نخشى عدوة هَذِهِ الْقُرْحَةِ، فَقَالَ انْطَلِقَا فَأَنَا أُعِينُكُمَا عَلَيْهِ فو الله ما

غَسَلُوهُ إِلَّا قَذْفًا بِالْمَاءِ عَلَيْهِ مِنْ بَعِيدٍ مَا يَدْنُونَ مِنْهُ، ثُمَّ احْتَمَلُوهُ إِلَى أَعلا مَكَّةَ فَأَسْنَدُوهُ إِلَى جِدَارٍ ثُمَّ رَضَمُوا عَلَيْهِ بِالْحِجَارَةِ: (قَالَ يُونُسُ عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا كَانَتْ لَا تَمُرُّ عَلَى مَكَانِ أَبِي لَهَبٍ هَذَا إِلَّا تَسَتَّرَتْ بِثَوْبِهَا حَتَّى تَجُوزَ.

ترجمہ

حافظ عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر کے بعد صرف سات دن ابولہب زندہ رہا، حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا نے خیمہ کا چوب مار کر اس کا سر پھاڑ دیا، اس کے بعد وہ عدسہ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا، اس بیماری میں طاعون کی طرح گلٹی سی نکلتی ہے اور یہ ایک قسم کا پھوڑا ہوتا ہے، اسی بیماری میں وہ مردود مر گیا، اس کے جسم سے سخت بدبو آ رہی تھی تین دن تک اس کی لاش پڑی رہی، لوگ اس سے طاعون کی طرح بھاگتے تھے حتی کہ قریش کے ایک شخص نے اس کے بیٹوں سے کہا: تم کو حیا نہیں آتی تمہارے گھر میں تمہارے باپ کی لاش سے بدبو پھیل رہی ہے اور تم اس کو دفن نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا: ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہاتھ لگائیں اور ہمیں بھی یہ بیماری نہ لگ جائے، اس نے کہا: اس کو دفن کر دو، میں بھی تمہاری مدد کرتا ہوں ابورافع نے کہا: اللہ تعالیٰ کی قسم! انہوں نے اس کو غسل نہیں دیا اور مکہ مکرمہ کی ایک بلند جگہ سے اس کو ایک دیوار کے ساتھ پھینک دیا اور اس کے اوپر سے پتھر ڈال دیے (نعوذ باللہ من ذالک)

(البدایۃ والنہایۃ: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۳:۳۰۹)

مکہ مکرمہ کے گستاخوں کی ذلت آمیز موت

☆ ولید بن مغیرہ تیر کی خراش کی وجہ سے مر گیا۔ ☆ عاص بن وائل پاؤں میں کانٹا لگنے کی وجہ سے مر گیا۔ ☆ اسود بن مطلب دیوار میں ٹکریں مار مار کر مر گیا۔ ☆ اسود بن عبد یغوث منہ کالا ہونے کی وجہ سے مر گیا۔ ☆ حارث بن قیس ناک سے پیپ بہنے کی وجہ سے مر گیا۔

☆ابولہب کے بیٹے کو شیر نے ماردیا۔☆عقبہ بن ابی معیط کا منہ جل گیا اور برص کے نشانات پڑ گئے۔☆حکم بن ابی العاص کا زندگی بھر کے لئے منہ ٹیڑھا ہو گیا۔☆ابولہب کی عبرتناک موت جس کو نہ غسل دیا گیا اور نہ ہی دفن کیا گیا۔

سارے کافر اندھے ہو گئے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ اجْتَمَعُوا فِي الْحِجْرِ، فَتَعَاهَدُوا بِاللَّاتِ، وَالْعُزَّى، وَمَنَاةَ الثَّالِثَةِ الْأُخْرَى: لَوْ قَدْ رَأَيْنَا مُحَمَّدًا، قُمْنَا إِلَيْهِ قِيَامَ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَلَمْ نُفَارِقْهُ حَتَّى نَقْتُلَهُ، قَالَ: فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَبْكِي حَتَّى دَخَلَتْ عَلَى أَبِيهَا، فَقَالَتْ: هَؤُلَاءِ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِكَ فِي الْحِجْرِ، قَدْ تَعَاهَدُوا: أَنْ لَوْ قَدْ رَأَوْكَ قَامُوا إِلَيْكَ فَقَتَلُوكَ، فَلَيْسَ مِنْهُمْ رَجُلٌ إِلَّا قَدْ عَرَفَ نَصِيبَهُ مِنْ دَمِكَ، قَالَ: يَا بُنَيَّةُ أَدْنِي وَضُوءًا فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِمُ الْمَسْجِدَ، فَلَمَّا رَأَوْهُ، قَالُوا: هُوَ هَذَا، هُوَ هَذَا فَخَفَضُوا أَبْصَارَهُمْ، وَعَقِرُوا فِي مَجَالِسِهِمْ، فَلَمْ يَرْفَعُوا إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ، وَلَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ رَجُلٌ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَامَ عَلَى رُءُوسِهِمْ، فَأَخَذَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ، فَحَصَبَهُمْ بِهَا، وَقَالَ: شَاهَتِ الْوُجُوهُ قَالَ: فَمَا أَصَابَتْ رَجُلًا مِنْهُمْ حَصَاةٌ إِلَّا قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ كَافِرًا.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرداران قریش ایک مرتبہ حطیم کعبہ میں جمع تھے اور انہوں نے لات ومنات اور عزیٰ اور اساف نامی اپنے جھوٹے بتوں کے نام پر یہ عہد وپیمان کیا کہ اگر ہم نے محمد ﷺ کو دیکھ لیا تو ہم سب اکٹھے کھڑے ہوں گے اور ان کو قتل کیے بغیر ان سے جدا نہ ہوں گے۔حضرت سیدہ کائنات فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سن لی

اور روتی ہوئی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ سرداران قریش آپ کے متعلق یہ عہد و پیمان کر رہے ہیں کہ اگر انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا تو وہ آگے بڑھ کر آپ ﷺ کو قتل کر دیں گے اور ان میں سے ہر ایک آپ ﷺ کے خون کا پیاسا ہو رہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: بیٹی! مجھے وضو کے لئے پانی دو، نبی کریم ﷺ نے وضو کیا اور مسجد الحرام شریف میں تشریف لائے، ان لوگوں نے جب نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو کہنے لگے کہ وہ یہ رہے۔ لیکن پھر نہ جانے کہ کیا ہوا کہ انہوں نے اپنی نگاہیں جھکالیں اور ان کی ٹھوڑیاں ان کے سینوں پر لٹک گئیں اور وہ اپنی جگہ پر حیران و پریشان بیٹھے رہ گئے وہ نگاہ اٹھا کر نبی کریم ﷺ کو دیکھ سکے اور نہ ہی ان میں سے کوئی اٹھ کر آگے نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھا۔ نبی کریم ﷺ ان کی طرف چلتے ہوئے آئے یہاں تک کہ ان کے سروں کے پاس پہنچ کر کھڑے ہو گئے اور ایک مٹھی مٹی لیکر فرمایا یہ چہرے بگڑ جائیں اور وہ مٹی ان پر پھینک دی، جس جس شخص پر وہ مٹی گری وہ غزوہ بدر کے دن کفر کی حالت میں مارا گیا۔

(المستدرک علی الصحیحین : أبو عبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد (۱:۲۶۸)

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی حفاظت

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يَقُولُ: قَدِمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ، وَسَعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ، يَعْنِي فِي الْعُمْرَةِ، وَنَحْنُ نَسْتُرُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ أَنْ يُؤْذُوهُ بِشَيْءٍ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے، بیت اللہ شریف کا طواف کیا اور صفا و مروہ کی سعی کی، اور اس دوران مشرکین کی ایذا رسانی سے بچانے کے لئے نبی کریم ﷺ کو اپنی حفاظت میں رکھا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۳۱:۵۵۳)

دوسری فصل

جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کیسے کرتے تھے؟

حفاظت کرتے ہوئے سات صحابہ شہید ہوگئے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، وَعَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ الْمُشْرِكِينَ لَمَّا رَهِقُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ فِي سَبْعَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، وَرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنَّا، وَهُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ؟ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، فَلَمَّا أَرْهَقُوهُ أَيْضًا، قَالَ: مَنْ يَرُدُّهُمْ عَنِّي، وَهُوَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ؟ حَتَّى قُتِلَ السَّبْعَةُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے گرد ہجوم کرلیا تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس صرف سات لوگ انصار کے تھے اور دو قریشی اور دسویں خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ کریم آقا ﷺ نے فرمایا: جو بھی ان کو ہم سے دور کرے گا وہ جنت میں میرا ساتھی ہوگا؟ انصار میں سے ایک صحابی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے انہوں نے قتال کیا یہاں تک کہ وہ شہید ہوگئے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو ان کو ہم سے دور کرے تو وہ جنت میں ہمارا ساتھی ہوگا؟ ایک صحابی رضی اللہ عنہ اور آگے بڑھے یہاں تک کہ وہ بھی شہید ہوگئے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرتے ہوئے سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔

(الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار : أبو بکر بن أبی شیبۃ، عبداللہ (۷:۳۷۰)

اس حدیث شریف سے اندازہ لگائیں کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرے رسول اللہ ﷺ اس کے لئے جنت کا اعلان فرمارہے ہیں، خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو آج بھی رسول اللہ ﷺ کی عزت وناموس پر پہرہ دے رہے ہیں۔

حضرت ام عمارہ کا رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں لڑنا

وقاتلت أمّ عمارة نسية، فلما انهزم المسلمون انحازت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، وباشرت القتال، وجعلت تذبّ عنه بالسيف، وترمي عن القوس: ولما قصد ابن قمئة رسول الله صلى الله عليه وسلم اعترضت له ومصعب بن عمير، وضربت ابن قمئة ضربات، ولكن عدوّ الله كان عليه درعان، وضربها هو بالسيف فجرحها جرحا عظيما، صار له فيما بعد غور. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لمقام نسية بنت كعب اليوم خير من مقام فلان وفلان وقال: ما التفتّ يمينا ولا شمالا إلا وأنا أراها تقاتل دوني: وقال لابنها عبد الله بن زيد بن عاصم: بارك الله تعالى عليكم أهل بيت، مقام أمكم خير من مقام فلان وفلان، ومقام زوج أمك غزيّة بن عمرو خير من مقام فلان وفلان، رحمكم الله أهل بيت. قالت أمّ عمارة: ادع الله تعالى أن نرافقك في الجنة، قال: اللهم اجعلهم رفقائي في الجنة. قالت: ما أبالي ما أصابني من أمر الدنيا.

ترجمہ

وہ مسلمان خواتین جو بنفس نفیس غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور دشمنوں کو قتل کیا ان میں ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا سرفہرست ہے، جب لشکر اسلامی میں افراتفری پھیل گئی اور لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے تو سیدھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں پہنچیں اور تلوار اٹھا کر دشمنان اسلام سے لڑنے لگیں۔ جو کافر رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھنا چاہتا آپ رضی اللہ عنہا اسے دھکیل کر پیچھے ہٹا دیتی تھیں، اور جب موقع ملتا تو کفار پر تیروں کی بارش کر دیتی تھیں،

جب ابن قمہ رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو اس مائی صاحبہ نے اور مصعب بن عمیر نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روکا۔ آپ نے اس بد بخت پر پے در پے کئی وار کیے لیکن اس نے دو زرہیں پہن رکھیں تھیں اس لئے ان کے وار موثر ثابت نہ ہوئے۔ اس نے حضرت سیدتنا ام عمارہ رضی اللہ عنہا پر تلوار سے حملہ کیا جس سے انہیں گہرا زخم آیا۔ زخم درست ہو گیا لیکن اس کا گڑھا باقی رہا۔ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی اس شان جان نثاری کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ام عمارہ کا مقام فلاں فلاں کے مقام سے بہت بلند ہے میں جدھر بھی دیکھتا تھا مجھے ام عمارہ کفار سے جنگ کرتی ہوئیں دکھائی دیتی تھیں۔ ام عمارہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک دن رسول اللہ ﷺ کو مہربان پایا تو عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میرے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالی جنت میں ہمیں آپ ﷺ کی رفاقت عطا فرمائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی: یا اللہ! ان کو جنت میں میرا رفیق بنادے۔

حضرت سیدتنا ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ دعا سنی تو کہنے لگیں کہ مجھے کوئی پروا نہیں ہے اب دنیا میں مجھے کوئی بھی مصیبت آجائے۔

(سبل الہدی والرشاد: محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۴:۲۰۲)

محافظ رسول ﷺ کا اعزاز

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُوسَى بْنُ ضَمْرَةَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: أُتِيَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِمُرُوطٍ فَكَانَ فِيهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ وَاسِعٌ: فَقَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ هٰذَا الْمِرْطِ لِثَمَنِ كَذَا وَكَذَا فَلَوْ أَرْسَلْتَ بِهِ إِلَى زَوْجَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ: وَذٰلِكَ حِدْثَانُ مَا دَخَلَتْ عَلَى ابْنِ عُمَرَ: فَقَالَ: أَبْعَثُ بِهِ إِلَى مَنْ هُوَ أَحَقُّ بِهِ مِنْهَا: أُمِّ عُمَارَةَ نُسَيْبَةَ بِنْتِ كَعْبٍ (سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ: مَا الْتَفَتُّ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا وَأَنَا أَرَاهَا تُقَاتِلُ دُونِي)

ترجمہ

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مبارک زمانے میں کچھ گرم چادریں آئیں ان میں سے ایک چادر کافی بڑی اور اعلیٰ قسم کی تھی، کسی نے کہا کہ اگر یہ چادر اپنے صاحبزادے حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زوجہ صفیہ بنت ابی عبید کو عطا فرمادیں تو مناسب ہوگا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ چادر اس خاتون کی طرف بھیجو جو صفیہ سے بھی زیادہ اس کی حقدار ہے یعنی ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی طرف، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یوم احد دائیں یا بائیں میں جدھر دیکھتا مجھے ام عمارہ رضی اللہ عنہا میرا دفاع کرتے ہوئے، مشرکوں سے لڑتے ہوئے نظر آتی تھیں۔

(الطبقات الکبری : أبو عبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی البصری، البغدادی المعروف بابن سعد (۱: ۳۰۵)

حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنا

وأقبل عبد الله بن حميد بن زهير حين رأى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم على تلك الحال يركض فرسه مقنعا في الحديد يقول: أنا ابن زهير دلوني على محمد، فو الله لأقتلنه أو لأموتن دونه فقال له أبو دجانة هلم إلى من يقي نفس محمد بنفسه وضرب فرسه عرقبها ثم علاه بالسيف فقتله، ورسول الله صلّى الله عليه وسلّم ينظر إليه ويقول: اللّهمّ ارض عن أبي خرشة كما أنا عنه راض، وكان أبو دجانة قد ترّس عنه صلّى الله عليه وسلّم بظهره، ونبل يقع فيه وهو لا يتحرك، رضي الله عنه.

ترجمہ

عین جنگ کے موقع پر عبداللہ بن حمید بن زہیر جو کہ مشرک تھا گھوڑا دوڑاتا ہوا آگے

بڑھا، وہ سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تھا کہنے لگا: میں زہیر کا بیٹا ہوں مجھے بتاؤ محمد (ﷺ) کہاں ہیں؟ خدا تعالیٰ کی قسم! میں ان کو قتل کروں گا یا خود مارا جاؤں گا۔ یہ بات جب حضرت سیدنا ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے سنی تو فرمایا: اے پاگل! رسول اللہ ﷺ کو رہنے دو پہلے ان کے جانثار سے دو دو ہاتھ کرلو۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار سے اس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں، دوسرا وار اس کے سر پر کیا اور اسے موت کی گھاٹ اتار دیا۔

رسول اللہ ﷺ یہ منظر دیکھ رہے تھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! تو بھی ابوخرشہ یعنی ابودجانہ سے راضی ہو جا جس طرح میں اس سے راضی ہوں۔

حضرت سیدنا ابودجانہ رضی اللہ عنہ اس نازک موقع پر ڈھال بن کر رسول اللہ ﷺ پر جھکے رہے اور دشمن کی طرف سے آنے والے ہر تیر کو اپنی پشت پر برداشت کرتے رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کمر پر تیر لگتے رہے لیکن کیا مجال کہ ذرا بھی جنبش کی ہو۔

(إمتاع الأسماع: أحمد بن علی بن عبد القادر، أبو العباس الحسینی العبیدی، تقی الدین المقریزی (۱:۱۵۲))

گیارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دفاع کرتے ہوئے شہید ہو گئے

حَدَّثَنَا مُطَّلِبٌ، نا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ: لَمَّا انْهَزَمَ النَّاسُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ بَقِيَ مَعَهُ أَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ، وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يَصْعَدُ فِي الْجَبَلِ، فَلَحِقَهُمُ الْمُشْرِكُونَ، فَقَالَ: أَلَا أَحَدٌ لِهٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ: كَمَا أَنْتَ يَا طَلْحَةُ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَاتَلَ عَنْهُ، وَصَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ مَنْ بَقِيَ مَعَهُ، ثُمَّ قُتِلَ الْأَنْصَارِيُّ فَلَحِقُوهُ، فَقَالَ: أَلَا أَحَدٌ لِهٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ مِثْلَ قَوْلِهِ الْأَوَّلِ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ لَهُ مِثْلَ قَوْلِهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَأَذِنَ لَهُ، فَقَاتَلَ مِثْلَ قِتَالِهِ وَقِتَالِ صَاحِبِهِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْعَدُ وَأَصْحَابُهُ يَصْعَدُونَ، ثُمَّ قُتِلَ، فَلَحِقُوهُ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مِثْلَ قَوْلِهِ الْأَوَّلِ، وَيَقُولُ طَلْحَةُ: أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَيَحْبِسُهُ، وَيَسْتَأْذِنُهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ لِلْقِتَالِ، وَيَأْذَنُ لَهُ، فَيُقَاتِلُ مِثْلَ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ، حَتّٰى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا طَلْحَةُ، فَغَشُوهُمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لِهٰؤُلَاءِ؟ فَقَالَ طَلْحَةُ: أَنَا، فَقَاتَلَ مِثْلَ قِتَالِ جَمِيعِ مَنْ كَانَ قَبْلَهُ، وَأُصِيبَ بَعْضُ أَنَامِلِهِ، فَقَالَ: حَسِّ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا طَلْحَةُ، لَوْ قُلْتَ: بِسْمِ اللّٰهِ، أَوْ ذَكَرْتَ اللّٰهَ لَرَفَعَتْكَ الْمَلَائِكَةُ وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ، حَتّٰى تَلِجَ بِكَ فِي جَوِّ السَّمَاءِ، ثُمَّ صَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةُ إِلَى أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُجْتَمِعُونَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ احد میں پہاڑی کے اوپر چڑھ رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں صرف گیارہ انصاری اور ایک مہاجر طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم تھے۔ مشرکین نے پیچھے سے آلیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ہے جو ان کا راستہ روکے؟ طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جہاں ہو ٹھیک ہو کوئی اور۔ ایک انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! یہ غلام حاضر ہے۔ وہ انصاری ان حملہ آوروں سے لڑنے لگے اتنے میں رسول اللہ ﷺ اوپر چڑھتے گئے کچھ دیر بعد اس انصاری رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے پھر وہی سوال دہرایا۔ حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں حاضر ہوں

رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ صبر کرنے کا حکم فرمایا۔اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے ان سے لڑنا شروع کردیا،اور رسول اللہ ﷺ نے اوپر چڑھنا شروع کردیا، پھر وہ انصاری بھی شہید کردیئے گئے یہاں تک کہ گیارہ کے گیارہ انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے سامنے آڑے آتے رہے اور رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں اپنی جانیں قربان کرتے رہے۔ یہاں تک کہ کفار کے اس ریلے کا مقابلہ کرنے کے لئے صرف دو شخص رہ گئے ایک رسول اللہ ﷺ اور دوسرے حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ۔ پھر حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ ان کفار کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑے ہو گئے اور جتنی دیر مزاحمت ان گیارہ جانثاروں نے کی اتنی دیر تک ایک طلحہ رضی اللہ عنہ نے کی اور کفار کو رسول اللہ ﷺ کے ایک انچ بھی قریب نہیں آنے دیا یہاں تک کہ ان کی انگلیاں کٹ گئیں اور ہاتھ شل ہو گئے۔ان سب کو رسول اللہ ﷺ نے جنت میں اپنا رفیق ہونے کا مژدہ سنایا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے طلحہ! تم ابھی بسم اللہ پڑھو یا اللہ تعالی کا ذکر کرو تو اللہ تعالی کے ملائکہ کرام تمہیں یہاں سے اٹھا کر لے جائیں اور سارے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے آسمان میں داخل ہو جائیں گے، پھر رسول اللہ ﷺ پہاڑی پر چڑھ گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی جمع ہو گئے۔

(المعجم الأوسط : سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (۸:۴:۳۰۴)

قدموں میں ترے سر ہو اور میری روح چلی ہو

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ غَشِيَهُ الْقَوْمُ. مَنْ رَجُلٌ يَشْرِي لَنَا نَفْسَهُ؟ كَمَا حَدَّثَنِي الْحُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ فَقَامَ زِيَادُ بْنُ السَّكَنِ فِي نَفَرٍ خَمْسَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَبَعْضُ النَّاسِ يَقُولُ إِنَّمَا هُوَ عُمَارَةُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ فَقَاتَلُوا دُونَ رَسُولِ اللهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا ثُمَّ رَجُلًا، يُقْتَلُونَ دُونَهُ حَتَّى كَانَ آخِرُهُمْ زِيَادٌ أَوْ عُمَارَةُ فَقَاتَلَ حَتَّى أَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحَةُ ثُمَّ فَاءَتْ فِئَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَأَجْهَضُوهُمْ عَنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَدْنُوهُ مِنِّي، فَأَدْنَوْهُ مِنْهُ فَوَسَّدَهُ قَدَمَهُ فَمَاتَ وَخَدُّهُ عَلَى قَدَمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک جنگ کے موقع پر کفار نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کون مرد ہے جو ہمارے لئے اپنی جان کا سودا کرے؟ تو زیاد بن سکن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور دشمن کے نرغے کو توڑنا شروع کیا۔ وہ دشمن کو بھگانے میں تو کامیاب ہو گئے لیکن زخموں سے چور چور ہو گئے، انہیں چودہ گہرے زخم لگے تھے۔ جب دشمن بھاگ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے محبّ دلفگار کو میرے قریب لے آؤ۔ انہیں رسول اللہ ﷺ کے قریب لایا گیا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر اپنے رخسار رکھ دیئے اور اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر دی۔

(الروض الأنف أبو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن أحمد السہیلی (۵:۳۳۰)

یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر قربان

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ بِهِ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ الْقِدِّ، يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ: انْشُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ: فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا، تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا، تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ، فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے موقع پر جب لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ہٹ گئے تو حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے موجود تھے، انہوں نے اپنی ڈھال کو آڑ بنایا ہوا تھا۔ حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تیرانداز تھے اور بہت زبردست تیراندازی کرتے تھے۔ اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑ دی تھیں۔

جو بھی شخص ترکش لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو رسول اللہ ﷺ یہ فرماتے: ابوطلحہ کے لئے اسے چھوڑ دو۔ نبی کریم ﷺ لوگوں کا جائزہ لینے کے لئے سر مبارک باہر نکالنے لگے تو حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں اپنا سر باہر نہ نکالیں کہیں آپ ﷺ کو دشمن کا کوئی تیر نہ لگ جائے۔ آپ ﷺ کے آگے قربان ہونے کے لئے میں موجود ہوں۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ وہ دونوں مشکیزوں میں پانی بھر کر لا رہی تھیں اور وہ زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں، اس دن حضرت سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مبارک ہاتھ سے دو یا تین بار تلوار گر گئی تھی۔

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۵:۳۷)

دنیا سے جاتے ہوئے بھی رسول اللہ ﷺ کی فکر

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَالَوَيْهِ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الْمِصْرِيُّ، ثنا أَبُو صَالِحٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الطَّوِيلُ، ثنا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ لِطَلَبِ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيعِ، وَقَالَ لِي: إِنْ رَأَيْتَهُ فَأَقْرِئْهُ مِنِّي السَّلَامَ، وَقُلْ لَهُ: يَقُولُ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ: كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: فَجَعَلْتُ أَطُوفُ بَيْنَ الْقَتْلَى فَأَصَبْتُهُ وَهُوَ فِي آخِرِ رَمَقٍ وَبِهِ سَبْعُونَ ضَرْبَةً مَا بَيْنَ طَعْنَةٍ بِرُمْحٍ وَضَرْبَةٍ بِسَيْفٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا سَعْدُ، إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ لَكَ: خَبِّرْنِي كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَ: عَلَى رَسُولِ اللَّهِ السَّلَامُ، وَعَلَيْكَ السَّلَامُ قُلْ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَجِدُنِي أَجِدُ رِيحَ الْجَنَّةِ، وَقُلْ لِقَوْمِي الْأَنْصَارِ: لَا عُذْرَ لَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَنْ يَخْلُصَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيكُمْ شُفْرٌ يَطْرِفُ، قَالَ: وَفَاضَتْ نَفْسُهُ رَحِمَهُ اللَّهُ.

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

قال الذهبی) صحیح.

ترجمہ

حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ احد کے دن مجھے رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کو تلاش کرنے کے لئے بھیجا اور مجھے یہ بھی فرمایا: اگر تجھے سعد ابن الربیع رضی اللہ عنہ ملیں تو ان کو میری طرف سے سلام کہنا اور یہ کہنا کہ رسول اللہ

ﷺ پوچھ رہے ہیں کہ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ جہاں شہداء احد رضی اللہ عنہم کے مبارک اجسام رکھے ہوئے تھے وہاں آپ کو تلاش کرتے کرتے دیکھا کہ آپ ایک جگہ لیٹے ہوئے ہیں اور زندگی کی آخری سانسیں چل رہی ہیں، اور ان کے مبارک جسم پر تلوار نیزے اور تیر کے ستر زخم لگے ہوئے تھے۔

میں نے ان کو کہا: اے سعد! بے شک رسول اللہ ﷺ تجھے سلام فرمارہے ہیں اور تجھے فرماتے ہیں کہ یہ بتاؤ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو اور تم پر بھی سلام ہو، تم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرو: یارسول اللہ ﷺ! میں جنت کی خوشبو پارہا ہوں اور میری قوم کو یہ پیغام دینا کہ اگر کوئی کافر رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا اور تم میں سے کوئی ایک بھی بندہ زندہ ہوا تو یہ بات یاد رکھو کہ اللہ تعالی کے ہاں تمہارا کوئی عذر بھی قبول نہیں ہوگا۔ حضرت سیدنا زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بس اتنا کہنا تھا کہ انکی روح پرواز کرگئی، اللہ تعالی کی ان پر رحمت ہو۔

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

اور امام الذہبی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف صحیح ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین: أبو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم بن الحکم النیسابوری المعروف بابن البیع (۳:۲۲۱)

رسول اللہ ﷺ کا میزبان پہرہ داری کرتے ہوئے

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَلَمَّا أَعْرَسَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَفِيَّةَ بِخَيْبَرَ أَوْ بِبَعْضِ الطَّرِيقِ وَكَانَتِ الَّتِي جَمَّلَتْهَا لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَشَطَتْهَا وَأَصْلَحَتْ مِنْ أَمْرِهَا أُمُّ سُلَيْمٍ بِنْتُ مِلْحَانَ أُمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: فَبَاتَ بِهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ لَهُ وَبَاتَ أَبُو أَيُّوبَ خَالِدُ بْنُ زَيْدٍ أَخُو بَنِي النَّجَّارِ مُتَوَشِّحًا سَيْفَهُ يَحْرُسُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُطِيفُ

بِالْقُبَّةِ حَتّٰی اُصْبِحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰی مَکَانَہُ قَالَ مَا لَکَ یَا اَبَا اَیُّوْبَ؟ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ خِفْتُ عَلَیْکَ مِنْ ھٰذِہِ الْمَرْاَۃِ وَکَانَتْ امْرَاَۃٌ قَدْ قَتَلْتُ اَبَاھَا وَزَوْجَھَا وَقَوْمَھَا وَکَانَتْ حَدِیْثَۃَ عَھْدٍ بِکُفْرٍ فَخِفْتُھَا عَلَیْکَ فَزَعَمُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰھُمَّ احْفَظْ اَبَا اَیُّوْبَ کَمَا بَاتَ یحفظنی.

ترجمہ

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ خیبر کے راستے میں یا خیبر میں تھے کہ حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے خیمہ میں لائیں تو حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اس خیمہ کے باہر ساری رات جاگ کر پہرہ دیتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ان کے پاؤں کی آہٹ سنی تو فرمایا کون ہے؟ عرض کی گئی یہ ابوایوب رضی اللہ عنہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں طلب فرمایا اور پوچھا تم کیوں خیمہ کے آس پاس چکر لگا رہے ہو؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اس جنگ میں صفیہ کے چچا، باپ اور خاوند کو مجاہدین اسلام نے قتل کیا تھا اور یہ خاتون نومسلمہ ہیں، مجھے اس سے خدشہ ہوا کہ کوئی ناشائستہ حرکت نہ کرے، چنانچہ میں رات بھر جاگ کر پہرہ دیتا رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس غلام کی اس ادائے جانثاری پر بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کی: اے اللہ! ابوایوب کی حفاظت فرما جیسے اس نے میری حفاظت کی۔

(السیرۃ النبویۃ: أبوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (۳:۴۰۲)

غزوہ خندق میں ساری ساری رات جاگ کر پہرہ دیتے تھے

وروی محمد بن عمر عن أم سلمۃ رضی اللہ عنہا قالت: کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فی الخندق، وکنا فی قرّ شدید،

فإني لأنظر إليه ليلة قام فصلّى ما شاء الله أن يصلي في قبته، ثم خرج فنظر ساعة فأسمعه يقول: هذه خيل المشركين تطيق بالخندق، ثم نادى عباد بن بشر، فقال عبّاد: لبيك! قال: أمعك أحد؟ قال: نعم، أنا في نفر من أصحابي حول قبّتك. قال: انطلق في أصحابك فأطف بالخندق، فهذه خيل المشركين تطيف بكم، يطمعون أن يصيبوا منكم غرّة، اللهمّ فادفع عنّا شرّهم، وانصرنا عليهم، واغلبهم، فلا يغلبهم أحد غيرك. فخرج عبّاد في أصحابه فإذا هو بأبي سفيان بن حرب في خيل المشركين يطوفون بمضيق من الخندق، وقد نذر بهم المسلمون فرموهم بالحجارة والنّبل، حتى أذلقهم المسلمون بالرّمي، فانكشفوا منهزمين إلى منازلهم، قال عبّادورجعت إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فوجدته يصلي فأخبرته: قالت أم سلمة: يرحم الله عباد بن بشر، فإنه كان ألزم أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم لقبّته يحرسها أبدا.

ترجمہ

حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی اور سردی بھی بہت شدت کی تھی۔ ایک رات میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ اپنے خیمے میں نماز پڑھ رہے ہیں، کافی دیر تک رسول اللہ ﷺ نماز ادا کرتے رہے، پھر خیمے سے باہر تشریف لے گئے اور کافی دیر تک گردوپیش کا جائزہ لیتے رہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مشرکین کے سوار ہیں جو خندق کے گرد گھوم رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کو آواز دی تو انہوں نے کہا: **لبیک یارسول اللہ ﷺ**! حضور ﷺ نے

پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ انہوں نے عرض کی: میرے ساتھ مجاہدین کا ایک گروہ ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے خیمہ کے اردگرد پہرہ دے رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھیوں کو اپنے ہمراہ لے لو اور خندق کے گرد چکر کاٹو۔ مجھے مشرکین کے گھڑسوار نظر آرہے ہیں۔ جو خندق کے گرد گھوم رہے ہیں، وہ اس تلاش میں ہیں کہ انہیں کوئی تنگ جگہ ملے اور وہاں سے داخل ہو کر اچانک تم پر حملہ کردیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کی: اے اللہ! ان کے شر کو ہم سے دور کر اور ہمیں ان پر فتح عطا فرما۔ اے اللہ! ان کو مغلوب کر دے، تیرے سوا کوئی ان کو مغلوب نہیں کر سکتا۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے حضرت سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیکر خندق کے گرد چکر لگانے لگے۔ اچانک وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ابوسفیان چند گھڑسواروں کے ساتھ خندق کی تنگ جگہ سے داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے، مجاہدین نے ان کو للکارا اور ان پر پتھر اور تیر برسانے شروع کردیئے۔ تیروں کی ایسی بارش کی کہ وہ وہاں سے بھاگ گئے، حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم جب واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ ہم نے سارا ماجرا عرض کیا۔ حضرت سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ عباد بن بشر رضی اللہ عنہ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے! یہ ہر وقت رسول اللہ ﷺ کے خیمہ کے پاس رہتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کرنے میں ذرہ بھر بھی غفلت نہ کرتے تھے۔

(السیرۃ النبویۃ والدعوۃ فی العہد المدنی: أحمد أحمد غلوش: ۴۳۶)

تیسری فصل

مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت

میری پشت فرشتوں کے لئے چھوڑ دو

فَوَجَدْنَا إِبْرَاهِيمَ بْنَ مَرْزُوقٍ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ: عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: فِي حَدِيثِهِ الطَّوِيلِ الَّذِي ذَكَرَ فِيهِ دُخُولَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَهُ قَالَ: فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ أَصْحَابُهُ: فَخَرَجُوا بَيْنَ يَدَيْهِ: وَكَانَ يَقُولُ: خَلُّوا ظَهْرِي لِلْمَلَائِكَةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں تشریف لائے جب جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ساتھ کھڑے ہوئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری پشت کو ملائکہ کرام علیہم السلام کے لئے چھوڑ دو۔

(سنن الدارمی : ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمن بن الفضل بن بہرام بن عبدالصمد الدارمی، التمیمی السمرقندی (1:191)

فرشتے پہرہ دیتے تھے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحٍ الْعَنَزِيِّ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَشَى مَشَى أَصْحَابُهُ أَمَامَهُ وَتَرَكُوا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے گھر مبارک سے

باہر تشریف لاتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے آگے آگے چلا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی پشت مبارک کو فرشتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۲۲:۴۲۰)

ملائکہ کرام پیچھے پیچھے چلتے تھے

نا عَبَّاسٌ، نا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، نا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ نُبَيْحٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مَشَيْنَا قُدَّامَهُ، وَخَلَّيْنَا ظَهْرَهُ لِلْمَلَائِكَةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے تو ہم رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے چلتے تھے اور کریم آقا ﷺ کی پشت مبارک کو فرشتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔

(معجم ابن الأعرابي : أبو سعيد بن الأعرابي أحمد بن محمد بن زياد بن بشر بن درہم البصری الصوفی (۲:۸۷۹)

ملائکہ کرام کے پیچھے چلنے کی وجہ؟

(كَانَ اذا مَشى مَشى أَصْحَابه أَمَامه وَتركُوا ظهره للْمَلَائِكَة) لِأَن الْمَلَائِكَة يحرسونه من أعدائه.

ترجمہ

امام عبد الرؤف المناوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے ملائکہ کرام علیہم السلام اس لئے چلتے تھے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے مامور تھے۔

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر : زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف المناوی القاہری (۲:۲۵۸)

ابن ادرع رضی اللہ عنہ پہرہ دینے والے تھے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنِ ابْنِ الْأَدْرَعِ قَالَ: كُنْتُ أَحْرُسُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَخَرَجَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، قَالَ: فَرَآنِي، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَانْطَلَقْنَا، فَمَرَرْنَا عَلَى رَجُلٍ يُصَلِّي يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَسَى أَنْ يَكُونَ مُرَائِيًا: قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، يُصَلِّي يَجْهَرُ بِالْقُرْآنِ، قَالَ: فَرَفَضَ يَدِي، ثُمَّ قَالَ: إِنَّكُمْ لَنْ تَنَالُوا هَذَا الْأَمْرَ بِالْمُغَالَبَةِ: قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ ذَاتَ لَيْلَةٍ، وَأَنَا أَحْرُسُهُ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَمَرَرْنَا عَلَى رَجُلٍ يُصَلِّي بِالْقُرْآنِ، قَالَ: فَقُلْتُ: عَسَى أَنْ يَكُونَ مُرَائِيًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَلَّا إِنَّهُ أَوَّابٌ: قَالَ: فَنَظَرْتُ، فَإِذَا هُوَ عَبْدُ اللهِ ذُو الْبِجَادَيْنِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابن ادرع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار میں رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی چوکیداری کر رہا تھا، نبی کریم ﷺ اپنے کسی کام سے نکلے، تو مجھے دیکھ کر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ہم لوگ چل پڑے، راستے میں ایک آدمی پر گزر ہوا جو نماز میں بلند آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شاید یہ دکھاوے کے لئے ایسا کر رہا ہے، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ تو نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے؟ اس پر نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور فرمایا تم اس معاملے کو غالب گمان سے نہیں پا سکتے۔

ایک مرتبہ پھر میں اسی طرح چوکیداری کر رہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ساتھ لیکر روانہ ہوئے راستے میں پھر ہمارا گزر ایک آدمی پر ہوا جو بلند آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا میں نے اس مرتبہ پہل کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ شاید یہ دکھاوے کے لئے

قرآن کریم کی تلاوت کررہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قطعاً ایسا نہیں، بلکہ یہ تو بڑا رجوع کرنے والا ہے، میں نے معلوم کیا تو وہ حضرت سیدنا ذوالبجادین رضی اللہ عنہ تھے۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۳۱:۳۰۶))

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کیا کرتے تھے۔

پہرہ دار پریشان ہوگئے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ، أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِي مُوسَى، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْرُسُهُ أَصْحَابُهُ، فَقُمْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ، فَلَمْ أَرَهُ فِي مَنَامِهِ، فَأَخَذَنِي مَا قَدُمَ وَمَا حَدَثَ، فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ، فَإِذَا أَنَا بِمُعَاذٍ قَدْ لَقِيَ الَّذِي لَقِيتُ فَسَمِعْنَا صَوْتًا مِثْلَ هَزِيزِ الرَّحَا فَوَقَفَا عَلَى مَكَانِهِمَا، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الصَّوْتِ فَقَالَ: هَلْ تَدْرُونَ أَيْنَ كُنْتُ؟ وَفِيمَ كُنْتُ؟ أَتَانِي آتٍ مِنْ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، فَخَيَّرَنِي بَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ نِصْفُ أُمَّتِي الْجَنَّةَ، وَبَيْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ فَقَالَا: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يَجْعَلَنَا فِي شَفَاعَتِكَ فَقَالَ: أَنْتُمْ وَمَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا فِي شَفَاعَتِي.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ہاں پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میں رات کے وقت اٹھا تو رسول اللہ ﷺ کو اپنی خوابگاہ میں نہ پایا، مجھے طرح طرح کے خدشات اور وسوسے پیش آنے لگے، میں نبی کریم ﷺ کی تلاش میں نکلا تو حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوگئی، ان کی بھی وہی

کیفیت تھی جو میری تھی، ہم نے ایسی آواز سنی جو چکی کے چلنے سے پیدا ہوتی ہے، اور اپنی جگہ پر ٹھٹک کر رک گئے، اس آواز کی طرف سے نبی کریم ﷺ آرہے تھے، قریب آکر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کہاں تھا؟ اور میں کس حال میں تھا؟ میرے پاس میرے رب تعالیٰ کی طرف سے ایک آنے والا آیا تھا اور اس نے مجھے ان دو میں سے کسی ایک بات کا اختیار دیا کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو جائے یا مجھے شفاعت کا اختیار مل جائے تو میں نے شفاعت والے پہلو کو ترجیح دے دی۔ دونوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے کہ وہ آپ ﷺ کی شفاعت میں ہمیں بھی شامل کر دے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم بھی اور ہر وہ شخص بھی جو اس حال میں مرے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو میری شفاعت میں شامل ہے۔

(الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار : أبو بکر بن أبی شیبة، عبداللہ (۶:۳۲۰)

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۳۲:۳۹۴)

سفر میں کیسے حفاظت کرتے تھے؟

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ رَاشِدِ بْنِ دَاوُدَ الصَّنْعَانِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ رَوْحِ بْنِ زِنْبَاعٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ: فَقَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً أَصْحَابُهُ، وَكَانُوا إِذَا نَزَلُوا أَنْزَلُوهُ وَسَطَهُمْ فَفَزِعُوا، وَظَنُّوا أَنَّ اللهَ اخْتَارَ لَهُ أَصْحَابًا غَيْرَهُمْ، فَإِذَا هُمْ بِخَيَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَبَّرُوا حِينَ رَأَوْهُ وَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ أَشْفَقْنَا أَنْ يَكُونَ اللهُ اخْتَارَ لَكَ أَصْحَابًا غَيْرَنَا: فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا بَلْ أَنْتُمْ أَصْحَابِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِنَّ اللهَ أَيْقَظَنِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنِّي لَمْ أَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا رَسُولًا إِلَّا وَقَدْ سَأَلَنِي مَسْأَلَةً أَعْطَيْتُهَا إِيَّاهُ، فَسَلْ يَا مُحَمَّدُ تُعْطَ: فَقُلْتُ: مَسْأَلَتِي شَفَاعَةٌ لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمَا الشَّفَاعَةُ؟ قَالَ: أَقُولُ يَا رَبِّ شَفَاعَتِي الَّتِي اخْتَبَأْتُ عِنْدَكَ، فَيَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: نعم فَيُخْرِجُ رَبِّي بَقِيَّةَ أُمَّتِي مِنَ النَّارِ فَيَنْبِذُهُمْ فِي الْجَنَّةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم ﷺ نہ ملے، حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ معمول تھا کہ جب کسی جگہ پڑاؤ کرتے تھے تو نبی کریم ﷺ کو اپنے درمیان رکھتے تھے، لوگ گھبرا گئے اور یہ گمان کرنے لگے شاید اللہ تعالی نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہمارے علاوہ کچھ اور ساتھیوں کا انتخاب فرمالیا ہے، ابھی وہ انہی تفکرات میں غلطاں وپیچاں تھے کہ نبی کریم ﷺ آتے ہوئے دکھائی دیے، لوگوں نے خوشی سے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا، اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم تو ڈر ہی گئے تھے کہ کہیں اللہ تعالی نے ہمارے علاوہ کچھ اور ساتھیوں کا انتخاب فرمالیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسی بات نہیں ہے بلکہ تم دنیا وآخرت میں میرے ساتھی ہو، بات یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مجھے جگا کر فرمایا: اے حبیب ﷺ! میں نے جو بھی نبی یا رسول بھیجا اس نے ایک سوال کیا جو میں نے پورا کردیا، اس لئے اے حبیب ﷺ! آپ بھی مجھ سے مانگئے۔ آپ ﷺ کو بھی دیا جائے گا، میں نے عرض کیا کہ میری درخواست یہ ہے کہ قیامت کے دن میری امت کے حق میں مجھے شفاعت کی اجازت عطا فرما۔ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ! اس شفاعت کا ثمرہ کیا ہوگا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں بارگاہ خدا تعالی میں عرض کروں گا کہ پروردگار! میری وہ سفارش جو میں نے آپ کے پاس محفوظ کروائی تھی؟ اللہ تعالی فرمائے گا: ہاں۔ پھر اللہ تعالی میری بقیہ امت کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کردے گا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۳۷:۴۳۳)

کاش کوئی پہرہ دیتا

حَدَّثَنَا يَزِيدُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَامِرِ بْنِ

رَبِيعَةَ، يُحَدِّثُ :أَنَّ عَائِشَةَ، كَانَتْ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَهِيَ إِلَى جَنْبِهِ .قَالَتْ :قُلْتُ :مَا شَأْنُكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَتْ :فَقَالَ: لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَصْحَابِي يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ "قَالَتْ فَبَيْنَا أَنَا عَلَى ذَلِكَ إِذْ سَمِعْتُ صَوْتَ السِّلَاحِ، فَقَالَ:مَنْ هَذَا؟ "قَالَ :أَنَا سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ، فَقَالَ: "مَا جَاءَ بِكَ؟ "قَالَ :جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَتْ: فَسَمِعْتُ غَطِيطَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَوْمِهِ.

ترجمہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ رات کو جاگ رہے تھے، اور وہ نبی کریم ﷺ کے پہلو میں لیٹی ہوئی تھیں، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا بات ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کاش میرے ساتھیوں میں سے کوئی نیک آدمی آج پہرہ دیتا، ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ میں نے اسلحہ کے کھنکھنانے کی آواز سنی، نبی کریم ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں سعد بن مالک ہوں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیسے آنا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کی چوکیداری کے لئے آیا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے نیند کے دوران رسول اللہ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۴:۱۸۷۵)

چوتھا باب

جنہوں نے ظلم کیا تھا ان سے بدلہ لینے کے بیان میں

پہلی فصل

اہل طائف کا محاصرہ

مکہ والوں کے عناد اور سرکشی کو دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے طائف کے لوگوں کی طرف تبلیغ دین کی نیت سے سفر فرمایا۔ اس سفر میں رسول اللہ ﷺ کے غلام حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے، طائف میں بڑے بڑے امراء اور مالدار لوگ رہتے تھے، ان لوگوں میں عمرو کا خاندان تمام قبائل کا سردار شمار کیا جاتا تھا، یہ لوگ تین بھائی تھے، عبد یالیل، مسعود، حبیب۔ رسول اللہ ﷺ ان تینوں کے پاس تشریف لے گئے، اور اسلام کی دعوت دی، ان تینوں نے اسلام قبول نہیں کیا، بلکہ انتہائی بے ہودہ اور گستاخانہ جواب دیا، ان بدنصیبوں نے اسی پر ہی بس نہیں کیا بلکہ طائف کے شریر غنڈوں کو ابھار دیا کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ برا سلوک کریں، چنانچہ لچوں لفنگوں کا یہ شریر گروہ ہر طرف سے آپ ﷺ پر ٹوٹ پڑا اور یہ شرارتوں کے مجسمے آپ ﷺ پر پتھر برسانے لگے، یہاں تک کہ آپ ﷺ کے مبارک پاؤں زخموں سے لہولہان ہو گئے، اور آپ ﷺ کے نعلین اور موزے خون سے بھر گئے، جب آپ ﷺ زخموں سے بے تاب ہو کر بیٹھ جاتے تو یہ ظالم انتہائی بے دردی کے ساتھ آپ ﷺ کا بازو پکڑ کر اٹھاتے اور جب آپ ﷺ چلنے لگتے تو پھر آپ ﷺ پر پتھروں کی بارش کرتے۔ اور ساتھ ساتھ طعنہ زنی کرتے اور گالیاں دیتے، تالیاں بجاتے، ہنسی اڑاتے۔ حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ دوڑ دوڑ کر رسول اللہ ﷺ پر آنے والے پتھروں کو اپنے بدن پر لیتے تھے اور رسول اللہ ﷺ کو بچاتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی خون میں نہا گئے، اور زخموں سے نڈھال ہو کر بے قابو ہو گئے۔

ولما انصرف عليه السلام عن أهل الطائف ولم يجيبوه، مر في طريقه بعتبة وشيبة ابني ربيعة وهما في حائط لهما، فلما رأيا ما لقي تحركت له رحمهما، فبعثا له مع عداس النصراني غلامهما قطف عنب، فلما وضع صلى الله عليه وسلم يده في القطف قال: بسم الله، ثم أكل، فنظر عداس إلى وجهه ثم قال: والله إن هذا الكلام ما يقوله أهل هذه البلدة، فقال له صلى

اللہ علیہ وسلم:من ای البلاد أنت وما دینک؟ قال نصرانی من نینوی فقال لہ صلی اللہ علیہ وسلم من قریۃ الرجل الصالح یونس بن متی؟ قال:وما یدریک؟قال: ذاک اخی، وھو نبی مثلی:فأکب عداس علی یدیہ ورأسہ ورجلیہ یقبلھا وأسلم.

ترجمہ

یہاں تک کہ آپ ﷺ نے انگوروں کے ایک باغ میں پناہ لی۔یہ باغ مکہ کے ایک مشہور کافر عتبہ بن ربیعہ کا تھا۔رسول اللہ ﷺ کا یہ حال دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ اوراس کے بھائی شیبہ بن ربیعہ کو آپ ﷺ پر رحم آگیا اور کافر ہونے کے باوجود خاندانی حمیت نے جوش مارا۔چنانچہ ان دونوں کافروں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے باغ میں ٹھہرایا اوراپنے نصرانی غلام "عداس" کے ہاتھ سے آپ ﷺ کی خدمت میں انگور کا ایک خوشہ بھیجا۔رسول اللہ ﷺ نے بسم اللہ شریف پڑھ کرخوشہ کو ہاتھ لگایا تو عداس تعجب سے کہنے لگا:اس طرف کے لوگ تو یہ کلمہ نہیں بولا کرتے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:تم کس علاقے کے ہو؟اس نے کہا:میں نینوی کا رہنے والا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا:وہ حضرت یونس بن متی علیہ السلام کا شہر ہے،وہ میری طرح اللہ تعالی کے نبی تھے،یہ سن کرعداس رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور فوراً ہی آپ ﷺ کا کلمہ پڑھ کا مسلمان ہو گیا۔

(شرح الزرقانی: أبو عبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف بن أحمد الزرقانی المالکی(۲:۵۵)

اہل طائف کا ظلم اور رسول اللہ ﷺ کی رحمت

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ، قَالَ: لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ العَقَبَةِ،

إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلاَلٍ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلاَّ وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ، ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الأَخْشَبَيْنِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلاَبِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لاَ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

ترجمہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کیا جنگ احد کے دن سے بھی زیادہ سخت دن کوئی آپ ﷺ پر گزرا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں ۔اے عائشہ! وہ دن میرے لئے جنگ احد سے بھی زیادہ سخت تھا جب میں نے طائف میں وہاں کے ایک سردار عبد یالیل کو اسلام کی دعوت دی تو اس نے دعوت اسلام کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دیا، اوراہل طائف نے مجھ پر پتھراؤ کیا، میں اس رنج وغم میں سر جھکائے چلتا رہا، یہاں تک کہ مقام "قرن الثعالب" میں پہنچ کر میرے ہوش وحواس بجا ہوئے، وہاں پہنچ کر میں نے سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بدلی مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے، اس بادل میں سے حضرت جبریل امین علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی قوم کا قول اوران کا جواب سن لیا ہے اوراب آپ ﷺ کی خدمت میں پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہے تا کہ وہ آپ ﷺ کے حکم مبارک کی تعمیل کرے، رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے کہ پہاڑوں کا فرشتہ مجھے سلام کر کے عرض کرنے لگا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالی نے آپ ﷺ کی قوم کا قول اوران کا جواب سن

لیا ہے اور مجھے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ ﷺ جو مجھے حکم دیں میں اسے پورا کردوں اگر آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ میں اخشبین (ابو قبیس اور قیعقان) دونوں پہاڑوں کو ان کافروں پر الٹ دوں تو میں الٹ دیتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی ان کی نسلوں سے اپنے ایسے بندوں کو پیدا فرمائے گا جو صرف اللہ تعالی کی ہی عبادت کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۴:۱۱۵))

یہ تک رسول اللہ ﷺ نے طائف کا سفر دوبار فرمایا ایک بار تو جب کریم آقا ﷺ نے تبلیغ دین کے لئے سفر فرمایا اور وہاں دس دن قیام فرمارہے تب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ پر ظلم وستم کیا اور آپ ﷺ کے جسم اطہر سے خون بھی بہا یہاں تک کہ نعلین شریفین بھی تر ہو گئے۔

اور دوسرا سفر جو یادگار سفر ہے وہ آقا ﷺ نے ان کے ساتھ جہاد کی نیت کے ساتھ کیا اور وہاں چالیس دن تک ان کا محاصرہ کیے رکھا اور ان کے سارے بتوں کو توڑنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اور وہاں ہی رسول اللہ ﷺ نے منجنیق چلائی اور یہ اسلام میں پہلی بار ہوا کہ کسی پر منجنیق چلائی گئی تھی، اور ان کے باغات تک کاٹنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

پہلا سفر جس میں رسول اللہ ﷺ کو ایذا دی گئی وہ بیان کرنا اور یہ سفر بیان نہ کرنا ہمارے نزدیک دین دشمن اور لبرل لوگوں کو شبہ دینے والی بات ہے، اسی لئے تو وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تو بس معاف فرمانے والے تھے وہ کسی کو کچھ نہیں کہتے تھے۔ العیاذ باللہ من ذلک۔

یہ سفر بھی ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں گنجائش نہیں ہے ورنہ ہم یہاں تفصیلات نقل کرتے۔

جو ایک تیر مارے گا۔۔۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ، عَنْ أَبِي نَجِيحٍ السُّلَمِيِّ، قَالَ: حَاصَرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَصْرِ الطَّائِفِ قَالَ مُعَاذٌ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ بِقَصْرِ الطَّائِفِ بِحِصْنِ الطَّائِفِ كُلُّ ذٰلِكَ: فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَهُ دَرَجَةٌ وَسَاقَ الْحَدِيثَ، وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهِ مِنَ النَّارِ، وَأَيُّمَا امْرَأَةٍ أَعْتَقَتِ امْرَأَةً مُسْلِمَةً فَإِنَّ اللّٰهَ جَاعِلٌ وِقَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهَا مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابونجیح السلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ طائف کے قلعے کا محاصرہ کرلیا، میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ایک تیر مارا جنت میں اس کا ایک درجہ ہوگا، چنانچہ میں نے اس دن سولہ تیر پھینکے، اور میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پھینکے تو یہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں بوڑھا ہو جائے تو وہ بوڑھاپا قیامت کے دن اس کے لئے باعث نور ہوگا۔ اور جو شخص کوئی تیر پھینکے خواہ وہ نشانے پر لگے یا چوک جائے تو یہ ایسے ہے جیسے حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی غلام کو آزاد کرنا، جو شخص کسی مسلمان غلام کو آزاد کرائے اس کے ہر ہر عضو کے بدلے میں اس کے لئے جہنم سے آزادی کا پروانہ بن جائے گا، اور عورت کے آزاد کرانے کا بھی یہی حکم ہے۔

(سنن أبي داود : أبوداود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِستاني (۴:۲۹)

اہل طائف کے غلاموں کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کردیا

حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ مِقْسَمٍ، عَنِ ابْنِ

عَبَّاسٍ، قَالَ: أَعْتَقَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الطَّائِفِ، مَنْ خَرَجَ إِلَيْهِ مِنْ عَبِيدِ الْمُشْرِكِينَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے طائف کے محاصرے کے وقت یہ اعلان فرمایا کہ جو بھی غلام اہل طائف کا ہمارے پاس آ جائے گا ہم اسے آزاد کر دیں گے تو جتنے بھی غلام ان کے آئے رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیے تھے۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۳:۲۴۸))

چالیس دن طائف کا محاصرہ فرمایا

حَدَّثَنَا عَارِمٌ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: حَدَّثَنَا السُّمَيْطُ السَّدُوسِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: فَتَحْنَا مَكَّةَ ثُمَّ إِنَّا غَزَوْنَا حُنَيْنًا، فَجَاءَ الْمُشْرِكُونَ بِأَحْسَنِ صُفُوفٍ رُئِيَتْ أَوْ رَأَيْتَ فَصُفَّ الْخَيْلُ، ثُمَّ صُفَّتِ الْمُقَاتِلَةُ، ثُمَّ صُفَّتِ النِّسَاءُ مِنْ وَرَاءِ ذَلِكَ، ثُمَّ صُفَّتِ الْغَنَمُ، ثُمَّ صُفَّتِ النَّعَمُ، قَالَ: وَنَحْنُ بَشَرٌ كَثِيرٌ قَدْ بَلَغْنَا سِتَّةَ آلَافٍ، وَعَلَى مُجَنِّبَةِ خَيْلِنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَ: فَجَعَلَتْ خُيُولُنَا تَلُوذُ خَلْفَ ظُهُورِنَا، قَالَ: فَلَمْ نَلْبَثْ أَنْ انْكَشَفَتْ خَيْلُنَا وَفَرَّتِ الْأَعْرَابُ وَمَنْ تَعْلَمُ مِنَ النَّاسِ: قَالَ: فَنَادَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، يَا لَلْمُهَاجِرِينَ، ثُمَّ قَالَ: يَا لَلْأَنْصَارِ، يَا لَلْأَنْصَارِ، قَالَ أَنَسٌ: هَذَا حَدِيثُ عِمِّيَّةٍ، قَالَ: قُلْنَا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَيْمُ اللهِ مَا أَتَيْنَاهُمْ حَتَّى هَزَمَهُمُ اللهُ، قَالَ: فَقَبَضْنَا ذَلِكَ الْمَالَ، قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الطَّائِفِ، فَحَاصَرْنَاهُمْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً، ثُمَّ

رَجَعْنَا إِلَى مَكَّةَ، قَالَ: فَنَزَلْنَا، فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يعطى الرَّجُلَ الْمِائَةَ، وَيُعْطِى الرَّجُلَ الْمِائَةَ، قَالَ: فَتَحَدَّثَتِ الْأَنْصَارُ بَيْنَهَا، أَمَّا مَنْ قَاتَلَهُ فَيُعْطِيهِ، وَأَمَّا مَنْ لَمْ يُقَاتِلْهُ فَلَا يُعْطِيهِ قَالَ: فَرُفِعَ الْحَدِيثُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ أَمَرَ بِسَرَاةِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ أَنْ يَدْخُلُوا عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: لَا يَدْخُلُ عَلَيَّ إِلَّا أَنْصَارِيٌّ أَوِ الْأَنْصَارُ قَالَ: فَدَخَلْنَا الْقُبَّةَ حَتَّى مَلَأْنَا الْقُبَّةَ، قَالَ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَوْ كَمَا قَالَ: مَا حَدِيثٌ أَتَانِي؟ قَالُوا: مَا أَتَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: مَا حَدِيثٌ أَتَانِي؟ ، قَالُوا: مَا أَتَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ، وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللهِ حَتَّى تَدْخُلُوا بُيُوتَكُمْ؟ ، قَالُوا: رَضِينَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَخَذَ النَّاسُ شِعْبًا، وَأَخَذَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا، لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ قَالُوا: رَضِينَا يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: فَارْضَوْا أَوْ كَمَا قَالَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مکہ مکرمہ فتح کرلیا پھر ہم نے حنین کا جہاد کیا، مشرکین اچھی صف بندی کر کے آئے جو میں نے دیکھی، پہلے گھڑسواروں نے صفیں باندھیں پھر پیدل لڑنے والوں نے، اس کے پیچھے عورتوں نے صف بندی کی، پھر بکریوں کی صف باندھی گئی، پھر اونٹوں کی صف بندی کی گئی، ہم بہت لوگ تھے ہماری تعداد چھ ہزار کو پہنچ گئی تھی، ایک جانب کے سواروں پر حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سالار تھے ، پس ہمارے سوار ہماری پشتوں کے پیچھے پناہ گزیں ہونا شروع ہوئے اور زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ ہمارے گھوڑے ننگے ہوئے اور دیہاتی بھاگ گئے ا، روہ لوگ جن کو ہم جانتے ہیں تو رسول اللہ

ﷺ نے پکارا! اے مہاجرین! اے مہاجرین! پھر فرمایا: اے انصار! اے انصار! ہم نے عرض کیا: لبیک یارسول اللہ ﷺ! پھر آپ ﷺ آگے بڑھے، پس اللہ تعالی کی قسم! کہ ہم پہنچ بھی نہ پائے تھے کہ اللہ تعالی نے ان کو شکست دے دی، پھر ہم نے وہ مال قبضے میں لے لیا، پھر ہم طائف کی طرف چلے، ہم نے اس کا چالیس روز محاصرہ کیا، پھر ہم مکہ کی طرف لوٹے اور اترے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک کو سو سو اونٹ دینا شروع فرمادیے، یہ دیکھ کر انصار آپس میں باتیں کرنے لگے کہ نبی کریم ﷺ انہیں لوگوں کو عطا فرمارہے ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ قتال کیا تھا، جنہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ قتال نہیں کیا ان کو کچھ بھی عطا نہیں فرمارہے، جب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے ان کو ایک خیمہ میں جمع کر کے فرمایا: اے انصار کی جماعت! مجھے تمھاری طرف سے کیا بات پہنچی ہے! وہ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ آپ کو کیا بات معلوم ہوئی ہے؟ دوبارہ یہی بات ہوئی پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے جماعت انصار کیا تم خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں دنیا کا مال لے جائیں اور تم لوگ محمد ﷺ کو گھیرے ہوئے اپنے گھروں کو جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم خوش ہیں، تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر لوگ ایک وادی میں چلیں اور انصار ایک گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا، وہ کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: خوش رہو۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (۲۰: ۵۷)

اہل طائف پر سب سے پہلا تیر چلانے والے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَاصِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَأَبَا بَكْرَةَ، وَكَانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ فِي أُنَاسٍ فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَا: سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ

فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ.

ترجمہ

ابوعثمان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اللہ تعالی کی راہ میں تیراندازی کی تھی، اور حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ یہ وہ صاحب ہیں جو چند دیگر افراد کے ہمراہ طائف کے قلعہ کی دیوار کو پھلانگ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آ گئے تھے۔ الی آخرہ۔

(صحیح البخاری : محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ البخاری الجعفی (۱۵۶:۵)

صرف یہی بیان کرنا کہ رسول اللہ ﷺ کو انہوں نے پتھر مارے اور یہ نہ بیان کرنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں یہ اعلان بھی کیا تھا کہ جو ان پر ایک تیر پھینکے گا اس کے لئے جنت میں ایک درجہ ہوگا۔ سراسر ناانصافی ہے۔

دوسری فصل

میثاق مدینہ

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو یہاں انصار کے علاوہ بہت سے یہودی بھی آباد تھے، ان یہودیوں کے تین قبیلے تھے، بنوقینقاع، بنونظیر اور بنوقریظہ۔ یہ تینوں مدینہ منورہ کے اطراف میں آباد تھے اور نہایت مضبوط محلات اور مستحکم قلعے بنا کر رہتے تھے۔ ہجرت سے پہلے یہودیوں اور انصار میں ہمیشہ اختلاف رہتا تھا، اور وہ اختلاف اب بھی موجود تھا اور انصار کے دونوں قبیلے اوس اور خزرج بہت کمزور ہو چکے تھے کیونکہ مشہور لڑائی جنگ بعاث میں ان دونوں قبیلوں کے بڑے بڑے سردار اور نامور بہادر آپس میں لڑ لڑ کر قتل ہو چکے تھے اور یہودی ہمیشہ اس قسم کی تدبیروں اور شرارتوں میں لگے رہتے تھے کہ انصار کے دونوں قبائل ہمیشہ ٹکراتے رہیں اور کبھی بھی متحد نہ ہونے پائیں۔ ان وجوہات کی بناء پر رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں اور مسلمانوں کے آئندہ تعلقات کے بارے میں ایک معاہدہ کی ضرورت محسوس فرمائی تاکہ دونوں فریق امن وسکون کے ساتھ رہیں اور آپس میں کوئی تصادم اور ٹکراؤ نہ ہونے پائے، چنانچہ آپ ﷺ نے انصار اور یہود کو بلا کر معاہدہ کی ایک دستاویز لکھوائی جس پر دونوں فریقوں کے دستخط ہو گئے۔

اس معاہدہ کی دفعات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) خون بہا (جان کے بدلے میں جو مال دیا جاتا ہے) اور فدیہ (قیدی کو چھڑانے کے بدلے میں جو رقم دی جاتی ہے) کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تھا اب بھی قائم رہے گا۔

(۲) یہودیوں کو مذہبی آزادی حاصل رہے گی ان کے مذہبی رسوم میں کوئی دخل اندازی نہیں کی جائے گی۔

(۳) یہودی اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

(۴) یہودی یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

(۵) اگر مدینہ منورہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونوں فریق مل کر حملہ آور کا مقابلہ کریں گے۔

(۶) کوئی فریق قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دے گا۔

(۷) کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا تو دوسرا فریق بھی اس مصالحت میں شامل ہوگا لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ رہے گی۔

(سیرت ابن ہشام (۴:۱ ۵۰)

غزوہ بنو قینقاع

مدینہ منورہ کے یہودی مسلمانوں کے معاہد تھے، دل ہی دل میں اسلام کی ترقی سے بہت زیادہ حسد کرتے تھے، رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے سبب ان کا وہ اثر اور اقتدار زائل ہو رہا تھا جو انہیں مدینہ منورہ کے عربوں میں اپنے علمی اور مالی تفوق کے باعث حاصل تھا، یہ لوگ مدینہ منورہ کے مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے میں کوشاں رہتے تھے، عبداللہ بن ابی جو بظاہر مسلمان ہو گیا تھا لیکن دل میں رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کے ساتھ بغض رکھتا تھا ان کی سازشوں میں در پردہ شریک رہتا تھا، اس کے لئے وہ جنگ بعاث کی یاد تازہ کرا کے اوس اور خزرج کو دوبارہ لڑانے کی کوشش میں رہتے تھے جو اسلام قبول کرنے کے سبب متحد ہو چکے تھے، غزوہ بدر کے بعد یہود بنی قینقاع کی شرارتیں تیز تر ہو گئیں۔

یہودی کمینگی کی حد پار کر گئے

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَذَكَرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ كَانَ مِنْ أَمْرِ بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْعَرَبِ قَدِمَتْ بِجَلَبٍ لَهَا، فَبَاعَتْهُ بِسُوقِ بَنِي قَيْنُقَاعَ وَجَلَسَتْ إِلَى صَائِغٍ بِهَا، فَجَعَلُوا يُرِيدُونَهَا عَلَى كَشْفِ وَجْهِهَا، فَأَبَتْ فَعَمِدَ الصَّائِغُ إِلَى طَرَفِ ثَوْبِهَا فَعَقَدَهُ إِلَى ظَهْرِهَا، فَلَمَّا قَامَتْ انْكَشَفَتْ سَوْءَتُهَا، فَضَحِكُوا بِهَا، فَصَاحَتْ فَوَثَبَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الصَّائِغِ فَقَتَلَهُ وَكَانَ يَهُودِيًّا، وَشَدَّتْ الْيَهُودُ عَلَى الْمُسْلِمِ فَقَتَلُوهُ

فَاسْتَصْرَخَ أَهْلُ الْمُسْلِمِ الْمُسْلِمِينَ عَلَى الْيَهُودِ، فَغَضِبَ الْمُسْلِمُونَ فَوَقَعَ الشَّرُّ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ بَنِي قَيْنُقَاعَ.

ترجمہ

ابوعون کہتے ہیں کہ ہوا یہ کہ ایک نواحی بستی کی مسلم خاتون اپنی کچھ چیزیں فروخت کرنے کے لئے بنوقینقاع کے بازار میں آئی اس نے اپنا سامان بیچا اور ایک زرگر کی دکان پر آکر بیٹھ گئی شاید اس سے کوئی چیز زیور خریدنا چاہتی تھی۔ باتوں باتوں میں ان بدطینت یہودیوں نے بڑی کوشش کی کہ وہ اپنے چہرے سے نقاب الٹ دے لیکن وہ اس میں ناکام رہے، اس اثنا میں انہیں ایک شرارت سوجھی، ان میں سے ایک یہودی چپکے سے اٹھا اور خاتون کی پشت کی طرف چلا گیا، اس کی تہہ بند کا ایک گوشہ لیا اور ایک کانٹے سے اس کی قمیص کی پشت سے ٹانک دیا، یہ حرکت اس نے ایسی ہوشیاری سے کی کہ اس خاتون کو کوئی پتہ نہیں چلا۔ جب وہ اٹھیں تو ان کا ستر ننگا ہو گیا، یہ دیکھ کر کمینے یہودی قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے، اس خاتون نے بلند آواز سے فریاد کی ایک مسلمان جو کہ پاس سے ہی گزر رہا تھا اس نے اپنی اسلامی بہن کی فریاد سنی۔ دوڑا ہوا وہاں پہنچا اور فوراً سے پہلے اس یہودی کو قتل کر دیا، اس بازار میں سارے یہودی جمع ہو گئے انہوں نے اس غیور مسلمان کو شہید کر دیا۔

(انارۃ الدجی فی مغازی خیر الوری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : حسن بن محمد المشاط المالکی:۲۱۹)

یہ ایسا واقعہ نہ تھا کہ مسلمان اس پر خاموشی اختیار کر لیتے۔ اب تو یہودیوں نے ان کی عصمت شعار بہن کو برہنہ کر کے ان کی غیرت کو للکارا تھا۔ امن وسلامتی اچھی چیز ہے لیکن اپنی غیرت کی قیمت ادا کر کے امن وسلامتی حاصل کرنا اسلامی مزاج سے کوئی مطابقت نہیں رکھتا۔

اس بلوے کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ یہودیوں کے پاس تشریف لائے اور انہیں شرارتوں سے باز رہنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالی سے ڈرو کہیں ایسا نہ ہو کہ قریش بدر کی طرح تم پر بھی خدا تعالی کا عذاب نازل ہو۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ وہ

قریش تھے جو مسلمانوں سے شکست کھا گئے ہم سے پالا پڑا تو ہم بتادیں گے کہ لڑائی کسے کہتے ہیں ۔بنوقینقاع کے یہودیوں کو معاہدہ یاد دلایا گیا تو انہوں نے کہا ہم اس معاہدے کے پابند نہیں جو دل میں آئے کرو۔ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے آئے اور مسلمانوں کو بنوقینقاع سے لڑنے کا حکم دیا۔ بنوقینقاع اپنے قلعوں اور محلوں میں محصور ہو کر بیٹھ گئے ،پندرہ دن تک محاصرہ جاری رہا آخر انہوں نے پیغام بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے متعلق جو بھی فیصلہ کریں ہمیں منظور ہے ،تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو شہر چھوڑ کر جلاوطن ہونے کی سزا دی۔ بنوقینقاع یہودی جن میں تین سو زرہ پوش تھے مدینہ منورہ سے نکل کر شام کے علاقہ اذرعات میں آباد ہو گئے ۔یہ مہم جنگ بدر سے ایک ماہ بعد شوال المکرم ۲ ہجری میں پیش آئی۔

(السیرۃ النبویۃ علی ضوء القرآن والسنۃ : محمد بن محمد بن سویلم أبو شہبۃ (۲:۹۵۳)

غزوہ بنو نضیر

یہودیوں کا دوسرا قبیلہ بنونضیر تھا ان سے بھی رسول اللہ ﷺ نے معاہدہ کیا تھا، انہوں نے بھی مدینہ منورہ میں شرارتیں تیز کر دی تھیں، وہ ایک طرف قریش سے دوسری طرف مدینہ منورہ کے منافقین سے جن کا سرکردہ عبداللہ بن ابی تھا خفیہ ساز باز رکھتے تھے، رسول اللہ ﷺ کو شہید کر دینے کی تدبیریں سوچتے رہتے تھے۔ ایک دن رسول اللہ ﷺ ایک خون بہا کے سلسلے میں بات چیت کرنے کے لئے ان کے محلے میں تشریف لے گئے ،یہود نے رسول اللہ ﷺ کو باتوں میں لگا کر ایک شخص عمرو جحاش کو چھت پر چڑھایا، کہ وہ وہاں سے رسول اللہ ﷺ پر بھاری پتھر پھینک دے ،رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالی نے اطلاع دے دی اور کریم نبی ﷺ وہاں سے واپس تشریف لے آئے ،بنونضیر نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ تیس آدمی لیکر ہمارے ہاں آجائیں ،ہم بھی اپنے احبار یعنی مذہبی عالم لیکر آجاتے ہیں ؛ اگر ہمارے احبار نے آپ ﷺ کا کلام سن کر آپ ﷺ کے نبی ہونے کی تصدیق کر دی تو ہم بھی مسلمان ہو جائیں گے ، رسول اللہ ﷺ نے

کہلا بھیجا کہ پہلے تم بھی اپنے بھائیوں بنوقریظہ کی طرح ہمارے ساتھ نیا معاہدہ طے کرلو پھر تمھاری اس تجویز پر عمل کریں گے، لیکن بنونضیر معاہدہ پر رضامند نہ ہوئے۔ ایک دفعہ پھر انہوں نے دعوکہ سے بلاکر رسول اللہ ﷺ کو شہید کرنے کی تیاری کرلی لیکن اس بار بھی رسول اللہ ﷺ کی فراست نے ان کے پلید ارادوں کو زک دی۔

اس کے بعد بنونضیر کھلم کھلا سرکش ہوگئے، عبداللہ بن ابی اندر ہی اندر شہہ دے رہا تھا کہ تم مسلمانوں کے ساتھ لڑو گے تو بنوقریظہ کے یہودی بھی تمھاری مدد کریں گے، اور میں بھی دوہزار آدمی لیکر تمھاری کمک کے لئے آؤں گا، بنونضیر بڑے مستحکم قلعوں کے مالک تھے، اس لئے وہ قلعہ بند ہوکر مسلمانوں سے لڑنے لگے، رسول اللہ ﷺ نے ان قلعوں کا محاصرہ کرلیا، اور ان کے نخلستانوں سے کھجوروں کے کچھ تنے کٹوادیئے، پندرہ دن کے محاصرے کے بعد بنونضیر اس بات پر آمادہ ہوگئے کہ وہ مدینہ منورہ سے باہر نکل جائیں گے، انہیں اپنا مال اور سامان اونٹوں پر لاد کرلے جانے کی اجازت دے دی گئی۔

بنونضیر کا اخراج ربیع الاول ۴ ہجری میں واقع ہوا۔

(السیرۃ النبویۃ والدعوۃ فی العہد المدنی : أحمد أحمد غلوش (۳۱۱)

غزوہ خیبر

بنونضیر کے یہودیوں کو جب کفار قریش کے ساتھ ساز باز رکھنے کی وجہ سے مدینہ منورہ سے نکالا گیا تو یہ لوگ خیبر میں آکر اپنے یہودیوں کے ساتھ آباد ہوگئے۔ یہ خیبر مدینہ منورہ سے دوسو میل کے فاصلے پر واقع ہے، خیبر کے یہودیوں نے مسلمانوں سے بدلہ لینے کی نیت سے قریش مکہ اور قبائل عرب سے ساز باز کی، جس کے نتیجے میں غزوہ خندق واقع ہوا، خیبر کے یہودی مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے ارادہ سے مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے اور اپنی پوری قوت کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ بلکہ غزوہ خندق کے سب سے بڑے محرک ہی یہی خیبر کے یہودی تھے۔

خیبر کی وادی بھی مدینہ منورہ کی طرح کھجوروں کے باغات کی بستی تھی جہاں یہودیوں نے متعدد سنگین حصار قائم کر رکھے تھے، یہ لوگ ہر وقت اسی فکر میں مبتلاء رہتے تھے کہ اپنے حلیف قبیلوں کو بھڑکا کر ایک دفعہ پھر مدینہ منورہ پر حملہ کردیں اور مسلمانوں کو وہاں سے نکال کر قابض ہوجائیں، اس مقصد میں ان کے پرانے حلیف یعنی قبیلہ غطفان کے عرب لوگ ان کے شامل حال تھے۔ مسلمانوں کو ان کی طرف سے ہر لحظہ حملے کا خطرہ درپیش رہتا تھا، یہود خیبر اور بنو غطفان کی جنگی تیاریوں کی اطلاع پاکر رسول اللہ ﷺ نے بنو غطفان کے ایک قبیلہ بنو فرازہ کے پاس اپنے ایلچی بھیجے، اوران کے سامنے یہ پیشکش رکھی کہ اگر خیبر کو فتح کرنے میں بنو فرازہ مسلمانوں کا ساتھ دیں تو مسلمان انہیں بھی خیبر کے محاصل میں شریک بنالیں گے، بنو فرازہ نے یہ پیشکش مسترد کردی کیونکہ یہودی بنو غطفان کو خیبر کی نصف پیداوار دینے کالالچ دے چکے تھے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو تیس آدمیوں کے ہمراہ دریافت احوال کے لئے خیبر بھیجا، عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے یہودیوں کے سردار اسیر بن زرام سے کہا اگر تم اطاعت قبول کرلو تو رسول اللہ ﷺ تمہیں یہودیوں کا رئیس اعظم مان لیں گے، اسیر یہودی تیس یہودی لے کر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ ہوا۔ لیکن بدگمانی کا یہ عالم تھا کہ یہ جماعت دو دو ہوکر چلی ہر دو میں ایک یہودی اور ایک مسلمان تھا۔ راستے میں مسلمان اور یہودی لڑ پڑے اور مسلمانوں نے یہودیوں کو قتل کردیا صرف ایک یہودی بچ سکا۔

(فقہ السیرۃ : محمد الغزالی السقا:۳۴۷)

خیبر پر لشکر کشی

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی طرف لشکر کشی کا ارادہ فرمایا تو حکم دیا کہ اس مہم میں صرف وہی جائے گا جو جہاد کے لئے رغبت رکھتے ہوں، رسول اللہ ﷺ محرم ۷ ہجری میں سباع بن عرفطہ غفاری رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ کا حاکم بنا کر خیبر کی جانب دو سو سوار اور چودہ سو پیدل سپاہ کے ساتھ روانہ ہوئے، یہ پہلی مہم تھی کہ جس میں اسلامی لشکر کو تین علم دیئے گئے۔ علم نبوی ﷺ کے

حامل حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ تھے۔

اس لشکر نے رجیع کے مقام پر جو خیبر اور غطفان کے درمیان واقع ہے پڑاؤ ڈالا اور وہاں سے خیبر پر چڑھائی کی۔ رسول اللہ ﷺ نے لشکر اسلام کے سامنے وعظ فرمایا اور انہیں قتال پر ابھارا، مسلمانوں نے قلعوں پر دھاوا بول دیا یہ قلعے یکے بعد دیگرے سرہونے لگے۔ قلعہ قموص کا سردار مرحب نامی ایک پہلوان تھا۔ اس قلعے پر کئی دن تک متواتر مہمیں بھیجی گئیں جو فتح نا پاسکیں۔

فَقَالَ رَسُولُ اللہ صلی اللہ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَأُعْطِيَنَّهَا غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ، وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ .

ترجمہ

ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا کہ کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر فتح مقدر ہو چکی ہے اور وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالی اور اس کا رسول ﷺ اس سے محبت فرماتے ہیں۔

(دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب الشریعۃ : احمد بن الحسین الخُسرَوجردی الخراسانی، ابوبکر البیہقی (۴:۲۱۱)

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رات بھر یہی تمنا لئے بے چین رہے کہ صبح ان کو یہ اعزاز حاصل ہو اگلے دن رسول اللہ ﷺ نے پکار کر فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں ؟ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے ان کی آنکھیں آئی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دہن مبارک کا لعاب لگایا اور جھنڈا مولا علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اس قلعہ کی طرف بڑھے، ادھر سے مرحب رجزیہ شعر پڑھتا ہوا باہر نکلا

قد علمت خیبر انی مرحب ...شاکی السلاح بطل مجرّب

خیبر اچھی طرح جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیاروں سے کھیلنے والا تجربہ کار دلاور۔

ادھر سے مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنا تعارف یوں کروایا

انا الذی سمتنی امی حیدرة ... کلیث غابات کریه المنظرة

ترجمہ

میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے شیر رکھا ہے میں جنگل کے شیر کی طرح ڈراؤنی صورت رکھتا ہوں۔

مرحب اور حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ ہوئی، حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ باڑھ سر کو چیرتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی، مرحب گر پڑا مسلمانوں نے عام ہلہ بول کر قلعہ سر کر لیا، اس قلعہ کو سر ہوتے ہوئے بیس دن لگ گئے، ان معرکوں میں ترانوے یہودی ہلاک ہو گئے اور پندرہ مسلمان شہید ہوئے، یہودیوں نے ہار مان لی اور خیبر کی پیداوار کا نصف حصہ مسلمانوں کو بطور خراج دینا منظور کر لیا۔

(الدرر فی اختصار المغازی والسیر: النمری، الحافظ یوسف بن البر (۱:۲۰۰)

غزوہ بنو قریظہ

یہ تیسرا قبیلہ تھا یہودیوں کا جو اسلام دشمنی میں کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا اور تھے انتہائی بد باطن اور انتہاء درجے کے ذلیل۔ اور یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کی گستاخیاں کرنے لگے تھے۔

چونکہ انہوں نے خندق کے موقع پر غداری کی تھی، معاہدہ کی خلاف ورزی کی تھی کہ انہوں نے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا دینا تھا مگر مشرکین کی حمایت میں نکل کھڑے ہوئے، ادھر رسول اللہ ﷺ خندق کے مقام پر کفار و مشرکین کے ساتھ نبرد آزما تھے کہ یہودیوں نے مدینہ منورہ میں ایک قلعہ میں موجود خواتین اسلام اور بچوں پر حملہ کرنے کی کوشش کی یہ تو حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی بروقت کاروائی سے یہودیوں کو پسپا ہونا پڑا۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی بہادری

" وَذَكَرَ حَدِيثَ حَسَّانَ حِينَ جُعِلَ فِي الْآطَامِ مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ وَمَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ مَعَنَا فِيهِ مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ قَالَتْ صَفِيَّةُ فَمَرَّ بِنَا رَجُلٌ مِنْ يَهُودَ فَجَعَلَ يُطِيفُ بِالْحِصْنِ وَقَدْ حَارَبَتْ بَنُو قُرَيْظَةَ، وَقَطَعَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ أَحَدٌ يَدْفَعُ عَنَّا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ فِي نُحُورِ عَدُوِّهِمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَنْصَرِفُوا عَنْهُمْ إِلَيْنَا إِنْ أَتَانَا آتٍ قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا حَسَّانُ إِنَّ هَذَا الْيَهُودِيَّ كَمَا تَرَى يُطِيفُ بِالْحِصْنِ وَإِنِّي وَاللهِ مَا آمَنُهُ أَنْ يَدُلَّ عَلَى عَوْرَتِنَا مَنْ وَرَاءَنَا مِنْ يَهُودَ وَقَدْ شُغِلَ عَنَّا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَانْزِلْ إِلَيْهِ فَاقْتُلْهُ قَالَ يَغْفِرُ اللهُ لَکِ يَا ابْنَةَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَاللهِ لَقَدْ عَرَفْتِ مَا أَنَا بِصَاحِبِ هَذَا: قَالَتْ فَلَمَّا قَالَ لِي ذَلِکَ وَلَمْ أَرَ عِنْدَهُ شَيْئًا، احْتَجَزْتُ ثُمَّ أَخَذْتُ عَمُودًا، ثُمَّ نَزَلْتُ مِنَ الْحِصْنِ إِلَيْهِ فَضَرَبْتُه بالعمود حتّٰى قتلته: قَالَتْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهُ رَجَعْتُ إِلَى الْحِصْنِ فَقُلْتُ: يَا حَسَّانُ انْزِلْ إِلَيْهِ فَاسْلُبْهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي مِنْ سَلَبِهِ إِلَّا أَنَّهُ رَجُلٌ قَالَ مَا لِي بِسَلَبِهِ مِنْ حَاجَةٍ يَا ابْنَةَ عبد المطلب.

فقلت :يا حسان اسلبه، فإنه لم يمنعني من سلبه، إلا انه رجل قال ما لي بسلبه من حاجة، فقلت :خذ الراس وارم به إلى اليهود، قال :ما ذاک في، قالت :فاخذت الراس فرميت به على اليهود، فقالوا :قد علمنا أن محمدًا لم يترک أهله خلوا ليس معهم أحد فتفرقوا.

ترجمہ

یہودیوں کی پانچ پانچ دس دس آدمیوں کی ٹولیوں نے اس اثناء میں ان قلعوں کے اردگرد چکر لگانے شروع کر دیئے، جہاں مسلم خواتین اور بچے ٹھہرے ہوئے تھے، کیونکہ یہودیوں کے قبیلہ بنو قریظہ نے ہی سب سے پہلے معاہدہ کو توڑا اور جنگ میں حصہ لیا، رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی جان حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک یہودی کو مشکوک حالت میں قلعہ کے گرد گھومتے ہوئے دیکھا۔ میں نے حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ اس یہودی کو بار بار ادھر آتا ہوا دیکھ رہے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ یہ دوسروں کو جا کر بتائے گا کہ خواتین اور بچوں پر کوئی پہرہ دار مقرر نہیں ہے کہیں دوسرے بھی اس کے ساتھ آ کر ہم پر حملہ نہ کر دیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو دشمنوں کے خلاف صف آرا ہیں، بہتر ہے کہ آپ نیچے اتریں اور اس کا کام تمام کر دیں۔ حضرت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: اے عبدالمطلب کی شہزادی! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے! خدا تعالیٰ کی قسم! آپ جانتی ہیں کہ یہ کام میرے بس میں نہیں ہے۔

ان کا جواب سنا تو میں نے اپنا کمر بند کس لیا۔ ایک شہتیر پڑا ہوا تھا، اسے اٹھا لیا اور نیچے اتر آئی، جب وہ یہودی میرے پاس سے گزرا تو میں نے وہ شہتیر اس کے سر میں دے مارا اسی وقت اس کی جان نکل گئی۔ اس سے فارغ ہو کر میں آئی اور حضرت سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ میں نے اس کا کام تمام کر دیا ہے، اگر وہ مرد نہ ہوتا تو میں اسکا لباس اتار لیتی، آپ جائیں اور اس کا لباس اتار کر لے آئیں، انہوں نے کہا: مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کہا چلو جا کر اس کا سر ہی کاٹ کر یہودیوں کی طرف پھینک دو، انہوں نے یہ کرنے سے بھی انکار کر دیا، میں خود گئی اور جا کر اس کا سر کاٹ کر یہودیوں کی بستی کی طرف پھینک دیا گیا، جب یہودیوں نے اپنے عزیز کا کٹا ہوا سر دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ واقعی اس قلعہ میں بہت سے مجاہدین موجود ہیں۔ اگر کسی نے ان پر حملہ کرنے کی کوشش بھی کی تو اس کا یہی حال ہوگا، بس اس

کے بعد کوئی بھی یہودی ہمارے قلعے کی طرف نہیں آیا۔

(شرح الزرقانی أبو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن أحمد الزرقانی المالکی (۳:۴۷)

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: عبد الملک بن ہشام بن أیوب الحمیری المعافری، أبو محمد، جمال الدین (۲:۲۲۸)

بنوقریظہ پرلشکرکشی

اہل اسلام ابھی غزوہ خندق سے واپس آئے ہی تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ابھی اپنے ہتھیار نہ اتاریں کیونکہ بنوقریظہ کو ان کی غداری کی سزا دینا ابھی باقی ہے، مسلمان ان کے قلعوں کے قریب پہنچے تو وہ بھی لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے، بنونضیر کا رئیس حی ابن اخطب نے انہیں غداری اور عہد شکنی پر آمادہ کیا تھا۔ اہل اسلام نے بنوقریظہ کے قلعوں کا محاصرہ کرلیا۔

بنوقریظہ کی روانگی کا منظر

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ كَامِلٍ الْقَاضِي، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ حَمَّادٍ الْبَرْبَرِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْمُسَيَّبِيُّ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نَافِعٍ، ثنا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ أَخِيهِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا فَسَلَّمَ عَلَيْنَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ، وَنَحْنُ فِي الْبَيْتِ، فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا فَقُمْتُ فِي أَثَرِهِ، فَإِذَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ، فَقَالَ: هَذَا جِبْرِيلُ يَأْمُرُنِي أَنْ أَذْهَبَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ، فَقَالَ: قَدْ وَضَعْتُمُ السِّلَاحَ لَكِنَّا لَمْ نَضَعْ قَدْ طَلَبْنَا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى بَلَغْنَا حَمْرَاءَ الْأَسَدِ، وَذَلِكَ حِينَ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا، فَقَالَ

لِأَصْحَابِهِ :عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تُصَلُّوا صَلَاةَ الْعَصْرِ حَتَّى تَأْتُوا بَنِي قُرَيْظَةَ فَغَرَبَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَأْتُوهُمْ، فَقَالَتْ طَائِفَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ :إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُرِدْ أَنْ يَدَعُوا الصَّلَاةَ فَصَلُّوا، وَقَالَتْ طَائِفَةٌ :إِنَّا لَفِي عَزِيمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا عَلَيْنَا مِنْ إِثْمٍ، فَصَلَّتْ طَائِفَةٌ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، وَتَرَكَتْ طَائِفَةٌ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا وَلَمْ يَعِبِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا مِنَ الْفَرِيقَيْنِ، وَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِمَجَالِسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ قُرَيْظَةَ، فَقَالَ :هَلْ مَرَّ بِكُمْ مِنْ أَحَدٍ؟ قَالُوا :مَرَّ عَلَيْنَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ عَلَى بَغْلَةٍ شَهْبَاءَ تَحْتَهُ قَطِيفَةُ دِيبَاجٍ، قَالَ :لَيْسَ ذَلِكَ بِدِحْيَةَ وَلَكِنَّهُ جِبْرِيلُ أُرْسِلَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ لِيُزَلْزِلَهُمْ وَيَقْذِفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ ، فَحَاصَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَسْتَتِرُوا بِالْحَجَفِ حَتَّى يُسْمِعَهُمْ كَلَامَهُ، فَنَادَاهُمْ :يَا إِخْوَةَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ قَالُوا :يَا أَبَا الْقَاسِمِ، لَمْ تَكُ فَحَّاشًا، فَحَاصَرَهُمْ حَتَّى نَزَلُوا عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، وَكَانُوا حُلَفَاءَهُ فَحَكَمَ فِيهِمْ أَنْ يُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ وَنِسَاؤُهُمْ هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ .فَإِنَّهُمَا قَدِ احْتَجَّا بِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ فِي الشَّوَاهِدِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ .

ترجمہ

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تھے، ہمارے گھر والوں میں سے کسی نے سلام کیا، ہم بھی اس وقت گھر میں تھے ،رسول اللہ ﷺ گھبرا کر اٹھے، میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے آئی ،تو وہ حضرت سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے،

آپ ﷺ نے فرمایا: یہ حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں اور مجھے بنوقریظہ کی طرف روانگی کا کہہ رہے ہیں، اور کہہ رہے ہیں کہ آپ نے ہتھیار اتار دیئے ہیں لیکن ہم نے ابھی تک نہیں اتارے ،ہم مشرکین کا پیچھا کرتے کرتے حمراالاسد تک جا پہنچے ، یہ واقعہ اس وقت کا ہے جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس لوٹے، نبی کریم ﷺ گھبرا کر اٹھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا میں تم پر یہ لازم کرتا ہوں کہ تم بنوقریظہ تک پہنچنے سے پہلے نماز مت پڑھنا لیکن ان کے بنوقریظہ تک پہنچنے سے پہلے پہلے سورج غروب ہوگیا،سورج غروب ہونے سے پہلے مسلمانوں کی ایک جماعت نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ تم نماز ہی چھوڑ دینا، اس لئے انہوں نے نماز پڑھ لی ، دوسری جماعت نے کہا کہ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے حکم شریف کے پابند ہیں ، ہمیں اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا، چنانچہ ایک جماعت نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے نماز ادا کرلی اور دوسری جماعت نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے نماز چھوڑ دی۔ جبکہ نبی کریم ﷺ نے ان میں سے کسی کو بھی برا نہیں کہا۔

پھر رسول اللہ ﷺ بھی نکلے ، آپ ﷺ کا گزران کے اور بنوقریظہ کے بیچ میں سے کئی مجالس پر ہوا، آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہاں سے کوئی گزرا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہاں سے حضرت سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ سیاہی مائل سفید رنگ کے گھوڑے پر سوار ہوکر گزرے ہیں، جن کے نیچے ریشم کی زین تھی ، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دحیہ کلبی نہیں تھے بلکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام تھے، ان کو بنوقریظہ کی جانب بھیجا گیا ہے تا کہ ان پر زلزلہ طاری کر دیں ، اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیں ، نبی کریم ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا، اور اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ وہ اپنی ڈھالوں میں چھپے رہیں، یہاں تک کہ ان کو ان کی آواز سنائی دے، پھر آپ ﷺ نے ان کو پکارا! اے خنزیر اور بندروں کے بھائیو! انہوں نے جواباً کہا: اے ابوالقاسم ! آپ ﷺ تو اس طرح فحش گفتگو نہیں کرتے تھے؟ تو آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا، حتی کہ حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو نافذ فرما دیا، کیونکہ حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ ان کے

حلیف تھے، ان کے بارے میں فیصلہ یہ ہوا کہ ان کے جوانوں کو قتل کردیا جائے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا جائے۔

(المستدرک علی الصحیحین : ابوعبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم (۳:۲۷)

یہودیوں کو بندروں اور خنزیروں کا بھائی کیوں قرار دیا؟

فَحَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي سَبْرَةَ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ، عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: انْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا رَأَوْنَا أَيْقَنُوا بِالشَّرِّ، وَغَرَزَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الرَّايَةَ عِنْدَ أَصْلِ الْحِصْنِ، فَاسْتَقْبَلُونَا فِي صَيَاصِيهِمْ يَشْتُمُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجَهُ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: وَسَكَتْنَا وَقُلْنَا: السَّيْفُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ وَطَلَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَآهُ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ رجع إلى رسول الله صلى الله عليه وَسَلَّمَ، وَأَمَرَنِي أَنْ أَلْزَمَ اللِّوَاءَ فَلَزِمْتُه، وَكَرِهَ أَنْ يَسْمَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَاهُمْ وَشَتْمَهُمْ: فَسَارَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ، وَتَقَدَّمَهُ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ: يَا أَعْدَاءَ اللهِ، لَا نَبْرَحُ حِصْنَكُمْ حَتَّى تَمُوتُوا جُوعًا: إِنَّمَا أَنْتُمْ بِمَنْزِلَةِ ثَعْلَبٍ فِي جُحْرٍ: قَالُوا: يَا ابْنَ الْحُضَيْرِ، نَحْنُ مَوَالِيكُمْ دُونَ الْخَزْرَجِ وَخَارُوا، وَقَالَ: لَا عَهْدَ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَلَا إِلَّ وَدَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ، وَتَرَسْنَا عنه، فقال: يَا إِخْوَةَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيرِ وَعَبَدَةَ الطَّوَاغِيتِ، أَتَشْتُمُونَنِي؟.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم بنوقریظہ کے پاس پہنچے تو ان کو یقین ہوگیا اس کا جو کچھ ان کے ساتھ ہونے والا تھا، حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے

جھنڈا لیکر نیچے جا کر گاڑ دیا، جب ہم ان کے صحنوں میں پہنچے تو وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو گالیاں دینے لگے۔ حضرت سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم خاموش رہے، ہم نے کہا کہ اب ہمارے اور تمھارے درمیان فیصلہ تلوار ہی کرے گی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ سامنے سے تشریف لاتے ہوئے دکھائی دیے تو حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے مجھے جھنڈا دیا میں نے وہ جھنڈا تھام لیا، اور حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ جلدی سے گئے اور جا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ابھی نہ آئیں۔ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ یہ اس لئے کر رہے تھے کہ اگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کو گالی دے دی تو رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوگی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے، حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور یہودیوں کو کہا: اب تم لومڑی کی طرح اپنے بلوں میں پڑے رہو، تب تک ہم تم کو نہیں چھوڑیں گے جب تک تم بھوکے نہ مرجاؤ، حضرت سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب ہمارے اور تمھارے درمیان کوئی عہد نہیں ہے، اتنے میں رسول اللہ ﷺ قریب تشریف لائے اور فرمایا: اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو! اور بتوں کے پجاریو! تم مجھے گالیاں دیتے ہو؟

(کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الہندی (۱۰:۵۹۹)

(المغازی: محمد بن عمر بن واقد السہمی الأسلمی بالولاء، المدنی، أبو عبد اللہ، الواقدی (۲:۴۹۹)

اس حدیث پاک سے اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں ہے کہ وہ یہودی کتنے پلید تھے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گستاخ تھے اور سرعام غداری کرنے والے اور معاہدہ کو پس پشت ڈال کر مشرکین کی حمایت کرنے والے تھے۔

یہ بات بھی بڑی قابل غور ہے کہ جب انہوں نے گستاخی کی تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے برملا کہا کہ اب ہمارے اور تمھارے درمیان تلوار ہی فیصلہ کرے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناموس رسالت کا مسئلہ اتنا حساس ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسی بات پر جنگ

کی دھمکی دے رہے ہیں۔

اور یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جب یہودی رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کو گالیاں دے رہے تھے تو تب یہودیوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو جوابی طور پر فرمایا کہ تم بندر اور خنزیر کے بھائی ہو تو ان کو تکلیف ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ کافر ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی پر خاموش رہتا ہے لیکن جب اہل اسلام ان کو جواب دیں تو پھر ان کو اخلاق یاد آجاتے ہیں۔

اس سے مسئلہ واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی گستاخی پر خاموش رہنا اور کافروں کی پکڑ پر بول پڑنا یہ مسلمانوں کا طریقہ نہیں بلکہ بنوقریظہ کے یہودیوں کا طریقہ ہے۔

بنوقریظہ کا خاتمہ

حَتّٰی نَزَلُوا عَلٰی حُکْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، وَكَانُوا حُلَفَاءَهُ، فَحَكَمَ فِيهِمْ أَنْ يُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ وَنِسَاؤُهُمْ.

ترجمہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ بنوقریظہ کے یہودی چونکہ حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے حلیف تھے انہوں نے حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کو اپنا حکم مقرر کیا تو آپ رضی اللہ عنہ کے کہنے پر وہ سارے یہودی اپنے قلعوں سے باہر آگئے، پھر حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے ان کا فیصلہ کیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی خواتین اور بچوں کو غلام بنالیا جائے۔

(دلائل النبوۃ: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (۴:۸))

چھ سو یہودی ایک ہی دن میں قتل کیے گئے

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِسَعْدٍ: لَقَدْ حَكَمْتَ فِيهِمْ بِحُكْمِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَتَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مُقَاتِلَتَهُمْ، وَكَانُوا زَعَمُوا سِتَّمِائَةِ مُقَاتِلٍ، فَزَعَمُوا أَنَّ دِمَاءَهُمْ بَلَغَتْ أَحْجَارَ الزَّيْتِ الَّتِي كَانَتْ بِالسُّوقِ، وَسَبَى نِسَاءَهُمْ وَذَرَارِيَّهُمْ، وَقَسَّمَ أَمْوَالَهُمْ بَيْنَ مَنْ حَضَرَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ.

ترجمہ

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سعد! آج تم نے اللہ تعالی کے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان یہودیوں کو قتل کروایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا خیال ہے کہ ان کی تعداد چھ سو تھی، اور اس دن ان کا خون احجاز زیت تک پہنچ گیا تھا۔ ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا گیا اور ان کے اموال کو ان اہل اسلام میں تقسیم کردیا گیا جو اس دن جنگ میں شریک ہوئے تھے۔

(دلائل النبوۃ: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۴:۸)

اس سے اندازہ لگائیں کہ ایک ہی دن میں رسول اللہ ﷺ نے چھ سو یہودی قتل کروائے، اب وہ لوگ غور کریں جو بات بات پر کہتے ہیں کہ ریاست مدینہ کی بات کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کیا تھا لیکن جب انہوں نے اس معاہدہ سے روگردانی کی اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف کھلی جنگ کا اعلان کردیا تو پھر ان کے ساتھ جو ہوا وہ بھی بیان کریں۔

تیسری فصل

ریاست مدینہ منورہ میں یہودیوں کی گستاخی پر ان کو جواب

ریاست مدینہ کا نام لیکر یہودیوں اور گستاخوں کو رعایت دینے کی بات کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ کیا تھا، ان کوتاہ عقل لوگوں کو یہ بات نظر نہیں آتی کہ وہ معاہدہ ان یہودیوں نے توڑ دیا تھا اور پھر ان کے ساتھ جو ہوا وہ سب کے سامنے ہے۔ اور اسی طرح جو یہودی رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کرتے تھے ان کو کسی طرح کی کوئی رعایت نہیں دی جاتی تھی۔ اب ہم اس فصل میں یہی ثابت کرتے ہیں کہ گستاخوں کو کسی طرح کی کوئی رعایت نہیں دی گئی۔

ریاست مدینہ میں یہودیوں کے عالم کو دھکے مارے گئے

حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ وَهُوَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ، عَنْ زَيْدٍ، يَعْنِي أَخَاهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ، أَنَّ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُ قَالَ: كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ حِبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ: لِمَ تَدْفَعُنِي؟ فَقُلْتُ: أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللهِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ یہودیوں کا ایک بڑا عالم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: اے محمد! آپ کو سلام ہو! میں نے اس بات پر اسے دھکا دے دیا تو وہ گرنے لگا تو اس نے دریافت کیا کہ تم نے مجھے دھکا کیوں دیا؟ میں نے کہا: تم نے یا محمد کیوں کہا؟ تم یا رسول اللہ ﷺ نہیں کہہ سکتے تھے؟۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۱:۲۵۲)

یہ بات بڑی قابل غور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں جب اس یہودی عالم نے

رسول اللہ ﷺ کا نام نامی اسم گرامی لیکر پکارا تو صحابی رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں کہ حضور! اگر اجازت ہو تو میں تھوڑا سا اسے سبق سکھا دوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ناموس کا مسئلہ جب آجائے تو مسئلہ نہیں پوچھے جاتے تب فیصلے کیے جاتے ہیں۔

مٹی اچھالنے والے اندھے یہودی کا سر کھول دیا

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَمِرْبَعُ بْنُ قَيْظِيٍّ وَكَانَ أَعْمَى وَهُوَ الَّذِي قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَجَازَ فِي حَائِطِهِ وَهُوَ ذَاهِبٌ إِلَى أُحُدٍ لَا أُحِلُّ لَكَ إِنْ كُنْتَ نَبِيًّا أَنْ تَمُرَّ فِي حَائِطِي وَأَخَذَ فِي يَدِهِ حَفْنَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ: وَاللّٰهِ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي لَا أُصِيبُ بِهَا غَيْرَكَ لَرَمَيْتُكَ بِهَا، فَابْتَدَرَهُ الْقَوْمُ لِيَقْتُلُوهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ فَهٰذَا الْأَعْمَى أَعْمَى الْقَلْبِ أَعْمَى الْبَصَرِ، قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَدْ ذُكِرَ لِي أَنَّهُ أَخَذَ حفنة من التراب فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَوْ أَعْلَمُ أَنِّي لَا أُصِيبُ بِهَا غَيْرَكَ يَا مُحَمَّدُ لَضَرَبْتُ بِهَا وَجْهَكَ فَابْتَدَرَهُ الْقَوْمُ لِيَقْتُلُوهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلُوهُ، فَهٰذَا الْأَعْمَى أَعْمَى الْقَلْبِ أَعْمَى الْبَصَرِ، وَقَدْ ضربه سعد ابن زَيْدٍ الْأَشْهَلِيُّ بِالْقَوْسِ فَشَجَّهُ. وفي رواية وَكَانَ رَجُلًا مُنَافِقًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ.

ترجمہ

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مربع نامی شخص ایک کافر تھا اور تھا بھی اندھا، رسول اللہ ﷺ اس کے باغ سے گزرنے لگے تو اس اندھے نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک پاؤں کی آہٹ سن کر کہا: کون ہے؟ جب اسے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ وہ اندھا منافق رسول اللہ ﷺ کو دیکھ نہیں سکا پھر بھی وہ غصے سے بولا: اگر (نعوذ باللہ) تو اللہ تعالیٰ کا رسول ہوتا تو

مجھے بتائے بغیر میری زمین سے کس طرح گزر سکتا تھا؟ اس کی یہ زبان درازی اور بے ادبی اور گستاخی دیکھ کر لوگوں نے چاہا کہ اسے قتل کر دیں لیکن رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو منع فرما دیا اور یہ فرمایا کہ یہ صرف ظاہری طور پر ہی اندھا نہیں بلکہ یہ دل کا بھی اندھا ہے۔

ابن اسحاق کی روایت میں یہ بھی ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو اس بے ادبی کے ساتھ گستاخانہ انداز میں مخاطب کرنے سے پہلے آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مٹی اٹھا کر پھینکی تھی، ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس منافق اندھے کے ہاتھ میں مٹی کا ایک ڈھیلا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے کہا: اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ ڈھیلا کسی اور کو بھی لگ سکتا ہے اور میں آپ کو دیکھ سکتا تو میں سیدھا آپ کو مار دیتا۔ تاہم جب کچھ لوگ اس کی اس انتہائی اور ناقابل برداشت حرکت پر اس کو قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو منع فرما دیا، البتہ بنی عبدالاشہل کے بھائی حضرت سیدنا سعد بن زید رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں ہوئی اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے منع کرتے کرتے اپنی کمان سے اس اندھے منافق کا سر پھاڑ دیا۔

(البدایۃ والنہایۃ: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۳:۲۹۳)

بنوقریظہ کی صرف ایک عورت قتل کی گئی جو گستاخ تھی

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ يُقْتَلْ مِنْ نِسَائِهِمْ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ، قَالَتْ وَاللَّهِ إِنَّهَا لَعِنْدِي تَحَدَّثُ مَعِي، تَضْحَكُ ظَهْرًا وَبَطْنًا، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم قتل رِجَالَهَا فِي السُّوقِ، إِذْ هَتَفَ هَاتِفٌ بِاسْمِهَا أَيْنَ فُلَانَةُ؟ قَالَتْ: أَنَا وَاللَّهِ، قَالَتْ: قُلْتُ لها: ويلك مالك؟ قَالَتْ أُقْتَلُ قُلْتُ وَلِمَ؟ قَالَتْ: لِحَدَثٍ أَحْدَثْتُهُ، قَالَتْ: فَانْطُلِقَ بِهَا فَضُرِبَتْ عُنُقُهَا، وَكَانَتْ عَائِشَةُ تَقُولُ فَوَاللَّهِ مَا أَنْسَى عَجَبًا مِنْهَا،

طِيبَ نَفْسِهَا وَكَثْرَةَ ضَحِكِهَا وَقَدْ عَرَفَتْ أَنَّهَا تُقْتَلُ.

ترجمہ

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ ان سے محمد بن جعفر بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عروہ اور حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کیا کہ غزوہ بنوقریظہ کے دوران میں کوئی عورت قتل نہیں کی گئی تھی۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جتنی عورتیں بنوقریظہ کی گرفتار ہو کر آئی تھیں ان میں ایک عورت بڑی خوبصورت اور طرحدار تھی، لیکن وہ رات دن مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتی تھی، جب اس کے قبیلے کے لوگوں کو قتل کیا جارہا تھا۔ تب کسی نے آواز دے کر پوچھا کہ فلاں عورت کہاں ہے ؟ تو آگے بڑھ کر بولی میں ہوں۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا تمھیں کیوں بلایا جارہا ہے؟ وہ بولی قتل کرنے کے لئے۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا۔ تمھیں کیوں قتل کیا جارہا ہے ؟ تو اس نے کہا: اس لئے کہ میں نے آج تک اسلام اور مسلمانوں کو بلکہ محمد ﷺ تک کو برا کہنے کے سوا کبھی کوئی اچھا کام نہیں کیا۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول بنوقریظہ کی یہی وہ ایک عورت تھی جس کو قتل کیا گیا تھا۔

(مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيبانی (۴۳: ۳۸۳)

(سنن أبی داود : أبو داود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدی السِّجِسْتانی (۳: ۵۴)

(البدایۃ والنہایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (۴: ۱۴۴)

قتل ابی رافع عبد بن ابی الحقیق الیہودی

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَمَّرَ

عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيكٍ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ، وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ، وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لِأَصْحَابِهِ: اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ، فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ، وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ، فَأَقْبَلَ حَتّٰى دَنَا مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ، يَا عَبْدَ اللّٰهِ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيقَ عَلَى وَتَدٍ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا، فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ، وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ، فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ، قُلْتُ: إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتّٰى أَقْتُلَهُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ، لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا رَافِعٍ، قَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ، فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَصَاحَ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ، فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ فَقَالَ: لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ، قَالَ: فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظِبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتّٰى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا، حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعْتُ رِجْلِي، وَأَنَا أُرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ، فَوَقَعْتُ فِي

لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ: أَقَتَلْتُهُ؟ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ، فَقَالَ: أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَقُلْتُ: النَّجَاءَ، فَقَدْ قَتَلَ اللَّهُ أَبَا رَافِعٍ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ

ترجمہ:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے کچھ لوگوں کو کعب بن اشرف یہودی کی طرف بھیجا، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابورافع یہودی رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیا کرتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے خلاف کفار کی مدد کیا کرتا تھا۔

حجاز کی زمین میں اپنے قلعے میں مقیم تھا۔ جب عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کے قلعے کے قریب ہوئے تو سورج غروب ہو رہا تھا۔ لوگ اپنے مویشی گھروں میں لے آئے تھے، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو فرمانے لگے تم یہیں بیٹھے رہو میں چلتا ہوں، چوکیدار سے کوئی حیلہ بہانہ کرتا ہوں شاید میں اس طرح قلعے میں داخل ہو جاؤں، وہ آتے ہی قلعے کے دروازے کے قریب ہوا پھر خود کو کپڑوں میں اس طرح لپیٹا جیسے قضائے حاجت کر رہا ہو، جب لوگ قلعے میں داخل ہو چکے تو دربان کہنے لگا اگر تو قلعے میں داخل ہونا چاہتا ہے تو جلدی آجا گیٹ بند ہونے لگا ہے، عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قلعہ میں داخل ہو کر روپوش ہو گیا، جب سب لوگ آگئے تو دربان نے دروازے کو تالا لگا کر کنجیاں ایک لوہے کی کیل سے لٹکا دیں۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے چابیوں تک رسائی حاصل کی اور اس طرح گیٹ کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ ابورافع کے پاس رات دیر تک

باتیں ہوتی رہتی تھیں، وہ اپنے بالا خانے میں محو استراحت ہو کر باتیں سنا کرتا تھا، حسب معمول جب قصہ گو واقعات بیان کر کے چلے گئے تو میں نے اس کے بالا خانے کا قصد کیا، جب بھی کوئی دروازہ کھولتا اسے اندر سے اس خیال سے بند کر دیتا کہ اگر لوگوں کو میرا پتہ چل جائے تو مجھ تک نہ پہنچ سکیں یہاں تک کہ میں اس کو قتل کر دوں، اس طرح میں ابورافع کے پاس آنے میں کامیاب ہو گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ تاریک کمرے میں اپنے گھر والوں کے ساتھ سو رہا ہے، یہ پتہ نہیں چل رہا کہ وہ کہاں ہے؟ میں نے آواز دی اے ابورافع، تو اس نے کہا کون؟ میں نے اس کی اواز پر آگے ہو کر اس پر تلوار کی ضرب لگائی اس وقت میرا دل دھڑک رہا تھا، مگر وار خالی چلا گیا میں اس کو مار نہ سکا، اس نے چیخ و پکار کی میں کمرے سے نکل آیا تھوڑی دیر بعد میں پھر اندر گیا آواز بدل کر کہا اے ابورافع کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا تیری ماں تجھے روئے، ابھی کوئی آدمی اندر آیا تھا اس نے اپنی تلوار سے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پھر اس کو زور سے تلوار ماری جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا مگر قتل اب بھی نہ ہوا، میں نے پھر تلوار کی دھار رکھی اس کے سینہ پر زور سے دبایا یہاں تک کہ وہ اس کو چیرتی ہوئی اس کی پیٹھ تک جا پہنچی اب یقین ہو گیا کہ میں نے اسکو قتل کر دیا ہے۔

پھر میں ایک دروازہ کھولتے ہوئے سیڑھیوں تک آ پہنچا نیچے اترنے لگا رات چاندنی تھی یہ سوچا کہ نیچے زمین پر پہنچ گیا ہوں اس خیال میں پاؤں زمین پر رکھا تو نیچے گر گیا جس سے پنڈلی ٹوٹ گئی، اس کو عمامہ سے باندھ کر میں چلنے لگا دروازے کے پاس آ کر میں بیٹھ گیا دل میں کہا کہ جب تک مجھے یقین نہ ہو جائے کہ ابورافع قتل ہو گیا ہے تب تک یہاں سے نہیں جاؤں گا، صبح جب مرغ نے اذان دی تو ایک منادی نے دیوار پر کھڑے ہو کر اعلان کیا، اہل حجاز کا تاجر ابورافع مر گیا ہے اس کے بعد اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان کو کہا کہ چلو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کا خاتمہ کر دیا ہے، پھر

میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور سارے واقعات کی تفصیل عرض کی۔ میری تکلیف دیکھتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پاؤں کو پھیلاؤ، میں نے حکم پر عمل کیا رسول اللہ ﷺ نے ٹوٹی ہوئی ہڈی پر دستِ مبارک پھیرا تو وہ ایسی تندرست ہوئی گویا اسے کبھی بھی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی۔

(صحیح البخاری : محمد بن اسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۵:۹۱)

گستاخ یہودیہ کا قتل

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنْ جَرِيرٍ، عَنْ مُغِيرَةَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا.

ترجمہ:

حضرت عثمان بن ابی شیبہ اور عبداللہ بن الجراح حضرت جریر سے وہ مغیرہ سے وہ شعبی سے وہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کیا کرتی تھی، اس بناء پر ایک شخص نے اسکا گلا دبا کر مار دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسکا خون رائیگاں قرار دیا۔

(سنن أبي داود: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السِّجِسْتاني (۴:۱۲۹)

کعب بن اشرف یہودی کا قتل

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ، فَقَامَ

مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ؟ قَالَ نَعَمْ، قَالَ فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا، قَالَ: قُلْ، فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً، وَإِنَّهُ قَدْ عَنَّانَا وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ، قَالَ: وَأَيْضًا وَاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ، قَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ، فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلٰى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ، وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ وحَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ أَوْفَقُلْتُ لَهُ: فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ؟ فَقَالَ: أُرَى فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ: نَعَمْ، ارْهَنُونِي، قَالُوا: أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ؟ قَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ، قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ، فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ، هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَجَاءَهُ لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ، وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ، فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ، فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ؟ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ، وَأَخِي أَبُو نَائِلَةَ، وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو، قَالَتْ: أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ، قَالَ: إِنَّمَا هُوَ أَخِي مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيعِي أَبُو نَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيمَ لَوْ دُعِيَ إِلٰى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَأَجَابَ، قَالَ: وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ: قِيلَ لِسُفْيَانَ: سَمَّاهُمْ عَمْرٌو؟ قَالَ: سَمَّى بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرٌو: جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ، وَقَالَ: غَيْرُ عَمْرٍو: أَبُو عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ، وَالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ عَمْرٌو جَاءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ، فَقَالَ إِذَا مَا جَاءَ فَإِنِّي

قَائِلٌ بِشَعَرِهِ فَأَشَمُّهُ، فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَأْسِهِ، فَدُونَكُمْ فَاضْرِبُوهُ، وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ أُشِمُّكُمْ، فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيحُ الطِّيبِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيحًا، أَيْ أَطْيَبَ، وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو قَالَ: عِنْدِي أَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ، قَالَ عَمْرٌو فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِي أَنْ أَشُمَّ رَأْسَكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَتَأْذَنُ لِي؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ، قَالَ: دُونَكُمْ، فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.

ترجمہ:

حضرت عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کو قتل کرے؟ کیونکہ اس نے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی ہے، اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے، اور عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو قتل کردوں؟

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، پھر عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں کچھ کہہ سکوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اجازت ہے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہا یہ شخص ہم سے صدقات مانگتا ہے اس نے ہم کو تکلیف میں ڈال رکھا ہے، میں تیرے پاس قرض طلب کرنے آیا ہوں، اس نے کہا خدا کی قسم! تم اس سے اور بھی دکھ اٹھاؤ گے، محمد بن مسلمہ نے کہا کہ ہم اسکی اتباع کر چکے ہیں یہ پسند نہیں کرتے کہ اس کو چھوڑ دیں، دیکھتے ہیں کہ یہ معاملہ کیا رخ اختیار کرتا ہے، ہمارا ارادہ ہے کہ تم ہم کو ایک، دو وسق قرض دو، (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریبا چار کلو کا ہوتا ہے لھذا ایک وسق تقریبا چھ من کا ہوا) کعب بن اشرف نے کہا، ہاں قرض لے لو مگر میرے پاس کچھ رہن رکھ دو (تو محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں) نے کہا کس چیز کا ارادہ کرتے ہو؟ کعب بن اشرف نے کہا کہ تم

اپنی عورتوں کو رہن رکھو، انہوں نے کہا کہ ہم اپنی عورتوں کو تمھارے پاس کیسے رہن رکھیں؟ حالانکہ تم سارے عرب میں خوبصورت اور حسین ہو، اس نے کہا کہ اپنے بیٹے رہن رکھو، انہوں نے کہا ہم اپنے بیٹے تمھارے پاس کیسے رہن رکھ دیں جو کوئی ان کے ساتھ لڑے گا ان کو گالی دے گا، ایک یا دو وسق میں گروی رکھے ہوئے ہیں۔ یہ ہمارے لئے بہت شرمندگی اور ندامت کی بات ہے البتہ ہم تمھارے پاس ہتھیار رہن رکھ سکتے ہیں، اس سے پھر دوسری بار آنے کا وعدہ کیا، چنانچہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ رات کے وقت اس کے پاس آئے ابو نائلہ کعب بن اشرف کا رضاعی بھائی بھی ان کے ساتھ تھا دوسری روایت کے مطابق حارث بن اوس، ابوعبس بن جبیر اور عباد بن بشیر کو بھی ساتھ لانے کا وعدہ کیا، غرضیکہ کعب نے قلعہ میں بلا لیا، ان کی طرف نیچے اترنے لگا، اس کی بیوی بولی اس وقت کہاں جارہے ہو؟ میں اسوقت ایسی آواز سن رہی ہوں گویا کہ اس سے خون ٹپک رہا ہے، کعب نے کہا کہ محمد بن مسلمہ اور میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ ہے کوئی فکر کی بات نہیں ہے، خاندانی شریف آدمی کو رات کے وقت بھی نیزہ زنی کیلئے بلایا جائے تو اس کو قبول کر لینا چاہئے، ادھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب کعب بن اشرف آئے گا تو میں اس کے سر کے بال پکڑ کر سونگھوں گا، جب تم دیکھو کہ میں نے اسکا سر مضبوطی سے پکڑ لیا ہے تو تم اس کے قریب ہو کر اسکو قتل کر دینا، چنانچہ کعب بن اشرف کپڑا اوڑھے ہوئے ان کے پاس آیا اس حال میں کہ اس سے خوشبو مہک رہی تھی، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے آج کے دن کی طرح خوشبودار ہوا کبھی بھی محسوس نہیں کی، کعب بن اشرف نے کہا مستورات عرب کی سردار زیادہ خوشبو والی میرے پاس ہے، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمھارا سر سونگھ سکتا ہوں؟ کعب نے کہا کہ سونگھ لو، محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کی دعوت دی، ایک بار دوبارہ خواہش کرتے ہوئے کہا: کیا میں ایک بار پھر سونگھ سکتا ہوں؟ کعب بن اشرف نے کہا کہ اجازت ہے

،جب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسکو پوری طرح قابو کرلیا تو اپنے ساتھیوں کو کہا کہ قریب آجاؤ اور اسکو قتل کردو ،توانہوں نے ایسا ہی کیا پھر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو پورے قصہ کی اطلاع دی۔

(صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۵:۹۰)

ابوعفک یہودی کاقتل

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ ، وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو مُصْعَبٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُصْعَبِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ أَشْيَاخِهِ، قَالَا: إِنَّ شَيْخًا مِنْ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ يُقَالُ لَهُ أَبُو عَفَكٍ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا، قَدْ بَلَغَ عِشْرِينَ وَمِائَةَ سَنَةٍ حِينَ قَدِمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ، كَانَ يُحَرِّضُ عَلَى عَدَاوَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَدْخُلْ فِي الْإِسْلَامِ. فَلَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَدْرٍ رَجَعَ وَقَدْ ظفره الله بما ظفره، فَحَسَدَهُ وَبَغَى فَقَالَ: فَقَالَ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَهُوَ أَحَدُ الْبَكَّائِينَ مِنْ بَنِي النَّجَّارِ عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ أَقْتُلَ أَبَا عَفَكٍ أَوْ أَمُوتَ دُونَهُ فَأَمْهَلَ فَطَلَبَ لَهُ غِرَّةً، حَتَّى كَانَتْ لَيْلَةٌ صَائِفَةٌ، فَنَامَ أَبُو عَفَكٍ بِالْفِنَاءِ فِي الصَّيْفِ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، فَأَقْبَلَ سَالِمُ بْنُ عُمَيْرٍ، فَوَضَعَ السَّيْفَ عَلَى كَبِدِهِ حَتَّى خَشَّ فِي الْفِرَاشِ، وَصَاحَ عَدُوُّ اللهِ فَثَابَ إِلَيْهِ أُنَاسٌ مِمَّنْ هُمْ عَلَى قَوْلِهِ، فَأَدْخَلُوهُ مَنْزِلَهُ وَقَبَرُوهُ وَقَالُوا: مَنْ قَتَلَهُ؟ وَاللهِ لَوْ نَعْلَمُ مَنْ قَتَلَهُ لَقَتَلْنَاهُ بِهِ.

ترجمہ:

امام واقدی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ بنوعمرو بن عوف میں ایک

بوڑھا تھا جس کا نام ابو عفک تھا، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو اس کی عمر ۱۲۰ سال تھی، اور اسلام نہ لایا اور رسول اللہ ﷺ کی دشمنی پر لوگوں کو ابھارتا جب رسول اللہ ﷺ بدر سے فتح ونصرت خداوندی پا کر واپس تشریف لائے تو اس نے بغاوت کردی اور یہ اشعار کہے،

قَدْ عِشْتُ حِيْنًا وَمَا إِنْ أَرَى مِنَ النَّاسِ دَارًا وَلَا مَجْمَعًا

أَجَمَّ عُقُولًا وَآتَى إِلَى مُنِيْبٍ سِرَاعًا إِذَا مَا دَعَا

فَسَلَبَهُمْ أَمْرَهُمْ رَاكِبٌ حَرَامًا حَلَالًا لِشَتَّى مَعًا

فَلَوْ كَانَ بِالْمُلْكِ صَدَّقْتُمْ وَبِالنَّصْرِ تَابَعْتُمْ تُبَّعَا

حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ بنو نجار سے تھے اور غزوہ تبوک میں عدم شرکت پر رونے والے تھے، انہوں نے قسم کھائی کہ اس کو قتل کروں گا یا خود ہی نہ رہوں گا، وہ انتظار میں رہے حتیٰ کہ ایک دن چاندنی رات میں گرمی کے موسم میں ابو عفک بنو عمرو کے صحن میں سویا ہوا تھا، حضرت سالم رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر تلوار ماری جو اس کی ستر تک چلی گئی، اللہ تعالیٰ کا دشمن چیخا، لوگ جمع ہو گئے، انہوں نے قبر کھود کر اس کو دفن کر دیا اور کہا اگر ہم کو پتہ چل جاتا کہ قاتل کون ہے تو ہم اسکو قتل کر دیتے۔

(المغازی : محمد بن عمر بن واقد السہمی الأسلمی بالولاء، المدنی، أبو عبد اللہ، الواقدی (۱:۱۷۵)

(سبل الهدى والرشاد : محمد بن یوسف الصالحی الشامی (۶:۲۳)

(عیون الأثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر : محمد بن محمد بن محمد بن أحمد الیعمری الربعی، أبو الفتح، فتح الدین (۱:۳۳۹)

چوتھی فصل

فتح مکہ کے دن کفار اور گستاخوں کے قتل کی اجازت کے بیان میں

جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کے لئے عفو عام کے اعلان سے پہلے پندرہ افراد کو مباح الدم قرار دیا تھا، اور ان کے بارے میں یہ حکم صادر کیا تھا کہ وہ جہاں بھی پائے جائیں ان کو وہیں قتل کر دیا جائے، کیونکہ ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اور اسلام قبول کرنے والوں کو اتنی اذیتیں پہنچائی تھیں کہ جن کا تصور کر کے ہی دل کانپ جاتا ہے ایسے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے جس حسن سلوک کا برتاؤ کیا اسے پڑھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔

عبداللہ بن ابی سرح، عبداللہ بن خطل، دو کنیزیں جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ہجویہ اشعار کہا کرتی تھیں، عکرمہ بن ابی جہل، حویرث بن نقید، مقیس بن صبابہ، ہبار بن اسود، کعب بن زہیر، حارث بن ہشام یہ ابوجہل کا سگا بھائی تھا۔ زہیر بن امیہ، سارہ۔ یہ بنی مطلب کی کنیز تھی۔ صفوان بن امیہ، ہند بنت عتبہ زوجہ ابوسفیان۔ وحشی جنہوں نے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ ان سب کو اعلان کے مطابق موت کی گھاٹ نہیں اتارا گیا بلکہ ان میں سے اکثر نے معافی مانگ لی۔ اور ان کے بارے میں معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ اور جن کو قتل کیا گیا ان کی مختصری تفصیل ذکر کی جاتی۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مکہ مکرمہ میں قتال کی اجازت

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ يُونُسَ يُحَدِّثُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَزِيدَ أَحَدِ بَنِي سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيَّ، ثُمَّ الْكَعْبِيَّ، وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: أَذِنَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ يَوْمَ الْفَتْحِ فِي قِتَالِ بَنِي بَكْرٍ حَتَّى أَصَبْنَا مِنْهُمْ ثَأْرَنَا وَهُوَ بِمَكَّةَ، ثُمَّ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَفْعِ السَّيْفِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوشریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی کریم ﷺ نے

ہمیں بنو بکر سے قتال کی اجازت دے دی، چنانچہ ہم نے ان سے اپنا انتقام لیا اس وقت نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں ہی تھے، آپ ﷺ نے ہمیں تلوار اٹھا لینے کا حکم دیا۔

(مسند الامام أحمد بن حنبل : أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشيبانی (۲۹۸:۲۶)

مکہ مکرمہ میں جن کا خون مباح قرار دیا

أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُفَضَّلٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ قَالَ: زَعَمَ السُّدِّيُّ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ أَمَّنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ، إِلَّا أَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَامْرَأَتَيْنِ وَقَالَ: اقْتُلُوهُمْ، وَإِنْ وَجَدْتُمُوهُمْ مُتَعَلِّقِينَ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ، عِكْرِمَةُ بْنُ أَبِي جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ وَمَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ، فَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ خَطَلٍ فَأُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَبَقَ إِلَيْهِ سَعِيدُ بْنُ حُرَيْثٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَسَبَقَ سَعِيدٌ عَمَّارًا، وَكَانَ أَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ فَقَتَلَهُ، وَأَمَّا مَقِيسُ بْنُ صُبَابَةَ فَأَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوقِ فَقَتَلُوهُ، وَأَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ، فَأَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ، فَقَالَ أَصْحَابُ السَّفِينَةِ: أَخْلِصُوا، فَإِنَّ آلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِي عَنْكُمْ شَيْئًا هَاهُنَا: فَقَالَ عِكْرِمَةُ: وَاللَّهِ لَئِنْ لَمْ يُنَجِّنِي مِنَ الْبَحْرِ إِلَّا الْإِخْلَاصُ، لَا يُنَجِّينِي فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ، اللَّهُمَّ إِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا، إِنْ أَنْتَ عَافَيْتَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ أَنْ آتِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَضَعَ يَدِي فِي يَدِهِ، فَلَأَجِدَنَّهُ عَفُوًّا كَرِيمًا، فَجَاءَ فَأَسْلَمَ، وَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي السَّرْحِ، فَإِنَّهُ اخْتَبَأَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، فَلَمَّا دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْبَيْعَةِ، جَاءَ بِهِ حَتَّى أَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، بَايِعْ عَبْدَ اللَّهِ، قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ، ثَلَاثًا كُلُّ ذَلِكَ يَأْبَى،

فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى أَصْحَابِهِ فَقَالَ: أَمَا كَانَ فِيكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ يَقُومُ إِلَى هَذَا حَيْثُ رَآنِي كَفَفْتُ يَدِي عَنْ بَيْعَتِهِ فَيَقْتُلُهُ فَقَالُوا: وَمَا يُدْرِينَا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا فِي نَفْسِكَ، هَلَّا أَوْمَأْتَ إِلَيْنَا بِعَيْنِكَ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ خَائِنَةُ أَعْيُنٍ

ترجمہ:

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد سے روایت فرماتے ہیں کہ جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے سب کفار کو امن دیا سوائے چار مردوں اور دو عورتوں کے، ان کے بارے میں فرمایا کہ ان کو قتل کر دو، اگر چہ کعبہ کے پردوں میں بھی لٹکے ہوئے ہوں تو بھی قتل کر دو، چار مردوں میں ایک عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل اور مقیس بن صبابہ، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ عبداللہ بن خطل کعبے کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا اس کو قتل کرنے کے لئے دو آدمی دوڑے، ایک سعید رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت عمار رضی اللہ عنہ۔ ان دونوں میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ بڑی عمر کے تھے اس وجہ سے حضرت سعید رضی اللہ عنہ پہلے پہنچ گئے تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور مقیس بن صبابہ بازار میں تھا اس کو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہیں قتل کر دیا عکرمہ بن ابی جہل سمندری سفر پر روانہ ہو گیا تو سمندر میں جہاز پھنس گیا لوگوں نے اسکو کہا اب اپنے معبودوں کو پکارو کیونکہ تمھارے بت تو یہاں مدد نہیں کر سکتے۔ یہ سنتے ہی عکرمہ نے کہا، اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے سمندر میں اس کے علاوہ کوئی نہیں بچا سکتا تو مجھے خشکی میں بھی اس کے علاوہ کوئی نہیں بچا سکتا ہائے اللہ میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں اگر اس مصیبت سے میں نکل گیا تو میں محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کروں گا تو ضرور میں ان کو معاف کرنے والا پاؤں گا پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جا چھپا جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لئے یاد فرمایا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو لیکر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے

اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اس کو بیعت فرمالیں، آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور تین بار عبداللہ کی طرف دیکھا گویا ہر بار بیعت سے انکار فرمایا، اور تین دفعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کو بیعت فرمالیا، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمانے لگے کہ تم میں کوئی ایسا سمجھدار نہ تھا جب میں نے اس کو بیعت کرنے سے ہاتھ روک لیا تھا وہ کھڑا ہو کر اس کو قتل کر دیتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم کو آپ ﷺ کے دل کی بات کیسے معلوم ہوتی، ؟ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ ﷺ آنکھ سے اشارہ فرمادیتے، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ بظاہر چپ رہے اور آنکھ سے اس کے خلاف اشارہ کرے۔

(السنن الکبری: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (٦:٥٢٥)

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (٤:٦٧)

ابن خطل کی دولونڈیاں

وقینتی ابن خطل وھما فرتنا وارنب، کان یقول الشعر یھجو رسول اللہ ﷺ ویامرھما تغنیان بہ، وفی السیف المسلول وقتلت الأخری، فاستؤمن لإحداھما فاسلمت.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر جن کے قتل کا حکم دیا ان میں ابن خطل کی دولونڈیاں بھی تھیں، ایک کا نام فرتنا اور دوسری ارنب تھی، ابن خطل رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کے اشعار کہتا تو دونوں گایا کرتی تھیں، السیف المسلول میں ہے کہ ان میں سے ایک قتل کردی گئی اور دوسری کو امان دی گئی تو وہ اسلام لے آئی تھی۔

(الصارم المسلول علی شاتم الرسول : تقی الدین أبو العباس أحمد ابن تیمیۃ الحرانی الحنبلی الدمشقی: ٢٧)

(الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار : أبو بکر بن أبی شیبۃ، عبداللہ (٧:٣٩٨)

حضرت سیدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ کا اہل مکہ سے بدلہ لینا

ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنِّي كُنْتُ جَاهِدًا عَلَى إِطْفَاءِ نُورِ اللّٰهِ، شَدِيدَ الْأَذَى لِمَنْ كَانَ عَلَى دِينِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَأَنَا أُحِبُّ أَنْ تَأْذَنَ لِي، فَأَقْدَمَ مَكَّةَ، فَأَدْعُوهُمْ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى، وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِلَى الْإِسْلَامِ، لَعَلَّ اللّٰهَ يَهْدِيهِمْ، وَإِلَّا آذَيْتُهُمْ فِي دِينِهِمْ كَمَا كُنْتُ أُوذِي أَصْحَابَكَ فِي دِينِهِمْ؟ قَالَ: فَأَذِنَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَحِقَ بِمَكَّةَ. قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَلَمَّا قَدِمَ عُمَيْرٌ مَكَّةَ، أَقَامَ بِهَا يَدْعُو إِلَى الْإِسْلَامِ، وَيُؤْذِي مَنْ خَالَفَهُ أَذًى شَدِيدًا، فَأَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ نَاسٌ كَثِيرٌ.

ترجمہ

جب حضرت سیدنا عمیر بن وہب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ! میں نے پہلے اسلام کے نور مبارک کو بجھانے کی بہت کوشش کی ہے اور اہل اسلام کو بہت زیادہ تکلیفیں دی ہیں اور اب میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ مجھے اجازت دیں میں مکہ مکرمہ جا کران کو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دوں ہوسکتا ہے اللہ تعالی ان کو ہدایت کی دولت سے سرفراز کردے۔نہیں تو میں ان کو اسی طرح اذیتیں دوں گا جس طرح انہوں نے آپ ﷺ کو اذیتیں دی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت عطا فرمائی، پھر یہ وہاں سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا عمیر رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور جو اسلام قبول نہیں کرتا تھا اس کو سخت اذیت دیتے تھے، اس طرح بہت سے لوگ ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوگئے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: عبدالملک بن ہشام بن أیوب الحمیری المعافری، أبو محمد، جمال الدین (۱:۶۶۳)

فتاوی جات

مفتیان کرام ومحدثین عظام

شارح بخاری مولانا مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ انڈیا

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ تاریخ اسلام کی روایات میں ایک بات یہ ملتی ہے کہ کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو جو اذیتیں دیں ان میں آپ ﷺ پر کوڑا کرکٹ ڈالنا، حالت نماز میں اوجھڑی ڈالنا بھی ثابت ہے۔ مگر زید کہتا ہے کہ یہ سلوک عام مومنین کے ساتھ ہوا ہے۔

الجواب

زید غلط کہتا ہے نماز پڑھنے کی حالت میں اوجھڑی ڈالنے کی روایت اکثر کتب حدیث میں موجود ہے، حتی کہ بخاری شریف میں بھی ہے کہ عین حالت نماز میں حضور اقدس ﷺ کی پشت مبارکہ پر اونٹ کی اوجھڑی خبثاء نے ڈالی، ڈالنے والا ایک تھا، ابھارنے والا ابوجہل تھا، سات خبثاء تھے جو اس پر خوش ہوئے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے نام بنام ان کی ہلاکت کی دعا کی اور یہ ساتوں بدر میں مارے گئے۔ کوڑا کرکٹ ڈالنے کی روایت اس وقت یاد نہیں ہے۔

واللہ تعالی اعلم

(فتاوی شارح بخاری لشارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (اول: ۳۱۵))

مفتی اعظم پاکستان مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب

ہماری معلومات کے مطابق حدیث وسیرت کی مستند اور معتبر کتابوں میں ایسی کوئی روایت موجود نہیں ہے، یہ واقعہ ویسے ہی مشہور ہوگیا ہے، کسی بھی کتاب میں اس کی کوئی سند نہیں ملتی، حتی کہ معروف مراجع ومصادر میں اس کا ذکر تک نہیں ملتا، بعض لوگ ایسی روایت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے بھی بیان کرتے ہیں لیکن ہمیں اس کا بھی کوئی حوالہ نہیں ملا۔

ایک وسیع المطالعہ بزرگ خلیفہ مفتی اعظم ہند، شارح بخاری علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالی سے اس روایت کے بارے سوال ہوا، اس کے جواب میں آپ نے لکھا: کوڑا کرکٹ ڈالنے کی روایت اس وقت یاد نہیں ہے لھذا اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ (فتاوی شارح بخاری (۱:۴۱۵)۔ ہر دور میں واعظین لوگوں کو ترغیب دینے کے لئے اس طرح کے واقعات وضع کرتے رہتے ہیں، اسی لئے محدثین کرام نے موضوعات پر کتابیں لکھی ہیں۔

(الحمدلله علی احسانه) رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کے سچے اور مستند واقعات بہت ہیں، ہمیں انہی پر ہی اکتفا کرنا چاہئے جھوٹ یا خلاف واقعہ بات نیک نیتی سے بیان کی جائے یا بد نیتی سے دونوں صورتوں میں اس کا جواز نہیں بنتا۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے۔ (صحیح البخاري:۲:۸۰)

ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

حضرت سیدنا ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے

جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کرنا شروع کردے۔

(مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری (۱۰:۱)

حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ وَهُوَ ابْنُ أَبِي حَزْمٍ، أَخُو حَزْمٍ الْقُطَعِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ، عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَأَصَابَ فَقَدْ أَخْطَأَ.

ترجمہ

حضرت سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے قرآن مجید میں اپنی رائے سے صحیح بات بھی کہی تو اس نے خطا کی۔

(سنن الترمذی: محمد بن عیسی بن سورۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی (۵۰:۵)

مفتی منیب الرحمٰن

رئیس دارالافتاء دارالعلوم نعیمیہ بلاک ۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی پاکستان

۳۱ جنوری ۲۰۱۹ء)

حضرت شیخ الحدیث مفتی محمد ابراہیم قادری حفظہ اللہ تعالی

شیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب

واعظین وخطباء سے عموماً یہ واقعہ سننے کو ملتا ہے کہ نبی پاک ﷺ کے راہ میں روزانہ ایک عورت کوڑا ڈالا کرتی تھی بلکہ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے اوپر ڈالتی تھی۔ ایک دن ناغہ ہوا تو آپ ﷺ نے اس عورت کے متعلق دریافت فرمایا تو بتایا گیا کہ وہ بیمار ہے تو آپ ﷺ اس کی عیادت

کے لئے تشریف لے گئے۔۔۔

الغرض: اس واقعہ کو بنیاد و دلیل بنا کر کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ اپنے اوپر زیادتی کرنے والوں کو اگستاخی کرنے والوں کو معاف فرما دیا کرتے تھے۔

اولاً: تو مذکورہ واقعہ کا کتب حدیث میں نام و نشان ہی نہیں ملتا۔

نہ ہی کتب سیرت میں مذکورہ واقعہ کا کوئی سراغ ملتا ہے جس سے مذکورہ واقعہ کا من گھڑت ہونا بالکل عیاں ہے۔

ثانیاً: نبی پاک ﷺ نے کئی بار اپنے اوپر زیادتی کرنے والوں کے خلاف دعا بھی فرمائی جیسا کہ کتب احادیث وسیرت میں مبرہن ہے۔

آپ ﷺ نے اپنی مدنی زندگی کی ابتداء میں ایسے کفار کو جن کا تعلق یہودیوں سے تھا اور وہ آپ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتے تھے، ان کے قتل کا حکم دیا جیسے کعب بن اشرف اور ابورافع وغیرہ۔

اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ نبی پاک ﷺ نے بہت سے گستاخوں اور دین سے پھرنے والوں کو فتح مکہ کے موقع پر عین حرم شریف میں قتل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اگر وہ کعبۃ اللہ کے پردے کے پیچھے چھپے ہوئے بھی نظر آئیں تو انہیں قتل کر دیا جائے۔

کعب بن اشرف کے قتل کا حکم

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الأَشْرَفِ، فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللَّهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَنَا، فَأَتَاهُ، فَقَالَ: أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا، وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ، فَقَالَ: ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ، قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ؟ قَالَ: فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ،

قَالُوا: كَيْفَ نَرْهَنُ أَبْنَاءَنَا، فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ، فَيُقَالُ: رُهِنَ بِوَسْقٍ، أَوْ وَسْقَيْنِ؟ هَذَا عَارٌ عَلَيْنَا، وَلَكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي السِّلاَحَ فَوَعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ، فَقَتَلُوهُ، ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ.

اس حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کون کھڑا ہوگا کعب بن اشرف کے لئے کیونکہ اس نے اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیفیں دی ہیں تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور جا کر اس کو قتل کر دیا اور پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی اطلاع دی کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۳:۱۴۲)

امام احمد بن علی بن حجر ابو الفضل العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری میں رقم طراز ہیں:

یہاں اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا پہچانے سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنے اشعار کے ذریعے نبی پاک ﷺ کو تکالیف دی تھیں اور مشرکوں کی مدد کی تھی۔ حضرت عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن اشرف نبی کریم ﷺ کی ہجو کرتا تھا اور قریش کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا تھا۔ یہ یہودی نبی کریم ﷺ کو اور ان کے واسطے سے اللہ تعالی کو اذیت دیتا تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے قتل کا اعلان فرمایا اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کر کے رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی اطلاع دی۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی (۷:۳۳۷)

ابورافع یہودی کے قتل کا حکم

حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَتِيكٍ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ،

ترجمہ

حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابورافع یہودی کو قتل کرنے کے لئے چند انصار کا انتخاب فرمایا جن میں سے عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا یہ ابورافع نبی پاک ﷺ کو تکالیف دیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف لوگوں کی مدد کرتا تھا۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح: محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۵:۹۱)

ابن خطل کے قتل کا حکم

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ، وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ، فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے سر مبارک پر خود پہن رکھا تھا۔ جب آپ ﷺ نے خود اتارا تو ایک شخص اس وقت حاضر ہوا اور عرض کیا: ابن خطل کعبہ کے پردوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو وہیں قتل کر دو۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح: محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۳:۱۷)

یاد رہے کہ گستاخ رسول کو معاف کرنے کا اختیار امتی کو نہیں ہے۔ اگر گستاخ رسول صدق دل سے توبہ کرے تو عنداللہ مقبول ہوگی، لیکن عندالناس توبہ کی قبولیت اور عدم قبولیت میں علماء کرام

کا اختلاف ہے۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز نے فتاوی رضویہ اور تمہید ایمان میں گستاخ رسول کی توبہ کے متعلق فرمایا:

تمہید ایمان کی عبارت ملاحظہ ہو

سید عالم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کی توبہ ہزار ہا ائمہ دین کے نزدیک اصلاً قبول نہیں اور اسی کو ہمارے علماء حنفیہ سے امام بزازی، امام الہمام، علامہ مولانا خسرو، صاحب درر وغرر، علامہ زین بن نجیم، علامہ عمر بن نجیم، صاحب تنویر الابصار، علامہ رملی، صاحب مجمع الانہر، علامہ حصکفی وغیرہم عمائد کبار علیہم رحمۃ العزیز الغفار نے اختیار فرمایا۔

اس لئے عدم قبول توبہ صرف حاکم اسلام کے یہاں ہے کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے ورنہ اگر توبہ صدق دل سے ہے تو عند اللہ بھی مقبول ہے۔ کہیں یہ لوگ اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں کہ آخر توبہ قبول ہی نہیں تو پھر تائب کیوں ہوں۔

واللہ عزمجدہ اعلم بالصواب

جمیل احمد چلنہ غفرلہ دارالافتاء جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

مفتی محمد ابراہیم قادری مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر

شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا مفتی محمد طیب ارشد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ نُوْرَ نَبِیِّهٖ مِنْ نُوْرِهٖ قَبْلَ الْاَشْیَاءِ وَ شَرَّفَهٗ بِالنُّبُوَّةِ وَ آدَمُ بَیْنَ الطِّیْنِ وَالْمَاءِ لَا بَعْدَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً مِنْ وِّلَادَتِهِ الْعُظْمٰی وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ الْاَنْبِیَاءِ وَ عَلٰی آلِهِ الْمُجْتَبٰی وَ اَصْحَابِهِ الْاَذْکِیَاءِ.

پیش کردہ صورت مسئلہ دو شقوں پر مشتمل ہے۔ ہر دو شقوں کا بالترتیب جواب مع التنبیہ ذکر کرنے سے پہلے ایک تمہیدی مقدمہ ضروری ہے۔

مقدمہ تمہید۔ارباب علم کے ہاں تعظیم، ادب اور توہین، بے ادبی وہ مفہومات کلیہ ہیں جن کی کوئی جامع تعریف کسی بھی لغت اور اصطلاح میں الفاظ کے ساتھ بیان نہیں کی جاسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ کئی حقائق واقعی اپنے ضمن میں حسن لئے ہوئے ہیں۔ لیکن بعض اوقات انہیں غیر مہذب لب ولہجہ، نامناسب جگہ اور مہمل، ذو معانی الفاظ کے ساتھ بیان کرنے میں توہین، بے ادبی ظاہر ہوتی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی قول، فعل ایک علاقہ میں توہین و بے ادبی نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن اسی علاقہ میں مرور زمانہ کے ساتھ یا کسی اور علاقہ میں وہی قول، فعل توہین، بے ادبی کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تعظیم، توہین کے تعین کا مدار الفاظ، معانی اور قصد و ارادہ، نیت نہیں۔ بلکہ تعظیم، توہین کا مدار علاقائی عرف ہے۔

فَيَجِبُ اَنْ يُّرْجَعَ فِى الْاَذىٰ وَالسَّبِّ وَ الشَّتْمِ اِلَى الْعُرْفِ فَمَا عَدَّهٗ اَهْلُ الْعُرْفِ سَبًّا اَوْ اِنْتِقَاصاً اَوْ طَعْناً اَوْ عَيْباً وَّ نَحْوَ ذٰلِكَ فَهُوَ مِنَ السَّبِّ.

(الصارم المسلول۔ص۔۵۳۴)

ترجمہ: یعنی بے ادبی، توہین کے تعین کیلئے عرف کی طرف رجوع کیا جائے۔ عرف والے جس (قول، فعل) کو توہین، نقص اور عیب، طعن سمجھیں تو وہ توہین ہے۔

امور واقعیہ:

حضور علیہ السلام نے بکریاں چرائیں۔ آپ ﷺ یتیم تھے۔ کاشانہ اقدس میں فقر، فاقہ رہتا۔ آپ علیہ السلام سیدۃ نساء العلمین حضرت فاطمۃ الزہرہ کے والد اور حضرات حسنین کریمین کے نانا ہیں۔ آپ علیہ السلام کے بھیجے گئے بعض لشکروں کو کہیں کہیں فتح نہ ہوئی۔

ان امور واقعیہ کی تحقیق یہ ہے۔ کہ اہل عرب کے ہاں بکریاں چرانا عیب نہ سمجھا جاتا اور کاشانہ اقدس میں فقر اختیاری تھا۔ لیکن ہمارے دور، علاقائی عرف میں بکریاں چرانا عیب سمجھا

جاتا ہے اور ہمارے عرف میں فقر، فاقہ کو تنگدستی، جنگ میں فتح نہ ہونے کو شکست اور بے بسی سمجھا جاتا ہے۔

تو ان امور کو عوام کے سامنے بیان کرنے سے سید العلمین ﷺ کی بے بسی، تنگدستی مرشح ہونے کے خوف کی وجہ سے علماء امت کے نزدیک ان امور کا ذکر منع ہے۔ اسی طرح سید العلمین ﷺ کی صفات مصطفویہ کو چھوڑ کر زہرا کے بابا، حسنین کے نانا کے حوالے سے آپ علیہ السلام کا تعارف پیش کرنا بے ادبی ہے۔

لَا يَنْبَغِيْ ذِكْرُ مِثْلِهٖ وَ رِوَايَتِهٖ عِنْدَ الْعَوَامِ وَ لِهٰذَا اَفْتٰى بَعْضُ عُلَمَاءِ الْعَصْرِ فَمَنْ قَالَ اِنَّهٗ كَانَ يَدْهَنُ حَتّٰى كَانَ ثِيَابُهٗ ثِيَابَ زِيَاتٍ مَعَ اَنَّهٗ مَرْوِيٌّ" فِي الشَّمَائِلِ.

(نسیم الریاض۔ ج۔۴۔ ص ۳۴۱۔)

ترجمہ: یعنی عوام کے سامنے ایسے امور کا ذکر اور روایت کرنا ہرگز درست نہیں ہے۔ اس لئے ہمارے دور کے بعض علماء نے اس شخص کے بارے (کفر اور قتل کا) فتویٰ دیا، جس نے کہا۔ حضور ﷺ اتنا تیل لگاتے تھے۔ کہ آپ ﷺ کے کپڑے تیلی کے کپڑوں کی طرح ہو جاتے۔ حالانکہ یہ روایت شمائل میں موجود ہے۔

وَكَذٰلِكَ حُكْمُ مَنْ غَمِصَهٗ اَوْ عَيَّرَهٗ بِرِعَايَةِ الْغَنَمِ اَوِ السَّهْوِ اَوِ النِّسْيَانِ اَوِ السِّحْرِ اَوْ مَا اَصَابَهٗ مِنْ جُرْحٍ اَوْ هَزِيْمَةٍ لِبَعْضِ جُيُوْشِهٖ. الخ.

ترجمہ: یعنی اسی طرح اس شخص کے بارے قتل کا حکم دیا ہے، جس نے سید العلمین ﷺ کو بکریاں چرانے یا آپ پر نسیان طاری ہونے یا آپ ﷺ پر جادو کا اثر ہونے یا آپ ﷺ کے بھیجے گئے لشکروں کو فتح نہ ہونے وغیرہ کو ذکر کیا اور عوام سید العلمین ﷺ کی بے بسی سمجھیں۔

لَا يَجُوْزُ اَنْ يُقَالَ لَهٗ ﷺ فَقِيْرٌ" اَوْ مِسْكِيْنٌ". الخ.

(نسیم الریاض۔ ج۔۴۔ ص ۳۳۶)

ترجمہ: یعنی آپ ﷺ کو فقیر یا مسکین (یتیم) کہنا جائز نہیں۔

یہ مثالیں ان امور کی ہیں۔ جو ثابت الوقوع ہیں۔ لیکن اب ان امور کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا شرعاً منع اور شرعی سزا ارتداد اور قتل کا موجب ہے۔

جواب شق اول۔ صورت مسئولہ میں مذکور روایت کا محققین علماء کرام کے نزدیک ثبوت ہی نہیں ہے۔ اس لئے مذکورہ روایت کو خطاب یا اخبار (خبر دینے) میں ذکر کرنا ظلم، کذب اور کفر وارتداد ہے۔ ایسی روایت کو ذکر کرنا، سننا اور شرعاً منع ہے۔

شق ثانی کے جواب سے پہلے ایک تنبیہ اور اس سے پہلے تمہیدی مقدمہ کا ذکر ضروری ہے۔

تمہیدی مقدمہ: اللہ تعالیٰ اور سید المرسلین ﷺ کے اسماء مبارکہ، اوصاف جمیلہ کا ذکر، بیان کرنے کیلئے چند ضروری شرائط ہیں۔

ا۔ ایسے ذکر و بیان کے وقت انتہائی عجز، انکساری، کمال ادب، حسین کلمات کا انتخاب ہو۔

۲۔ ذکر و بیان قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور تصریحات مفسرین کرام، محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ اور تحقیقات آئمہ مجتہدین، علماء علم العقائد رحمہم اللہ تعالیٰ سے سلفاً خلفاً ثابت ہوں۔

۳۔ ذکر و بیان سے ذاتی منفعت، حرص زر اور حصول شہرت مقصود نہ ہو۔

۴۔ ذکر و بیان کے وقت لب ولہجہ، چہرہ کے اتار چڑھاؤ حد اعتدال، ادب احترام کے ساتھ ہوں۔

۵۔ ذکر و بیان سے اللہ تعالیٰ کی حمد، سید المرسلین ﷺ کی تعریف، ثنا، دین متین کی تبلیغ اور عوام کے احوال کی اصلاح مقصود ہو۔

۶۔ ذکر و بیان اور تبلیغ دین کرنے والا عالم باعمل ہو۔ کوئی جاہل اور فاسق نہ ہو اور طے کردہ فیس (اجرت) والا نہ ہو۔

۷۔ ذکر و بیان کے دوران علمی، روحانی ماحول ہو۔

تمہید کے بعد ہم عنوان کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ کہ بعض عوام اہل سنت کو کانوں کے چسکے کی بیماری لگ گئی ہے۔ کہ مذہبی اجتماع میں مقرر، نعت خوان خوش آواز ہو۔ جاہل، فاسق ہی

کیوں نہ ہو۔ بس آواز سریلی ہو۔

بعض مقررین، نعت خواں خوف خداوند تعالیٰ سے عاری ہوتے ہیں۔ وہ مذہبی بیان ،نعت خوانی کی فیس پہلے سے طے کرتے ہیں۔ بعض نعت خواں بے ریش ،بعض داڑھی منڈے ہوتے ہیں۔ جبکہ بعض نعت خواں فلمی اداکاروں کے لباس ،میک اپ میں اور خواجہ سراؤں کی حرکات ،ان کی سی اداؤں کے ساتھ گانوں کی طرز پر نعت خوانی کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ سے ایک ظالم پیشہ ور طبقہ نقیب محفل کے نام سے نمودار ہوا ہے۔ یہ وہ طبقہ ہے۔ جو بعض مجالس میں مقررین ،نعت خوانوں کی دلالی کرتا ہے اور کہیں محافل کے انتظام ،مقررین ،نعت خوانوں کے اخراجات کا ٹھیکہ کرتا ہے۔ بعض نقیب محفل مائک پر اپنے چہرہ کے اتار چڑھاو بگاڑ کر شور وغوغا سے پُر اور ادب ،احترام سے عاری مہیب آواز سے اشعار خوانی کرتے ہیں۔

عوام اہل سنت کو آگاہ کرنا ضروری ہے کہ جاہل ،پیشہ ور مقررین ،فاسق نعت خواں ،رواتی نقیب محفل مذہبی ،روحانی محافل میں بے ادبی ،بے عملی کو فروغ دے رہے ہیں۔ موضوع ،من گھڑت ،دفض پر مبنی روایات سنا کر مسلکی اور دنیوی اور اخروی نقصان کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ پیشہ ور مقررین ،فاسق نعت خواں خود تو گنہگار بنتے ہی ہیں۔ لیکن دیگر کئی مسلمانوں کو بھی گناہ کی وادی میں گرانے کا باعث بن رہے ہیں۔ اس حقیقت کی تفصیل یہ ہے۔ کہ تقریر ،نعت خوانی کیلئے فیس کی رقم طے کرنا ایسا گناہ ہے۔ کہ طے کردہ رقم لینے والا مقرر ،نعت خواں اور فیس طے کر کے رقم دینے والا اور ایسی فیس کیلئے چندہ دینے والے لوگ برابر کے گناہ گار ہوتے ہیں۔ جاہل مقررین ،فاسق نعت خواں کو داد تحسین دینے والے ،اس کی حوصلہ افزائی کرنے والے حاضرین و سامعین بھی گنہگار ہو جاتے ہیں۔ لہذا جس کی شکل وصورت ،لباس اور عمل شریعت کے خلاف ہو ،جہالت کا پیکر ،حرص دنیا کا خوگر ہو اسے مذہبی منصب دینا سراسر زیادتی ہے۔

جواب شق ثانی۔ تمہید۔ کسی کی ذات یا صفات کی طرف کمی ،نقص اور عیب کی نسبت کرنا اس کے حقوق میں سے ایک حق کی تلفی ہوتی ہے اگر بندہ کی ایسی حق تلفی ہو تو بندہ کو اختیار ہے کہ حق

تلفی کرنے والے کو معاف کردے یا قرار واقعی سزا تک پہنچائے۔ علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی حقوق العباد میں سے حق تلفی ہے۔ اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرے تو اس کی توبہ قبول ہوگی اور تین دن تک اسے مہلت دی جائے اور صبح، شام اسے وعظ و نصیحت کی جائے۔ اگر توبہ کرلے تو فبہا ورنہ چوتھے دن اسے قتل کیا جائے۔ لیکن سید المرسلین ﷺ کی شان اقدس میں کوئی گستاخی کرے تو وہ فی الفور واجب القتل ہے۔

تمہید کے بعد صورتِ مسئلہ کی شق دوم کی جز و اول کا جواب ذیل میں درج ہے۔ گستاخ رسول اگر توبہ کرلے اور تجدید ایمان کرلے تو گستاخی رسول کی سزا جو کہ قتل ہے یہ سزا معاف نہ ہوگی، اسے قتل ہی کیا جائے گا، البتہ توبہ، تجدید ایمان سے اس کی نماز جنازہ، مسلمانوں کے قبرستان میں اس کی تدفین کی جائے گی۔ گستاخ رسول نے اگر توبہ نہ کی ہو۔ تو اسے قتل کیا جائے گا۔ نماز جنازہ نہ ہوگی، مسلمانوں کے قبرستان میں اسے دفن نہ کیا جائے گا۔

اِنْ تَابَ لَمْ تُقْبَلْ تَوْبَتُه' اَبَدًا لَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا عِنْدَ النَّاسِ وَ حُكْمُه' فِي الشَّرِيْعَتِه الْمُطَهِّرَةِ عِنْدَ مُتَاخِرِيْنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ اِجْمَاعاً وَ عِنْدَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ اَلْقَتْلُ.

(خلاصۃ الفتاویٰ۔ ص ۳۸۶)

ترجمہ: اگر وہ توبہ کرلے تو اس کی توبہ نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے اور نہ بندوں کے نزدیک۔ ایسے شخص کا شریعت مطہرہ میں متاخرین، متقدمین مجتہدین کے نزدیک بالاتفاق واجب القتل ہے۔

وَفِي الْمَبْسُوْطِ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ كِنَانَةَ مَنْ شَتَمَ النَّبِيَّ ﷺ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ قُتِلَ اَوْ صُلِبَ حَيّاً وَ لَمْ يُسْتَتَبْ وَ الْاِمَامُ مُخَيَّرٌ" فِي صَلْبِه اَوْ قَتْلِه.

(الشفا ج۔۲۔ ص۔۲۱۶)

ترجمہ: مسلمانوں میں سے جو بھی سید المرسلین ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے یا اسے سولی پر لٹکایا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے امام کو اختیار ہے کہ اسے قتل کرے یا سولی پر

چڑھائے۔

جز دوم۔ گستاخ رسول کو حاکم وقت یا کوئی بھی مسلمان معاف کر سکتا ہے؟

جواب: آئمہ مجتہدین، جملہ فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ تصریح فرماتے ہیں۔ کہ سرور کائنات ﷺ یا کسی بھی نبی علیہ السلام کی شان اقدس میں توہین جیسے جرم کی سزا امت میں سے نہ کوئی مسلمان حاکم معاف کر سکتا ہے اور نہ ہی کوئی عام مسلمان۔ جب توہین رسالت جیسا جرم ثابت ہو جائے تو گستاخ توبہ کرے یا نہ کرے۔ امت میں سے کوئی شخص یا حاکم وقت یا کوئی بھی اتھارٹی، پنچائیت اسے معاف نہیں کر سکتی اسے قتل ہی کیا جائے گا۔

جز سوم۔ گستاخ رسول اگر مذہب اسلام کے خلاف مذہب رکھتا ہو تو اس کیلئے کیا حکم ہے؟

جواب: سید العلمین ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا انسان کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو۔ جب توہین رسول کا اس سے جرم ثابت ہو جائے۔ تو اس کی سزا بطور حد شرعی قتل ہی ہے۔ اگر مسلمان ہو اور توہین رسول سے توبہ کر لے یا غیر مسلم نے حالت کفر میں توہین رسول کی پھر اسلام قبول کیا۔ تو مسلمان کو توبہ اور غیر مسلم کو اسلام شرعی سزا قتل سے نہیں بچا سکتے۔ گستاخ رسول فی الفور واجب القتل ہے۔

دلائل آخر میں مذکور ہیں۔

جزء چہارم:

گستاخ رسول کو حاکم وقت یا رعایا میں سے کوئی مسلمان قتل کر سکتا ہے؟

جواب سے پہلے تمہید۔ حضور ﷺ نے بعض گستاخان رسول کو قتل کرنے کا حکم دیا اور کئی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے گستاخان رسول کو خود قتل کیا اور حضور ﷺ نے ایسے مقتولین کا خون رائیگاں قرار دیا۔ یعنی ایسے قتل پر قصاص یا دیت کا حکم جاری نہیں فرمایا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اور احادیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے، فقہاء کرام نے اپنی تصریحات میں گستاخ رسول کیلئے فاقتلوہ یعنی مطلق حکم دیا اسے قتل کرو۔ صحابہ کرام نے اور ان کے بعد ہر دور میں مسلمان اپنے ذاتی

فیصلہ، ایمانی جذبہ سے گستاخان رسول کو خود قتل کرتے آئے ہیں اور حضورﷺ نے ایسے قتل پر قصاص یا دیت کا حکم نہ دیا۔ پھر یہ کہ گستاخ رسول فی الفور واجب القتل ہے لہذا اسے فی الفور بطور شرعی حد قتل کیا جائے، قتل حاکم کرے یا عام شخص کرے۔

حوالہ جات:

وَاِنْ نَّكَثُوْا اَيْمَانَهُمْ (آیت کریمہ) وَ قَالَ اللَّيْثُ فِی الْمُسْلِمِ بِسَبِّ النَّبِیِّ ﷺ اِنَّهٗ لَايُنَاظَرُ وَلَايُسْتَتَابُ وَ يُقْتَلُ مَكَانَهٗ وَ كَذَالِكَ الْيَهُوْدِیَّ وَالنَّصَارٰی.

(احکام القرآن. ج. ۳. ص. ۱۰۵.

ترجمہ: یعنی حضرت لیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توہین رسول کرنے والے مسلمان کے بارے میں فرمایا۔

بیشک اس کو مناظرہ، توبہ کی مہلت دیے بغیر اسی جگہ (یعنی فی الفور) قتل کیا جائے۔ یہی حکم گستاخی رسول کرنے والے یہودی اور عیسائیوں کیلئے بھی ہے۔

حضور رحمۃ للعلمین ﷺ نے اپنی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے بعض گستاخوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا اور بعض سے درگزر بھی فرمایا۔ تاریخ اسلام، ذخیرہ احادیث، تصریحات فقہاء احناف، شوافع اور فقہاء مالکی، حنبلی اور کتب تفاسیر، کتب علم العقائد میں کوئی ایک جزئی بھی نہیں مل سکتی کہ کوئی امتی حضورﷺ یا کسی بھی نبی کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے کو معاف کر سکے۔

بعض مقررین، نعت خواں بیان کرتے ہیں کہ دائیاں جب مکہ مکرمہ میں بچے لینے آئیں تو انہوں نے حضورﷺ کو یتیم، غریب سمجھ کر گود میں نہ لیا اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو اور کوئی بچہ نہ ملا تو اس نے حضورﷺ کو لے لیا۔ علماء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ حضورﷺ کی طرف یتیمی اور غربت کی نسبت کر کے آپﷺ کا تعارف کرانا منع ہے۔

حوالہ جات:

يَنْبَغِیْ لِمَنْ يَّكُوْنُ فِطْنًا اَنْ يُّحْذِفَ مِنَ الْخَبَرِ مَا يُوْهِمُ فِی الْمُخْبَرِ عَنْهُ

نَقصاً وَّلَا یَضُرُّہٗ ذٰلِکَ بَلْ یَجِبُ۔

(الصارم المسلول۔ص۲۷۲)

ترجمہ: ہر ذکی، فہیم کو چاہیے کہ کوئی بھی واقعہ بیان کرتے وقت ہر اس لفظ (انداز بیان) کو حذف کردے جس میں آپ ﷺ کے بارے نقص، عیب کا شائبہ پیدا ہونے کا خدشہ ہو۔ ایسا کرنا اسے مضر نہیں بلکہ اس پر واجب ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ اِنَّ یَھُوْدِیَۃً کَانَتْ تَشْتَمُ النَّبِیَّ ﷺ وَ تَقَعُ فِیْھَا فَخَنَقَھَا رَجُلٌ حَتّٰی مَاتَتْ فَاَبْطَلَ النَّبِیُّ ﷺ دَمَھَا۔۔

(مشکوۃ شریف۔ص۶۵۔ سنن ابی داؤد۔ج۲۔ص۲۵۲۔)

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ایک یہودی عورت حضور ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ ایک آدمی (صحابی) نے اسے گلا دبا کر قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔

اِنَّہٗ حَدٌّ" فَلَا یُسْقَطُ بِالتَّوْبَۃِ لَا مُتَصَوَّرٌ" فِیْہِ خِلَافٌ" لَا حَدٌّ لِاَنَّہٗ حَقٌّ" تَعَلَّقَ بِہٖ حَقُّ الْعَبْدِ فَلَا یُسْقَطُ بِالتَّوْبَۃِ کَسَائِرِ حُقُوْقِ الْاٰدَمِیِّیْنَ۔

(تنبیہ الولاۃ والحکام۔ص۳۲۸)

ترجمہ: سید العلمین ﷺ کی توہین کرنے والے کا قتل بطور حد لازم ہے۔ جو توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتا۔ اس مسئلہ میں کسی مسلمان کے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ یہ حقوق العباد سے ہے۔ جس طرح دوسرے حقوق العباد توبہ اور کسی اور کے معاف کرنے سے معاف نہیں ہوتے۔ پھر یہ تو سید المرسلین ﷺ کا حق ہے۔ اسے کوئی امتی ہرگز معاف نہیں کر سکتا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آلہٖ و اصحابہ اجمعین۔

حررہ محمد طیب ارشد

مہتمم: شمس العلوم جامعہ غوثیہ رضویہ

کلور کوٹ ضلع بھکر

حضرت العلام مولانا مفتی ابوحماد احمد میاں برکاتی حفظہ اللہ تعالی

شیخ الحدیث دار العلوم احسن البرکات حیدر آباد سندھ

الجواب هو الموفق للصواب

(۱) صورت مسئولہ عنہا میں بیان کردہ واقعہ جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، کافی تلاش کے باوجود کسی بھی حدیث وسیرت کی معتبر کتاب میں نہیں ملا۔ یہ محض سنی سنائی اور موضوع روایت ہے، جسے واعظین بیان کرتے ہیں علاوہ ازیں سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کی چھٹی کلاس کی ''سندھی'' کے دوسرے سبق میں بھی شامل کیا گیا ہے۔ یہ روایت موضوع ہے اور موضوع روایت کا حکم تیسیر مصطلح الحدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

أجمع العلماء على أنه لا تحل روايته لأحد علم حاله في أى معنى كان إلا مع بيان وضعه.

ترجمہ

یعنی علماء کرام کا اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ موضوع روایت کو بیان کرنا جائز نہیں ہے، ایسی روایت کی حالت کو جاننے والے کے لئے خواہ وہ کسی معنی میں ہو۔ ہاں اس روایت کے موضوع ہونے کو بیان کرکے بیان کیا سکتا ہے۔

(تیسیر مصطلح الحدیث:، أبو حفص محمود بن أحمد بن محمود طحان النعیمی :111)

کتب احادیث میں اس کے برعکس روایات موجود ہیں کہ اس طرح ایذا پہنچانے والوں کے خلاف رسول اللہ ﷺ نے دعائے ضرر فرمائی۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ السُّورَمَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ، إِذْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَلَا تَنْظُرُونَ إِلَى هَذَا الْمُرَائِي أَيُّكُمْ يَقُومُ إِلَى جَزُورِ آلِ فُلَانٍ، فَيَعْمِدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلَاهَا، فَيَجِيءُ بِهِ، ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتَّى إِذَا سَجَدَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَانْبَعَثَ أَشْقَاهُمْ، فَلَمَّا سَجَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ؟ وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا، فَضَحِكُوا حَتَّى مَالَ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ مِنَ الضَّحِكِ، فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَهِيَ جُوَيْرِيَةٌ، فَأَقْبَلَتْ تَسْعَى وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ، وَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ، قَالَ: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، ثُمَّ سَمَّى: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَوَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى الْقَلِيبِ، قَلِيبِ بَدْرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيبِ لَعْنَةً.

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ شریف میں نماز ادا کر رہے تھے کہ قریش کے کچھ افراد مخصوص جگہوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا: کیا تم اس شخص کو دیکھ رہے ہو نا جو کعبہ کے لئے کام کر رہا ہے؟ تم میں سے کون شخص فلاں قبیلے کی اونٹنی کے پاس جائے اور اس کے گوبر اور اس کا خون اور اس کی اوجھڑی لے کر آئے اور اسے ان صاحب کے کندھے پر ڈال دے جب وہ سجدے میں جائیں۔ راوی

کہتے ہیں کہ ان میں جو سب سے زیادہ بد بخت تھا اس کو بھیجا، جب رسول اللہ ﷺ سجدے میں گئے اس نے رسول اللہ ﷺ کے مبارک کندھوں پر وہ اوجھڑی رکھ دی۔ رسول اللہ ﷺ سجدے میں ہی رہے وہ کافر ہنستے رہے یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ پھر کوئی شخص حضرت سیدہ کائنات فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا وہ ابھی کمسن بچی تھیں۔ وہ دوڑتی ہوئی آئیں۔ نبی اکرم ﷺ ابھی سجدے میں ہی تھے آپ رضی اللہ عنہا نے وہ چیز رسول اللہ ﷺ سے ہٹائی اور پھر ان کافروں کو بہت سخت برا بھلا کہا۔ جب نبی کریم ﷺ نے نماز مکمل کی تو ان کے خلاف یہ دعا کی۔ اے اللہ! قریش کو ہلاک کر دے۔ اے اللہ! قریش کو ہلاک کر دے۔ اے اللہ قریش کو ہلاک کر دے۔ اے اللہ! عمرو بن ہشام کو ہلاک کر دے۔ عتبہ بن ربیعہ کو شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عتبہ کو اور امیہ بن خلف کو عقبہ بن ابی معیط کو اور عمارہ بن ولید کو ہلاک کر دے۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کی قسم! میں نے غزوہ بدر میں دیکھا یہ سارے اوندھے پڑے ہوئے ہیں، پھر ان سب کو کھینچ کر لا کر بدر کے کنویں میں پھینک دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس گڑھے والوں کے پیچھے لعنت جاری رہے گی۔

(صحیح البخاری : محمد بن اسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۱:۱۱۰))

(۲) گستاخ رسول کی سزائے شرعی صرف موت ہے۔ اس کو معاف کرنے کا حق کسی کو حاصل نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں اگر کسی کا یہ جرم معاف کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں مگر اب کسی صورت کوئی بھی شخص، حاکم وغیرہ آپ ﷺ کی طرف سے اس جرم کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتے مزید تفصیل کے لئے فتاوی رضویہ شریف (۱۴: ۳۹۷ تا ۳۰۴) ملاحظہ فرمائیں۔

ھذا ما عندی واللہ تعالی اعلم بالصواب

حررہ نائب مفتی عبدالجبار کشمیری رکن مجلس دارالافتاء احسن البرکات

الجواب صحیح ابوحماد مفتی احمد میاں برکاتی مہتمم و شیخ الحدیث

دارالعلوم احسن البرکات حیدرآباد سندھ

۲۸ جمادی الاول ۱۴۴۰ھ/ ۶ مارچ ۲۰۱۹ء)

حضرت العلام شیخ الحدیث قبلہ پیر غلام رسول القاسمی حفظہ اللہ

الجواب بتوفیق اللہ الوہاب

یہ واقعہ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں مل سکا۔

ثانیاً: بہت سے علماء کرام سے اس کے بارے میں پوچھا مگر سب نے جواب نفی میں دیا۔

ثالثاً: انٹرنیٹ پر تلاش کی کوشش کی گئی مگر دستیاب نہ ہوا، اس کی کتاب، اس کی سند، اور اس کے راوی تک کا علم نہیں ہو سکا۔

رابعاً: اس کے الفاظ پر غور کیا تو درایت کے اعتبار سے بھی درست معلوم نہ ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اسی راستے سے بھلا روزانہ کیوں گزرتے ہوں گے؟ اور گزرتے ہوں گے تو عین اسی ایک ہی وقت پر ہی کیوں گزرتے ہوں گے؟۔ اگر عین اسی وقت ہی گزرتے ہوں گے تو کیا وہ خاتون اس انتظار میں بیٹھی رہتی ہوگی کہ آپ ﷺ کے عین اوپر کوڑا پھینکنے میں وہ ہر بار کامیاب ہو جاتی ہوگی؟۔ عجیب بات ہے کہ نبی کریم ﷺ اس عورت کی ایک دو بار ایسی حرکت کے بعد محتاط کیوں نہ ہوئے ہوں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ خود فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا۔

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۸:۳۱)

واللہ تعال اعلم ورسولہ ﷺ

کتبہ الفقیر غلام رسول القاسمی

سرگودھا

حضرت قبلہ مولانا عون محمد سعیدی حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امت مسلمہ کا شروع سے یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ وہ اپنے سچے نبی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہر لحاظ سے انتہائی حد تک محتاط چلی آرہی ہے.

مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کسی بھی بات کو بلا تحقیق وتصدیق منسوب کرنے سے بے حد گھبراتے ہیں . آپ ﷺ کی طرف جو بھی بات منسوب ہو اس پر آنکھیں بند کر کے اعتبار نہیں کرتے بلکہ مستند حدیث وسیرت کی کتب کی طرف رجوع کر کے اس کی اچھی طرح چھان بین کرتے ہیں، صرف کتب پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ ساتھ ساتھ راویوں کی بھی خوب جانچ پڑتال کرتے ہیں.

یہ تو محتاط اہل علم مسلمانوں کا طریقہ ہے، مگر بہت سے غیر محتاط کم علم مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس سلسلے میں غفلت مجرمانہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور بہت سی روایات بلا تحقیق سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر دیتے ہیں، پھر وہ غیر معتبر باتیں عوام میں مشہور ہو جاتی ہیں، خطباء کی رنگ آمیزیوں کی وجہ سے ایسی روایات کاذبہ کو چار چاند لگ جاتے ہیں.

اللہ تبارک وتعالی اپنی جناب خاص سے ان محقق علماء کو اجر عظیم عطا فرمائے جو ہر دور میں اپنے قیمتی اوقات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث وسیرت کے لیے وقف کرتے چلے آرہے ہیں، وہ فقط رضائے الہی کی نیت سے حق وباطل اور سچ جھوٹ میں خط امتیاز کھینچ کر لوگوں کے دین وایمان کی حفاظت کرتے ہیں، انھیں کے دم قدم سے دین کی بہاریں ہیں.

سابقہ ادوار کی طرح ہمارے اس دور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کئی غلط روایات منسوب ہیں، کم علم خطباء انہیں مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں، جو یقینا ایک بہت بڑا جرم ہے.

ایسی ہی روایات میں سے ایک یہ روایت بھی ہے کہ ایک عورت روزانہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ میں کوڑا پھینک دیا کرتی تھی، ایک دن نہ پھینکا تو آپ ﷺ اس کے گھر خیریت

دریافت کرنے کے لیے تشریف لے گئے.

یہ روایت سکول کی نصابی کتب تک میں بھی درج کردی گئی، مائیں اپنے بچوں کو سیرت کے واقعہ کے طور پر سناتی ہیں اور خطباء پتہ نہیں کیسی کیسی رنگ آمیزی کر کے لوگوں کو سناتے ہیں اور داد و تحسین وصول کرتے ہیں.

دوسری طرف لبرل طبقہ اس روایت کو لے اڑا اور اس بے بنیاد روایت کی بنیاد پر یہ بدترین دعوٰی کرنے لگا کہ اگر کوئی شخص نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کا ارتکاب کرلے تو اس کو کچھ نہ کہا جائے، آخر ایک عورت بھی تو آپ ﷺ کی راہ میں کوڑا اپھینکتی تھی مگر آپ ﷺ نے اس کے ساتھ حسن سلوک فرمایا. ان ظالموں کی عقلیں کتنی کمزور، دل کتنے گندے اور زبانیں کتنی بے باک ہیں کہ ایک تو دعوی ہی غلط کرتے ہیں اور دوسرا دلائل بھی جھوٹے لے کر آتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حدیث وسیرت کی امہات الکتب میں ایسی کسی روایت کا صراحۃ تو دور کی بات اشارۃ بھی کوئی ذکر نہیں ہے، یہ پتہ نہیں کس جاہل نے خود سے گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کردی، آئندہ کوئی بھی مسلمان اس واقعے کا اپنی تحریر و تقریر وغیرہ میں قطعا قطعا ذکر نہ کرے بلکہ اگر کوئی دوسرا بھی کر رہا ہو تو اسے منع کرے، کیونکہ حضور ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا سخت ترین گناہ ہے اور خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہے.

از قلم: پروفیسر عون محمد سعیدی مصطفوی، جامعہ نظام مصطفی نزد طبیہ کالج اندرون ملتانی گیٹ بہاولپور

محدث کبیر محقق العصر قبلہ مولانا مفتی عباس قادری رضوی حفظہ اللہ تعالی

مفتی حنفیہ ابو ظہبی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالی وبرکاتہ

کوشش بسیار کے باوجود مذکورہ روایت حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نہیں مل سکی اور ایسے

ہی وہ روایت بھی جو عام طور پر بعض واعظین بیان کرتے ہیں کہ ایک بڑھیا مکہ شریف سے اس لئے ہجرت کررہی تھی کہ کہیں نبی کریم ﷺ اس کو مسلمان نہ کردیں، وہ اپنا سامان باندھے راستے پر کھڑی تھی کہ اس کا سامان اٹھانے والا کوئی نہیں تھا تو نبی کریم ﷺ نے اس کا سامان اٹھا کر اس کو اس کی منزل مقصود تک پہنچادیا جس کی وجہ سے وہ مسلمان ہوگئی تھی۔

المختصر هذاماعندی واللہ تعالی اعلم بالصواب

محمد عباس قادری رضوی

شیخ الحدیث مفتی محمد اسماعیل ضیائی صاحب حفظہ اللہ تعالی

شیخ الحدیث مفتی محمد احسن نوید نیازی صاحب حفظہ اللہ تعالی

الجواب اللہ هدایة الحق والصواب

کثیر تتبع اور بسیار تلاش کے بعد نتیجہ تحقیق یہ نکلا کہ سوال میں مذکورہ قصہ حدیث یا سیرت کی کسی مستند کتاب سے معتبر طور پر ثابت نہیں، اور درایۃً بھی یہ قصہ درست معلوم نہیں ہوتا۔

حضور جان عالم ﷺ یقیناً خلق عظیم کے حامل اور رحمۃ للعالمین تھے، اس پر آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کی شہادت موجود ہے مثال کے طور پر چند کا ذکر درج ذیل ہے۔

(۱) ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب! تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تم تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

(سورۃ آل عمران رقم الآیۃ ۱۵۹)

(۲)﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

(سورۃ توبہ رقم الآیۃ:۱۲۸)

(۳)﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔

(سورۃ الانبیاء رقم الآیۃ:۱۰۷)

(۴)﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾

اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔

(سورۃ القلم رقم الآیۃ:۴)

احادیث شریفہ

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا.

ترجمہ

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں بہترین اخلاق والے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح: محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری الجعفی (۴۵:۸)

دوسری حدیث شریف

وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ.

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ برائی کا بدلہ برائی

سے نہیں دیتے تھے بلکہ درگزر فرماتے تھے اور معاف فرمادیتے تھے۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح محمد بن إسماعیل أبوعبداللہ البخاری الجعفی (۱۳۵:٦)

تیسری حدیث شریف

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ، وَابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالَا: حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ، عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ: إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا، وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً.

ترجمہ

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا بلکہ میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۲۰۰٦:۴)

چوتھی حدیث شریف

فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ الْقُرْآنَ.

ترجمہ

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بے شک اللہ تعالی کے نبی ﷺ کا اخلاق قرآن کریم تھا۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۵۱۲:۱)

حضور جان عالم ﷺ کے خلق عظیم اور رحمت عامہ کے موضوع پر قرآن کریم اور حدیث اور مستند کتب سیرت کا معتبر مواد بیان کرنا چاہئے، بے اصل اور من گھڑت قصوں کی ضرورت ہے نہ اجازت۔

حضور جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (صحیح البخاری:۲:۸۰)

پتا نہیں کس خدا ناترس نے یہ قصہ گھڑا، داستان گو، ناخواندہ واعظین کے خطبات کا کیا ذکر، حد تو یہ ہے کہ بعض دانش وروں نے اسے سکول کی نصابی کتب کا حصہ بنالیا ہے۔

والی اللہ المشتکی۔

اب حکم شرع یہ ہے کہ اس روایت کو بیان کرنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ مقرون بالرد ہو (یعنی صرف اس کی تردید کے لئے بیان کیا جائے) اصحاب حل وعقد کو چاہئے کہ فی الفور اسکول کی نصابی کتب سے اس روایت کے اخراج کا اہتمام کریں۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ

خویدم الحدیث والفقہ مفتی محمد احسن نوید خان نیازی نائب رئیس دارالافتاء الفیضان

۲۹ جمادی الاخری ۱۴۴۰ھ/ ۷ مارچ ۲۰۱۹)

الجواب صحیح شیخ الحدیث محمد اسماعیل ضیائی

رئیس دارالافتاء امجدیہ رئیس دارالافتاء الفیضان

محقق اہل سنت استاد العلماء مولانا مفتی حفیظ اللہ مہروی حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد

روایت مذکورہ سیرت وکتب حدیث کی کسی معتبر کتاب کے حوالے سے میری نظر سے نہیں گزری، جولوگ بیان کرتے رہتے ہیں ثبوت اورصواب وعقاب کے وہی ذمہ دار ہیں البتہ یہ روایت درایۃ مخدوش نظر آتی ہے، کیونکہ حضور اکرم ﷺ سے متاثر ہوکر ایمان لے آنا اس حد تک تو بات بشرط ثبوت تسلیم ہوسکتی ہے کیونکہ اس طرح کے ملتے جلتے واقعات کتب سیرت میں پائے جاتے ہیں مگر کسی کے ہاں جاکر اس کے گھر کی صفائی کرنا، پانی وغیرہ بھرنا وغیرہ وغیرہ ان امور کا ذکر نا تو کتب سیرت وحدیث میں ملتا ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کی شان ارفع واعلی کے لائق ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ان امور کا انتساب کرنا بھی اس قدر سخت بے ادبی اور گستاخی ہے جس کا انجام جہنم ہے۔

حدیث نبوی میں ہے کہ

(وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)

ترجمہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جوشخص مجھ پر عمداً جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا جہنم بنالے۔

(صحیح مسلم :مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (1:10)

رہا گستاخ رسول کی معافی کا معاملہ تو اس بارے میں جمیع اہل اسلام کا اجماع واتفاق

ہے کہ گستاخ رسول کو معاف کرنا یا بوجہ توبہ اس کی جان بخشی کردینا یہ صرف اور صرف خود رسول اللہ ﷺ کا اپنا ذاتی حق اور اختیار ہے چاہیں تو معاف فرمادیں اور چاہے تو غلاف کعبہ میں چھپے ہوئے دشمن ابن خطل کو وہیں قتل کروادیں، آپ ﷺ اپنے حق کے خود مالک ہیں کوئی دوسرا کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو رسول اللہ ﷺ کے اس حق اختیار کو ہرگز استعمال نہیں کرسکتا بلکہ اس پر تو فقط یہی واجب ولازم ہے کہ اسلامی عدالت کے ذریعے سے اس گستاخ پر حد شرعی جاری کرتے ہوئے ﴿تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ﴾ سورۃ الفتح رقم الآیہ ۹) پر اپنا ایمان اور عمل یقینی بنائے۔

یہ تمام مضمون درج ذیل کتابوں سے لیا گیا ہے۔

کتب صحاح فی الحدیث، شفاء شریف، الصارم المسلول، مقام رسول، تفسیر مظہری، تفسیر روح البیان، تفسیر ابی السعود، درمختار، ردالمختار۔

اگر تفصیل مزید مطلوب ہو تو صحاح ستہ سمیت کتب مذکورہ کے متعلقہ مقامات کا مطالعہ کریں، ان شاء اللہ العزیز ضرور شرح صدر ہوگا۔

ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب الیہ المرجع والمآب

حررہ محمد حفیظ اللہ مہروی

از جامعہ تازکیہ توقیر المدارس کوٹ غلام قادر لڈن وہاڑی

(۲۴ جمادی الاخری ۱۴۴۰ھ/۳ مارچ ۲۰۱۹ء)

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ذوالفقار علی خان نعیمی ککرالوی انڈیا

الجواب بعون الملک الوھاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

صورت مسئولہ میں بیان کردہ حدیث تلاش بسیار کے باوجود کسی بھی حدیث وسیرت کی معتبر ومشہور کتاب میں نظر نہیں آئی، البتہ ایک روایت معتبر کتب حدیث وسیر میں پائی جاتی ہے جس کا مفہوم ذکر کردہ روایت کے بالکل برعکس ہے، ملاحظہ ہو

كنت بين شرّ جارين أبي لهب وعقبة بن أبي معيط، إن كانا ليأتيان بالفروث فيطرحونها على بابي حتي نهم ليأتون ببعض مايطرحون من الأذى .

بعض کتابوں میں یہ روایت کچھ الفاظ کے اضافے کے ساتھ یوں ہے۔

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ . أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عن أبيه عن عائشة قالت(قال رسول الله ﷺ: كُنْتُ بَيْنَ شَرِّ جَارَيْنِ بَيْنَ أَبِي لَهَبٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ إِنْ كَانَا لَيَأْتِيَانِ بِالْفُرُوثِ فَيَطْرَحَانِهَا عَلَى بَابِي حَتَّى إِنَّهُمْ لَيَأْتُونَ بِبَعْضِ مَا يَطْرَحُونَ مِنَ الْأَذَى فَيَطْرَحُونَهُ عَلَى بَابِي فَيَخْرُجُ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ،فَيَقُولُ: يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ أَيُّ جِوَارٍ هَذَا ثُمَّ يُلْقِيهِ بِالطَّرِيقِ.

(الطبقات الكبرى : أبو عبدالله محمد بن سعد بن منيع الهاشمي ،البغدادي المعروف بابن سعد(۱:۵۷)

(التيسير بشرح الجامع الصغير :زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف ثم المناوي القاهري(۲:۲۴)

ان دونوں روایتوں کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط دونوں بدترین پڑوسیوں کے بیچ میں رہتا ہوں جو گوبر کے اوجھ اور بعض اوقات تکلیف دینے والی چیزیں (پاخانہ،خون وغیرہ) میرے دروازے پر پھینکتے ہیں تو نبی کریم ﷺ باہر نکلتے اور ان دونوں سے کہتے: اے عبد مناف کی اولاد! یہ کونسا پڑوس ہے؟ مطلب یہ کہ کیا یہی پڑوسی کا حق ہوتا ہے؟ پھر اس گندگی کو راستہ سے ہٹا دیتے،اس روایت سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

اولاً: نبی کریم ﷺ نے ابولہب اور عقبہ بن ابی معیط جو آپ ﷺ کے بالکل پڑوس میں رہتے تھے بس ایک دیوار کا فرق تھا ان دونوں کو کوڑا گندگی وغیرہ ڈالنے کے سبب بدترین پڑوسی بتایا،دوسری بات یہ ہے کہ دونوں کو یہ کہہ کر تنبیہ کی کیا یہی پڑوسی کا حق ہے؟۔

استفتاء میں درج اس روایت میں کھلا تضاد ہے نبی کریم ﷺ نے بوڑھی پڑوسی کے کوڑا ڈالنے پر نہ بدترین پڑوسی قرار دیا اور نہ ہی اسے کوئی تنبیہ کی ، بلکہ اس کے گھر جا کر اس کا کام

کیا اور ابولہب اور عقبہ کو بدترین پڑوسی بتایا اور تنبیہ بھی کی، بلکہ بخاری شریف کی روایت میں عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کے لئے دعائے ہلاکت کا بھی ذکر ملتا ہے۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي ظِلِّ الكَعْبَةِ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ: وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَنُحِرَتْ جَزُورٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ، فَأَرْسَلُوا فَجَاءُوا مِنْ سَلاَهَا وَطَرَحُوهُ عَلَيْهِ، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ، فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ، فَقَالَ: اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِي قَلِيبِ بَدْرٍ قَتْلَى.

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي (۴:۴۴))

ترجمہ

حضرت سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے کہ ابوجہل اور قریش کے بعض لوگوں کے اکسانے پر کسی (عقبہ بن ابی معیط) نے اونٹ کی اوجھڑی لاکر رسول اللہ ﷺ کے اوپر ڈال دی، حضرت سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہما نے آکر اسے ہٹایا تو نبی کریم ﷺ نے ابوجہل، عتبہ، شیبہ، ولید، ابی بن خلف اور عقبہ ابی معیط کے لئے ہلاکت کی دعا کی۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں جنگ بدر میں قتل ہوتے ہوئے دیکھا۔

بخاری شریف کی دوسری روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے یعنی نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان گڑھے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ القَلِيبِ لَعْنَةً.

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي (۱:۱۱۰))

الحاصل: عقبہ بن ابی معیط بھی پڑوسی تھا لیکن اس کے کوڑا کچرا وغیرہ ڈالنے پر نبی کریم ﷺ اس کے لئے بھی اور اس کے ساتھیوں کے لئے بھی دعائے ہلاکت فرماتے ہیں اور ابولہب اور عقبہ کو پڑوسی کے حقوق کی یاددہانی کراتے ہیں نیز انہیں گندگی گھر کے دروازے پر ڈالنے کی وجہ سے بدترین پڑوسی قرار دیتے ہیں لیکن اس عورت کو کوڑا ڈالنے پر کچھ نہیں فرماتے بلکہ اس کی خیریت کے لئے اس کے گھر جاتے ہیں اور اس کے گھر کے کام کرتے ہیں جیسا کہ بعض واعظین نے مشہور کر رکھا ہے، یہ بالکل خلاف معقول بات ہے، بخاری شریف اور کتب حدیث وسیر کی ذکر کردہ روایات کے مقابلے میں عورت کے کوڑا ڈالنے والی روایت بالکل غیر معقول غیر معتبر و مستند اور ناقابل قبول ہے۔

(۲) گستاخ رسول کی سزائے شرعی صرف موت ہے، اس کو معاف کردینے کا حق کسی کو بھی حاصل نہیں ہے، ہاں البتہ وہ اگر سچی توبہ کرے تو اس کی توبہ مقبول مانی جائے گی البتہ اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام اسے بعد توبہ بھی سزا دے یا نہیں؟ راجح قول یہی ہے کہ اسے بعد توبہ قتل نہیں کیا جائے گا۔

حضور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجیز کردری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں

الاذا اسب الرسول ﷺ او واحدا من الانبیاء علیهم السلام فلاتوبة له واذاشتمه علیه الصلوة والسلام سکران لایعفی .

ترجمہ

جو رسول اللہ ﷺ یا کسی بھی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرے دنیا میں بعد توبہ بھی اسے قتل کی سزا دی جائے گی، یہاں تک کہ اگر کسی نے نشہ کی بے ہوشی میں کلمہ گستاخی بکا جب بھی معافی نہیں دیں گے۔

(فتاوی رضویہ جدید (۱۴: ۲۹۹ تا ۳۰۰)

اور پھر اس تعلق سے مزید کتب معتبرہ کی عبارات پیش کرنے کے بعد خلاصہ بحث کے طور

پر فرماتے ہیں کہ بالجملہ اشخاص مذکورین کے کفر وارتداد میں اصلاً شک نہیں، دربارہ اسلام ورفع دیگر احکام ان کی توبہ اگر سچے دل سے ہو ضرور مقبول ہے، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام انہیں بعد توبہ واسلام صرف تعزیر دے یا اب بھی سزائے موت دے، وہ جو بزازیہ اور اس کے بعد کی بہت سی کتب معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں اور اس کی بحث یہاں بے کار ہے، کہاں سلطان اسلام اور کہاں موت کے احکام؟ صدہائے خبیث اخبث ملعون انجس ہیں کہ کلمہ گو بلکہ اعلیٰ درجہ کے مسلمان مفتی، واعظ، مدرس اور شیخ بن کر اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی شان میں ملعونات لکھتے بکتے اور چھاپتے ہیں اور ان سے کوئی تو کہنے والا نہیں اور اگر انہیں کہے تو نا صرف ان کے بلکہ بڑے بڑے مہذب بننے والے مسلمانوں کے نزدیک یہ بے تہذیبی اور تشدد ہو (مرجع سابق :۳۰۴)

مزید فرماتے ہیں: ہمارے ائمہ مذہب رضی اللہ عنھم کے نزدیک ساب (یعنی رسول اللہ ﷺ کا گستاخ) مرتد ہے اور اس کے سب احکام مثل مرتد، مرتد اگر توبہ کرے **تقبل ولا یقتل۔** (توبہ قبول کی جائے گی اور قتل نہیں کیا جائے گا) مرجع سابق (۱۵:۱۵۶)

الحاصل: گستاخ رسول کی سزا موت ہے البتہ سچے دل سے توبہ کرے اور علماء حقہ کے نزدیک وہ توبہ شرعی ہو تو توبہ قبول کی جائے گی اور قتل نہ کیا جائے گا۔

کتبہ محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خان کاشی پور اتراکھنڈ انڈیا

مورخہ ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۰ھ)

حضرت قبلہ مفتی ظہور احمد جلالی حفظہ اللہ تعالیٰ

بڑھیا کے کوڑا پھینکنے والا واقعہ کافی تلاش کے باوجود کسی معتبر کتاب میں نہیں ملا حتی کہ نزہۃ المجالس جو کہ رطب ویابس کا مجموعہ ہے اس میں بھی نہیں ملا، البتہ سکول کی کتابوں میں بلا حوالہ یہ واقعہ درج ہے

والله تعالی اعلم بالصواب

ظہور احمد جلالی

دارالعلوم محمدیہ اہل سنت حاجی پارک مانگا منڈی ضلع لاہور

شیخ الحدیث مفتی غلام مصطفیٰ رضوی حفظہ اللہ

شیخ الحدیث جامعہ انوار العلوم مدینۃ الاولیاء ملتان شریف

الجواب

(۱) روایت مذکورہ محض واعظین کا اختراع معلوم ہوتی ہے، کسی حدیث یا کسی معتبر کتاب میں یہ روایت نظر سے نہیں گزری۔

(۲) العیاذ باللہ کسی امتی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو معاف کردے۔

والله تعالی اعلم

کتبه مفتی غلام مصطفی رضوی

مہر دارالافتاء مدرسہ عربیہ انوار العلوم ملتان شریف

شیخ الحدیث مفتی محمد الطاف سعیدی صاحب حفظہ اللہ

مفتی محمد احسن سعیدی صاحب حفظہ اللہ

مفتی محمد منیر الحق سعیدی حفظہ اللہ

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين

اما بعد :

بہت زیادہ کوشش اور تحقیق کے بعد ہمیں اس کا کوئی مستند حوالہ نہیں مل سکا اور ہمیں جس

قدر مصادر ...یث میسر تھے ان میں ہمیں یہ حدیث نہیں ملی۔ چند خطباء (جو کہ جید علماء میں سے نہیں ہیں) کی کتب میں بغیر سند کے یہ روایت موجود ہے۔

نیز سیرت کے بڑے بڑے مصادر اور مستند علماء سیرت سے بھی اس کا حوالہ نہیں مل سکا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

حضرت سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کرنا شروع کر دے۔

(مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشيري النيسابوري (۱:۱۰)

کتبہ مفتی محمد احسن علی سعیدی مفتی جامعہ حنفیہ رضویہ سعیدیہ مصباح العلوم سنی حنفی بریلوی

الجواب صحیح

منیر الحق سعیدی سیٹیر نزد دربار بابا نتھے شاہ کرم پور روڑ تحصیل میلسی ضلع وہاڑی

حضرت علامہ مفتی فضل احمد چشتی صاحب

شیخ الحدیث سندر لاہور

الجواب ھوالوھاب للصواب

ہمارے علم کے مطابق تاریخ اسلام میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا، معتبرات کا کیا ذکر غیر معتبرات میں بھی دیکھنے کو نہیں ملا، سوائے کذاب مقررین کی اختراع کے کچھ نہیں لگتا۔

(۲) کسی امتی کے لئے خدا جل شانہ اور رسول اکرم ﷺ کے گستاخ کو معاف کرنے کا حق اور جواز سمجھنا از خود کفر اور ارتداد ہے سوائے ایک صورت کے اور وہ ہمارے فقہاء احناف کے نزدیک ہے کہ وہ کلمہ پڑھ کر سچے دل سے مسلمان ہو جائے اس صورت میں مسلمانوں کا حق ہے کہ اس کو سزا نہ دیں، اور اس کی توبہ و معافی کے ساتھ اس کو سزا دینے اور قتل کرنے سے خدا جل

شانہ ورسول اللہ ﷺ اور شریعت نے روکا ہے تو اس صورت میں مسلمان معاف نہیں کر رہے بلکہ خدا اور رسول ﷺ معاف کر رہے ہیں، لھذا اس صورت کے علاوہ کسی اور صورت میں یہ سمجھنا کہ کسی مسلمان کو گستاخ خدا جل جلالہ اور رسول اللہ ﷺ کو معاف کرنے کی اجازت اور حق ہے یہ از خود کفر ہے ،اس کو اسی تحریر میں واضح کیا گیا ہے، باقی رسول اللہ ﷺ کی جانب سے بعض گستاخوں کو معاف کرنے کے واقعات ملتے ہیں اگرچہ عورت کا مذکورہ واقعہ کوئی ثبوت نہیں رکھتا ان واقعات سے امت کے لئے گستاخ کو معاف کرنے اور بغیر توبہ کے اس کو سزا سے بچانے کے لئے استدلال کرنا سراسر جہل ہے اگر جاہل ایسا کرے، اور اگر کوئی صاحب علم و دانش ایسا کرتا ہے تو کافر ہے، اس سلسلے میں دلیل کے طور پر ایک آیت کریمہ اور ایک بخاری و مسلم کی حدیث شریف پیش کی جاتی ہے۔

آیت مبارکہ

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللهَ وَ رَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْأٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(سورۃ الاحزاب رقم الآیہ ۵۷) پارہ نمبر ۲۲)

حدیث مبارکہ

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا.

(صحیح البخاری کتاب الرحمن، باب رحمن السلاح، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری الجعفی (۱۸۹:۴)

وفی مسلم بلفظ " فان انتهکت حرمة الله کان اشد الناس غضبا لله .

وفی فتح الباری لابن حجروَفِیهِ تَرْکُ الْحُکْمِ لِلنَّفْسِ وَإِنْ کَانَ الْحَاکِمُ مُتَمَکِّنًا مِنْ ذَلِکَ بِحَیْثُ یُؤْمَنُ مِنْهُ الْحَیْفُ عَلَی الْمَحْکُومِ عَلَیْهِ لَکِنْ لِحَسْمِ الْمَادَّةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

(فتح الباری شرح صحیح البخاری: أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی (۲:۵۷۶)

اور جن گستاخوں کو حضور ﷺ نے قتل کروایا وہ امر ربی اور حرمت دینی کی وجہ سے قتل کروایا تھا۔

۳ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ/ ۷ جولائی ۲۰۱۹ء) بروز جمعہ

فضل احمد چشتی عفی عنہ سندر لاہور

الشیخ مفتی محمد علی الازہری حفظہ اللہ تعالی حال مقیم مصر

سؤال:

ایک قصہ جو ہم کثرت سے سنتے ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ پر کوڑا پھینکا کرتی تھی تو جب وہ بیمار ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسکے گھر عیادت کو گئے تو کیا اس قصہ کی کوئی اصل ہے؟

جواب:

الحمد لله رب العالمين والصلاه والسلام على أشرف الأنبياء وأفضل المرسلين وأكرم العباد وعلى آله وصحبه ومن تبعهم باحسان إلى يوم الدين.

وبعد:

جب سے ہماری محافل واجتماعات کے سٹیج جید علماء کرام کے بیانات سے محروم ہو کر بارہ تقریریں یا نورانی تقریریں یا کیسٹیں سن کر سریلے بننے والے واعظ وخطباء ونقیبان وقوال ونعت خواں حضرات کے سپرد ہوئے ہیں اُس وقت سے دین کا مذاق بنایا جارہا ہے، اور بغیر کسی خوف و

خطر کے حضور صلی اللہ علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہوئے اُیسے قصے بیان کیے جاتے ہیں جنکی نہ تو کوئی اُصل ہوتی ہے حتی کہ جھوٹے ومن گھڑت ہوتے ہیں اُیسے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کذاب فتنہ باز و گمراہ کہا ہے۔

وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ شَرَاحِيلَ بْنَ يَزِيدَ، يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ، وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ، وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ

ترجمہ:

حضرت اُبو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آخری زمانہ میں دجال اُور جھوٹے لوگ ہونگے جو تمہارے پاس اُیسی اُحادیث لائیں گے کہ جنکو نہ تم نے سنا ہوگا اُور نہ ہی تمہارے آباء نے، اُن سے دور رہنا اُور وہ تم سے دور رہیں کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اُور فتنوں میں مبتلا نہ کردیں.

(مسلم: مسلم بن الحجاج اُبوالحسن القشیری النیسابوری (۱:۱۲)

یہ حدیث صریح اُور واضح دلالت کررہی ہے کہ دور حاضر میں جو بغیر کسی خوف کے محافل و جلسوں میں من گھڑت وجھوٹے قصے واُحادیث بیان کرتے ہیں وہ اِس اُمت کے واعظ وخطیب و مقرر ونقیب وقوال نہیں ہوسکتے بلکہ وہ دجال اُور جھوٹے ہیں اُور وہ لوگوں کی گمراہی کا سبب بنتے ہیں اُور لڑائی جھگڑوں کا۔

لہذا اِنہیں قصوں میں سے اِیک قصہ بوڑھی عورت کا حضور صلی اللہ علیہ السلام پر کوڑا پھینکنا ہے، اُور یہ قصہ جس طرح بیان کیا جاتا ہے اسکی کتب معتبرہ میں کوئی اُصل نہیں، اور یہ قصہ

عقل کے بھی خلاف ہے کہ ایک عورت روزانہ یا کثرت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا پھینکتی رہی تو کسی نے روکا تک نہیں لہذا یہ اصلا اور عقلا غیر ثابت ہے۔

لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ دو قصوں کو ملا کر کچھ الفاظ کی قباحتی تبدیلی کے ساتھ ایک قصہ بنا دیا گیا ہے اور وہ دو قصے درج ذیل ہیں:

پہلا قصہ

اُم جمیل جو ابولہب کی بیوی جسکے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا:

﴿وَ امْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِيْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾

اور اس کی بیوی لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا۔

(سورۃ لہب رقم الآیۃ ۴،۵)

تو اس آیت کی تفسیر میں امام طبری نے دو معانی بیان کیے:

پہلا معنی:

اُم جمیل کانٹے وغیرہ لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر پھینک دیتی۔

دوسرا معنی:

اُم جمیل کفار کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں چغلی کرتی یعنی ایسی باتیں کرتی کہ کفار کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دشمنی اور بڑھ جاتی اسی معنی کو امام بخاری نے حضرت مجاہد سے معلقاً روایت کیا جسکا طریق متصل ابن حجر العسقلانی فتح الباری (۸:۷۳۸) اور قسطلانی نے اسکے اتصال کی طرف ارشاد الساری (۷:۴۳۸) پہ اشارہ کیا۔ اور خود امام طبری اپنی تفسیر میں اسکے متصل طرق لائے ہیں۔

اعتراض: دوسرے معنی کی آیت سے کیا تطابق ہے؟

جواب:

آیت میں حطب یعنی لکڑی کا ذکر ہے تو جیسے لکڑی آگ کے لیے استعمال ہوتی ہے ایسے

یعنی نمیمہ یعنی چغلی دشمنی کی آگ پیدا کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے یہ تطابق ہے۔

امام طبری کے نزدیک ترجیحی معنی

دونوں قول نقل کرنے کے بعد امام طبری نے پہلے معنی کو ترجیح دی ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گزرنے والے رستے پہ کانٹے پھینکنا اور فرماتے ہیں۔

واولی القولین فی ذلک بالصواب عندی قول من قال : کانت تحمل الشوک ، فتطرحه فی طریق رسول الله صلی الله علیه وسلم لأن ذلک هو اظهر معنی ذلک.

(جامع البیان تفسیر طبری، سورہ لہب، (۲۴:۶۸۰))۔

اعتراض:

آپ نے کہا: بوڑھی عورت کا کوڑا پھینکنا عقلاً بھی صحیح نہیں تو اُم جمیل کا پھر کیسے صحیح ہو گیا؟

جواب:

کیونکہ بوڑھی عورت اُور اُم جمیل کے قصے میں تین فرق ہیں۔

پہلا فرق:

وہ عورت کثرت سے کوڑا پھینکا کرتی تھی تو یہ ممکن نہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اُجمعین میں سے کوئی اُسے روکے نہ تو یہی وجہ ہے کہ جب اُم جمیل نے یہ گستاخانہ حرکت کی تو اللہ نے اسکی مذمت میں اور اسکے خاوند کی مذمت میں پوری سورت نازل کردی اور قیامت تک جب تک قرآن پڑھا جارہا ہے گستاخ رسول کی سزا کو بیان کردیا،

اور ہر قاری جب بھی یہ سورت پڑھتا ہے تو تلاوت کی صورت میں وہ ناموس رسالت کا نعرہ لگارہا ہوتا ہے تو لہذا جب اسکی مذمت آگئی تو عقلاً بھی یہ مقبول ہے لیکن بعض نے دوسرے معنی کو ترجیح دی اور وہ چغلی والا معنی ہے اور یہ خفیہ تھا تو اللہ نے آیت نازل کرکے ظاہر فرمادیا۔

دوسرافرق:

بڑھیا والے قصے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوڑا پھینکتی تھی اور اُم جمیل راستے پر کانٹے پھینکا کرتی تھی،

بڑھیا والے قصے کے اُلفاظ سے واضح ہے کہ بڑھیا عورت چھپ کر نہیں بلکہ ظاہرا پھینکتی،

اُور اُم جمیل کے قصے سے واضح ہے کہ وہ خفیہ طور پہ یہ گستاخانہ فعل کرتی تھی جیسا کہ امام طبری نے اُپنی تفسیر میں ایک اُثر روایت کیا ہے جس میں یہ لفظ ہیں کہ وہ رات کے وقت چھپ کر یہ گستاخانہ فعل کرتی تھی اُور اِسی معنی کی طرف اِشارہ مستدرک حاکم کی حدیث نمبر ۳۹۴۵ میں بھی ملتا ہے اُس میں اُلفاظ ہیں:(فقالت هل رأيتني احمل حطبا) کیا تم نے مجھے لکڑیاں اُٹھاتے ہوئے دیکھا ہے؟۔

لہذا خفیہ طور پہ کوئی کرے یہ تو عقل میں آسکتا ہے کیونکہ کسی کو معلوم نہیں تھا کہ یہ کام کون کرتا ہے لیکن جو ظاہرا کوڑا پھینکنے والا گستاخانہ فعل کرے تو یہ عقلا محال کہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اُجمعین جو تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہمیشہ کٹ مرنے کو تیار رہتے تھے وہ اِس بڑھیا عورت کو روک نہ سکے۔

یہی وجہ ہے کہ اُم جمیل کے قصے سے بھی دور حاضر کا کوئی سیکولر شخص یہ استدلال نہیں کر سکتا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کیا کرتی تھی لیکن صحابہ کرام نے کچھ بھی نہ کہا کیونکہ وہ رات کو خفیہ پھینکتی تھی اُگر کانٹے سب کے سامنے ظاہرا پھینکتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمین مبارک کو کبھی کانٹے لگنے کا خدشہ تک نہ ہوتا، کانٹے لگنے کا خدشہ اُسی وقت ہو سکتا ہے جب وہ یہ کام خفیہ کرتی ہو چاہے دن میں یا رات میں۔

تیسرافرق:

بڑھیا عورت کوڑا پھینکتی تھی جس سے صاف واضح ہے کہ اُس میں نجاست پرمبنی چیزیں بھی ہوتی ہونگی تو لباس رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑنے سے وہ لباس مبارک نجس ہو جاتا ہوگا تو یہ کیسے

ممکن ہے کثرت سے یہ فعل ہواور اس قصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے مبارک دھونے کا ذکر نہ ہو۔

اور جہاں تک تعلق ہے اُم جمیل کا تو اُس میں یہ احتمال نہیں ہے تو لہذا اس وجہ سے بھی بڑھیا عورت کا کوڑا پھینکنے والا قصہ عقلاً محال ہے۔

دوسرا قصہ یہودی بچے والا

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ غُلاَمٌ يَهُودِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: أَسْلِمْ، فَنَظَرَ إِلَى أَبِيهِ وَهُوَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ: أَطِعْ أَبَا القَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْلَمَ، فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُولُ: الحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ

ترجمہ

صحیح بخاری میں ہے کہ ایک یہودی بچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا تو جب وہ بیمار ہوا تو آپ ﷺ اسکی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے اسکو فرمایا کہ اسلام قبول کرلو، وہ بچہ اُپنے والد کی طرف دیکھنے لگا تو والد نے کہا:

اُبو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم جو فرمار ہے ہیں اسکو مان لو تو والد کے کہنے پر اس بچے نے اسلام قبول کرلیا۔

(صحیح البخاری کتاب الرہن، باب رہن السلاح: محمد بن اِسماعیل اُبوعبداللہ البخاری الجعفی (۲:۹۴)

خلاصہ کلام:

قبیح ردو بدل کے ساتھ مذکورہ بالا دو قصوں (اُم جمیل، اور یہودی بچے والے قصہ) کو ملا کر ایک بڑھیا کی طرف گستاخانہ فعل کو منسوب کردیا تو لہذا ثابت ہوا کہ بڑھیا کے کوڑا پھینکنے

والے قصے کی کوئی اصل نہیں۔

اس لیے خطباء و مقررین کو کسی بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے ہوئے حد درجہ احتیاط کرنی چاہیے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین احادیث کو بیان کرتے ہوئے اُنکے جسم تک کانپ جاتے تھے اور ہم کئی ایسے قصے جنکا کتب معتبرہ اور دواوین حدیث میں ذکر تک نہیں اُنکو بیان کرتے وقت رائی کے دانے کے برابر بھی خوف نہیں آتا کہ کہیں قیامت کے دن اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک ہی سوال کر لیا کہ تم میری طرف جھوٹ منسوب کرتے رہے ہو تو کیا جواب دیں گے؟

صرف ایک صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قصہ نقل کرتا ہوں کہ حدیث بیان کرتے ہوئے اُنکا کیا حال ہو جاتا تھا صرف اِس خوف سے کہیں حدیث بیان کرنے کے دوران مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ السلام کی طرف جھوٹ منسوب نہ ہو جائے:

اِمام ابن ماجہ حضرت عمرو بن میمون کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ الْبَطِينُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ، قَالَ: مَا أَخْطَأَنِي ابْنُ مَسْعُودٍ عَشِيَّةَ خَمِيسٍ إِلَّا أَتَيْتُهُ فِيهِ، قَالَ: فَمَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ لِشَيْءٍ قَطُّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ عَشِيَّةٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَنَكَسَ :قَالَ: فَنَظَرْتُ إِلَيْهِ، فَهُوَ قَائِمٌ مُحَلَّلَةً، أَزْرَارُ قَمِيصِهِ، قَدِ اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ، وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ قَالَ: أَوْ دُونَ ذَلِكَ، أَوْ فَوْقَ ذَلِكَ، أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذَلِكَ، أَوْ شَبِيهًا بِذَلِكَ.

(سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر ۲۳، اَبو العباس البوصیری فرماتے ہیں: یہ سند صحیح ہے اور اِس سند کے جمیع راویوں سے شیخین (بخاری و مسلم) نے حجت پکڑی ہے مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ، حدیث نمبر ۹، (۱:۷)

ترجمہ: حضرت عمرو ابن میمون فرماتے ہیں:

میں ہر جمعرات کو بلا ناغہ دن ڈھلے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا، اور کبھی آپ نے یہ نہیں فرمایا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ایک دن دن ڈھلے (شام کو) فرمایا: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ (حدیث بیان کی) تو آپ نے سر جھکا لیا، میں نے دیکھا کہ آپ اپنی قمیض کے بٹن کھول کر کھڑے ہیں آنکھیں بھر آئی ہیں اور رگیں پھول گئی ہیں (حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرنے کے خوف سے کہ کہیں زیادہ یا کم ایسے الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو جائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا خوف دیکھیں کہ پورا جسم کانپ اٹھا اور خوف کے مارے بٹن کھول دیے رگیں پھول گئیں آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گے صرف اس خوف سے کہ کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں اضافہ یا کمی نہ کر بیٹھوں، وہ صحابی ہو کر اتنا ڈرتے رہے تو ہماری کیا مجال ہے؟ پھر بھی ہم بغیر کسی خوف کے جھوٹی یا بغیر کسی اصل کے احادیث یا قصے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے رہتے ہیں یا صحیح احادیث میں اضافہ و کمی کرتے رہتے ہیں.

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے

مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔(صحیح البخاری:۲:۸۰)

بخاری شریف کی دوسری حدیث میں لفظ (متعمدا) نہیں ہے بلکہ مطلقا فرمایا:

حَدَّثَنَا أَبُو الوَلِيدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ: إِنِّي لاَ أَسْمَعُكَ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا يُحَدِّثُ فُلاَنٌ وَفُلاَنٌ؟ قَالَ: أَمَا إِنِّي لَمْ أُفَارِقْهُ، وَلَكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

(صحیح بخاری، باب اِثم من کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حدیث نمبر:۱۰۹)

اس حدیث میں مطلقا فرمایا کہ جس نے بھی ایسی بات کہی جو میں نے نہیں کہی اُس نے اپنا ٹھکانا جہنم بنایا۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ورحمت پر کئی صحیح قصے موجود ہیں کتب احادیث میں تو ہمیں جھوٹے قصے بیان کرنے کی ضرورت کیا ہے اور کیوں ہم خود کو دوزخ کا ایندھن بنانا چاہتے ہیں۔

واللہ أعلم.

مفتی محمد علی الأزہری المعروف ابن طفیل الأزہری

فضیلۃ الشیخ علامہ مولانا سید احمد علی شاہ السیفی حفظہ اللہ تعالی

شیخ الحدیث جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ

الجواب ومنہ الصدق والصواب

نبی اکرم ﷺ پر ایک عورت کے کوڑا کرکٹ پھینکنے والی ایک روایت بہت زیادہ جستجو کے بعد بھی ہمیں کسی حدیث کی مستند کتاب سے نہیں ملی اور نہ ہی کسی فقیہ عالم دین نے اپنی تصنیف میں نقل کی ہے، یہ ویسے لوگوں میں مشہور ہوگئی ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے اور امت کے لئے یہ

جائز نہیں ہے کہ وہ ازخود رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو معاف کر دے ۔

ومن يقول : بقبول توبة الساب فمراده انه لو وجدت التوبة الشريعة للساب كمافى حال حياته ﷺ او فى دار الآخرة لإمكان العفوعن رسول الله ﷺ فلاشك فى قبولها لان الرسول ﷺ يمكن ان يعفوان حقه واما فى الدار الدنيابعد انتقاله ﷺ عنها فعفوه ﷺ متعذر . وليس للامة عفوه عن حقه ﷺ فكيف يقول عاقل بقبول توبة الساب مع عدم امكان وجوده التوبة الشريعة تدبر ولاتكن من المتعصبين والله تعالى اعلم بالصواب .

فقط حرره الفقير السيد احمد على الشاه السيفى .

شيخ الحديث جامعه امام ربانى مجددالف ثانى رحمة الله تعالى عليه

مفتی محمد عرفان الحق نقشبندی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

الجواب وبالله التوفيق والصواب

(۱) کوڑا کرکٹ ڈالنے والی بڑھیا کا واقعہ من گھڑت ہے اسکی کوئی سند نہیں ملتی حتی کہ معروف مراجع ومصادر میں اس واقعہ کا ذکر تک نہیں ملتا ہے، اور سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی کافر عورت یہ حرکت کرے اور حضور ﷺ پر فدا ہونے والے جاں نثار اس قدر سنگین توہین برداشت کر کے خاموش رہیں۔

سخت حیرت کی بات ہے کہ ہمارے تعلیمی نصاب میں (سکول وکالجز میں) ایسی فرضی کہانیاں کس سنگدل نے ڈال دی ہیں۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ اس واقعہ کا سختی سے نوٹس لے اور ذمہ داران کے خلاف کاروائی کر کے غیرت ایمانی کا ثبوت دے۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (صحیح البخاری: ۲: ۸۰)

نبی کریم ﷺ اپنی ظاہری حیات مبارکہ میں اگر کسی کا یہ جرم معاف کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے مگر اب کسی صورت امت مسلمہ یا مسلمان حکام آپ ﷺ کی طرف سے اس جرم کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سلسلے میں بڑی زبردست بات لکھی ہے۔ اگر شاتم توبہ کرلے پھر بھی اس پر سخت نظر رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ توبہ کو اپنی خلاصی کا ذریعہ نہ بنائے۔

لئلا يجعل التوبة وسيلة الى خلاصه كلما اراد الشتم والطعن فى الدين اما اذا علم منه حسن التوبة والايمان.

تنبيه الولاة والحكام مع رسائل ابن عابدين لامام ابن عابدين (۱: ۳۴۸) من شاء التفصيل فليراجع ههنا

والله تعالى اعلم

هذا ما ظهر لى فى هذا الوقت والعلم الكامل عند الله

حرره عبد المذنب الخاطى الضعيف محمد عرفان الحق النقشبندى

خادم الافتاء دار العلوم حنفیہ رضویہ سیمنٹ فیکٹری ڈیرہ غازی خان

مہر مدرسہ و دار الافتاء

۲۵ جنوری ۲۰۱۹)

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ لاہور کا فتویٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

(۱) رسول خدا ﷺ پر ایک عورت کے کوڑا پھینکنے والی روایت بسیار جستجو کے بعد بھی ہمیں کسی حدیث کی مستند کتاب سے نہیں ملی اور نہ ہی کسی ثقہ عالم دین نے اپنی تصنیف وتالیف میں اسے نقل کیا ہے۔ ویسے ہی لوگوں میں مشہور ہوگئی ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ لھذا اس طرح کی بے اصل روایات کو بیان کرنے سے اجتناب لازم ہے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ کے کسی گستاخ کو معاف کرنے کا حق کسی امتی کو نہیں ہے، کیونکہ اس مسئلہ کا تعلق حق العبد کے ساتھ ہے اور ایک بندے کا حق دوسرا بندہ معاف نہیں کرسکتا۔

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

وَ (الْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ) مِنَ الْأَنْبِیَاءِ فَإِنَّهُ یُقْتَلُ حَدًّا وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا، وَلَوْ سَبَّ اللَّهَ تَعَالَى قُبِلَتْ لِأَنَّهُ حَقُّ اللَّهِ تَعَالَى، وَالْأَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَا یَزُولُ بِالتَّوْبَةِ، وَمَنْ شَکَّ فِی عَذَابِهِ وَکُفْرِهِ کَفَرَ.

(ردالمحتار علی الدر المختار: ابن عابدین، محمد امین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی (۴:۲۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ مفتی محمد عمران حنفی غفرلہ

دستخط ومہر جامعہ نعیمیہ

دارالافتاء جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

۱۳ جمادی الثانی ۱۴۴۰ھ/ ۲۰ جنوری ۲۰۱۹)

جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ کا فتوی

الجواب

حضورﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں کئی لوگوں نے رسول اللہﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی، بعض کو رسول اللہﷺ نے معاف فرمادیا جیسے عبداللہ بن ابی اور بعض کو قتل کروایا جیسے کعب بن اشرف یہودی وغیرہ چونکہ یہ حضورﷺ کا حق تھا، آپﷺ کسی کو معاف فرماتے یا سزا کے طور پر قتل کروادیتے تھے۔

حضورﷺ کے وصال شریف کے بعد کسی کو معاف کرنے کا حق نہیں، یہ جو کہا گیا ہے کہ شاتم رسولﷺ کی توبہ قبول ہے اس کا معنی یہ ہے کہ اگر گستاخ صدق دل سے توبہ کرلے تو اللہ تعالی قبول فرماسکتا ہے، تاہم اس پر دنیاوی سزا قتل بھی ضرور جاری ہوگی۔

کوڑا پھینکنے کا واقعہ کسی ثقہ کتاب میں نہیں مل سکا البتہ جو واقعہ زیادہ مشہور ہے وہ ابولہب کی بیوی ام جمیل کا ہے جو رسول اللہﷺ کے راستے میں کانٹے بچھاتی تھی لیکن اس کا خاتمہ از نص قرآنی کفر پر ہوا کما قال اللہ تعالی:

﴿وَّ امْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ﴾

اور اس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی۔ اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا۔

(سورۃ لہب رقم الآیہ ۴،۵)

والله تعالی ورسوله الاعلی اعلم

لیاقت علی معصومی

دستخط و مہر

جامعہ غوثیہ رضویہ گلبرگ لاہور

(۲۴ فروری ۲۰۱۹ء)

مولانا مفتی محمد عارف محمود قادری رضوی حفظہ اللہ

الجواب بعون الملک الوہاب الھم ھدایۃ الحق و الصواب

بسمہ تعالی و تقدس ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ﴾

یاغربۃ الاسلام !افسوس قحط الرجال کا دور دورہ ہے، جہالت عروج پر ہے، واقعہ مسئولہ مستفسرہ ہی نہیں متعدد واقعات مشہورہ علی السنۃ الناس بے سروپا اور من گھڑت ہی ہیں، تفاسیر کتب واحادیث تو کجا خود معتبر کتب سیر واقعات بھی ان سے خالی اور ان کا پتہ بتانے میں خاموش ہیں، اب لگتا یوں ہے کہ یہ خدا ناترس قصہ گونام نہاد واعظین نائبین شیاطین کی کارستانیوں کا کرشمہ ہے، جو کسی قصہ گوئی کے ذریعے سستی شہرت اور جلب زر کے متمنی ہوتے ہیں ﴿اعاذنا اللہ تعالی من شرھم﴾ بہر حال قصہ مذکورہ بندہ ناچیز کی گہری تحقیق کے مطابق کسی بھی مستند کتاب حدیث وسیر یا کتاب وعظ وقصص میں موجود نہیں ہے، سکول وکالج والوں نے اسے کہاں سے اخذ کرلیا ہے اس کا جواب ان کے ذمہ ہے وہ بتائیں وگرنہ نصابی کتب سے خارج کردیں اور سچی توبہ بھی کریں، اسی طرح اذان بلال حبشی رضی اللہ عنہ (اذان نہ دی تو صبح نہ ہوئی) رنگ بلال حبشی رضی اللہ عنہ (انتہائی اسود جو بیان کرتے ہیں) دندان اویس قرنی رضی اللہ عنہ (یہ کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے احد شریف میں دندان کی شہادت کا سن کر اپنے سارے دانت توڑ دیئے) وغیرہا واقعات کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے، خدا ترسی مفقود ہوتی جارہی ہے، رسم دکھلاوہ ریاکاری کی تباہ کاری عروج پر ہے۔

مسلمانی در کتب و مسلماناں در گور ۔ کا جلوہ ہے

خدائے رحمان ایمان سلامت رکھے

ھذا ما لاح لی والحق عند ربی

کتبہ ورقمہ بقلمہ ابو الحسنین محمد عارف محمود معطر القادری غفرلہ

حال مقیم دارالعلوم رضویہ منظر اسلام رہبر کالونی ٹیکسلا

۵ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ)

مفتی ابوالخیر محمد یامین قریشی ہاشمی حفظہ اللہ تعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

آپ کے سوال کے موصول ہونے سے قبل ہی سوشل میڈیا کے مختلف ذرائع سے ہم سے اس قسم کے من گھڑت سوالات ہوئے ہیں۔ ہم اپنی علمی استطاعت کے مطابق اس واقعہ کی تحقیق کر رہے تھے، مستند کتب احادیث بشمول صحاح ستہ اور سیرت وتاریخ کی معتبر کتب کثیرہ کو ہم نے خوب اچھے طریقے سے دیکھا ہے۔ لیکن مسلسل کئی ماہ دن رات اس واقعہ کی تلاش کی جستجو کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اللہ تعالی کے محبوب صاحب التاج والمعراج جناب رسول اللہ ﷺ کے وجود اقدس پر ایک عورت کے کچرا پھینکنے والا یہ واقعہ غیر مستند اور من گھڑت ہے۔ اس قسم کے غیر مستند واقعات محض واعظین وخطباء کے من گھڑت بیانات میں پائے جاتے ہیں جو کہ عوام میں مشہور ہو گئے ہیں، کسی بھی کتاب میں ان کا کوئی حوالہ موجود نہیں ہے اور نہ ہی ان کی کوئی سند ملتی ہے، ہر دور میں واعظین وخطباء عوام کو صبر اور اچھے اخلاق کا درس دینے کے لئے اس قسم کے واقعات کو رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور ہر دور میں اس قسم کے من گھڑت واقعات کے رد کے لئے محدثین عظام وعلماء کرام نے کتابیں لکھی ہیں۔ اور عوام وخواص کے سامنے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے سچے اور مستند واقعات تحریر فرما کر پیش کیے ہیں۔ ہمیں اپنی مجالس ومحافل میں اور محراب ومنبر پر انہی سچے واقعات کو بیان کرنا چاہئے، جھوٹ یا خلاف واقعہ بات اچھی نیت سے بیان کی جائے یا بدنیت سے ہر صورت میں اس کا کوئی جواز نہیں ہے اور کسی امتی کو ہرگز ہرگز یہ حق نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو معاف کرے۔ جب یہ کسی امتی کا حق ہی نہیں تو اس معاملہ میں اختیار کیسا؟ کسی گستاخ رسول کو معاف کرنا کسی امتی کے لئے جائز نہیں ہے۔ لھذا کسی گستاخ کو معاف کرنے یا نہ کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ہے۔

والله تعالى اعلم ورسوله اعلم باالصواب

کتبه :مفتى ابوالخير محمد يامين قريشى هاشمى

۲۱ جمادی الثانی ۱۴۴۰/ ۲۷ فروری ۲۰۱۹ء)

دارالافتاء اہل سنت پاکستان رجسٹرڈ دارالافتاء دارالعلوم غوثیہ صابریہ فیصل آباد

مولانا مفتی محمد عارف باروی حفظہ اللہ تعالی

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الصلاة والسلام عليک يا سيدى يا رسول الله

صلى الله عليک وبارک وسلم

اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ اس ذاتِ لم یزل نے ہمیں ایمان کی توفیق بخشی اور رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں شامل فرمایا، ہماری ہدایت کے لئے قرآن مجید نازل فرمایا جس کے ہر ہر کلمہ کا تحفظ بھی اپنے ذمے لیا اور یوں قرآن مجید قیامت تک محفوظ رہے گا۔

نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم قرآن مجید کی آیات بینات کی تشریح وتفسیر میں جو فرمائیں وہ حدیثِ نبوی کہلاتی ہے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر تابعین تبع تابعین۔۔۔ محدثین فقہاء نے حدیثِ نبوی کی حفاظت کی اور فتنہ پرور لوگوں سے حدیث کو محفوظ کیا، روایت و درایت کے قوانین بنائے تاکہ کوئی شقی القلب کوئی جھوٹی بات آقائے کائنات ﷺ کی طرف منسوب نہ کردے۔۔۔۔

لیکن پھر بھی حدیثیں گھڑنے والوں نے باتیں بنا بنا کر حدیث کہنا شروع کردی تو علماء ومحدثین نے ان سب کی جھوٹی روایات کو کتب میں الگ جمع کیا حتیٰ کہ ہر اس راوی کا نام ونسب بتا دیا جو احادیث موضوعہ بیان کرتا تھا تاکہ آنے والی نسلوں کو خالص احادیث کا ذخیرہ فراہم کیا جاسکے۔۔۔

ان روایات میں ایک موضوع روایت بیان کی جاتی ہے حتیٰ کہ ہمارے سکول کے نصاب میں ایک عرصے سے شامل ہے کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عورت کوڑا کرکٹ پھینکتی تھی، ایک دن اس نے کوڑا نہ پھینکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر تشریف لے گئے اس کے گھر کو صاف کیا، پانی بھرا وغیرہ وغیرہ تو وہ عورت آپ کے حسنِ اخلاق و کردار کو دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔"

یہ بالکل بے اصل اور من گھڑت روایت ہے، بندہ ناچیز کو تلاش و جستجو کے بعد حدیث کی کسی کتاب میں بھی اس کی کوئی سند حتیٰ کہ ضعیف سند کے ساتھ بھی نہیں ملی، اور غور و فکر کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی عورت روزانہ یہ حرکت کرے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خاموش رہیں۔۔۔؟

اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ توہین آمیز حرکت کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔لھذا اس واقعے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا جائز نہیں ہے اور ایسے قصوں کے بیان کرنے سے بچنا لازم اور ضروری ہے۔۔

اللہ تعالیٰ مفتی محمد ضیاء احمد قادری صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے امت مسلمہ کو اس من گھڑت روایت کے بیان کرنے سے بچالیا ہے اور انہوں نے اپنی کوششوں کے ساتھ پاکستان اور دیگر ممالک کے علماء و مشائخ سے اس کی تحقیق کروائی ہے اور سب نے یہی کہا ہے کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ یہ من گھڑت ہے۔واللہ اعلم بالصواب

خویدم العلماء والمشائخ:

حافظ محمد عارف باروی عفی عنہ

دارالعلوم نعیمیہ کراچی

حضرت مفتی امیر احمد صاحب نقشبندی حفظہ اللہ تعالی

شیخ الحدیث جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

الجواب بعون الملک الوھاب

صورت مسئولہ کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر ایک عورت کے کوڑا پھینکنے والی روایت بہت کوشش کے باوجود بھی ہمیں کسی مستند کتاب سے نہیں ملی اور نہ ہی کسی محقق عالم دین نے اپنی تصنیف وتالیف میں اسے نقل کیا ہے، یہ بات ویسے ہی لوگوں میں مشہور ہوگئی ہے۔ یہ بات من گھڑت ہے، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کے بارے میں شفاء شریف وبزازیہ اور فتاوی خیریہ میں ہے۔

اجمع المسلمون ان شاتمه ﷺ کافرومن شک فی عذابه وکفره کفر.

ترجمہ

تمام اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرے وہ کافر ہے اور جو شخص اس کے عذاب اور اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور اسی طرح تنویر الابصار، درمختار اور حاشیہ الطحاوی میں ہے

والکافر بسب نبی من الانبیاء لاتقبل توبته مطلقاً ومن شک فی عذابه وکفره کفر.

ترجمہ

یعنی جو شخص کسی نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنے کے سبب کافر ہو اس کی توبہ (سلطان اسلام کی بارگاہ میں) کسی طرح قبول نہیں ہے اور جو اس کے مستحق عذاب یا کافر ہونے میں شک

کرے وہ خود کافر ہے۔

فلہذا ثابت ہوا کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہے۔ کوئی امتی گستاخ کو اپنی طرف سے معاف نہیں کر سکتا۔

هذا الجواب عندی و الله اعلم بالصواب

حررہ مفتی محمد قربان اویسی جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور

لقد اصاب من اجاب

محمد امیر نقشبندی غفرلہ جامعہ ھذا

(۱۹ مارچ ۲۰۱۹ء)

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی صدر دارالافتاء منہاج القرآن

محترم ضیاء احمد صاحب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

کوشش بسیار کے باوجود ایسی کوئی روایت نہیں مل سکی ،لھذا ہمارے علم میں یہ روایت نہیں ہے۔ فقط۔

والله ورسوله اعلم

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

صدر دارالافتاء منہاج القرآن انٹرنیشنل

(۲۷ مارچ ۲۰۱۹ء)

مفتی محمد سعید رضوی حفظہ اللہ

دارالافتاء نوری مسجد سمندری فیصل آباد

الجواب بعون الملک العلام الوھاب

استفتاء میں ایک واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے جو بعض واعظین کے بیانات میں بیان ہوا مگر آج تک کسی مستند کتب سیرت میں اس فقیر کی نظر سے نہ گزرا اور نہ ہی یہ کسی معتبر عالم دین سے سنا، واللہ تعالی اعلم۔ آقا کریم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کے سینکڑوں واقعات احادیث مبارکہ اور کتب سیرت میں موجود ہیں ان کی طرف التفاف کرنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے شخص کو معاف کرنے کا امت میں کسی کے پاس کوئی حق ہے اور نہ ہی اختیار۔ علامہ علاؤالدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں

اَلْکَافِرُ بِسَبِّ نَبِیٍّ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ فَاِنَّهُ یُقْتَلُ حَدًّا وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ مُطْلَقًا، وَلَوْ سَبَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قُبِلَتْ لِاَنَّهُ حَقُّ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَالْاَوَّلُ حَقُّ عَبْدٍ لَا یَزُوْلُ بِالتَّوْبَةِ، وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِهِ وَکُفْرِهِ کَفَرَ.

ترجمہ

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی نبی کی توہین کرکے جو شخص کافر ہوا سے حداً قتل کیا جائے گا اور اس کی توبہ کسی صورت قبول نہیں ہوگی اگر اس نے شان الوہیت میں گستاخی کا ارتکاب کیا (معاذ اللہ) پھر توبہ کی تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، جبکہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی یہ حق عبد ہے جو توبہ سے زائل نہیں ہوتا یعنی یہ حق صرف رسول اللہ ﷺ کو ہے کہ وہ چاہیں تو معاف فرمادیں۔

واللہ تعالی اعلم ورسولہ اعلم

کتبہ محمد سعید رضوی غفرلہ

دارالافتاء نوری مسجد سمندری فیصل آباد

(۵ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ)

مفتی شہزاد احمد نوری لاہور

کوڑا کرکٹ والی روایت باوجود تتبع اور کوشش کے کسی بھی حدیث کی مستند کتاب سے نہیں مل سکی، حتی کہ ضعیف روایات کی طرف بھی نظر کی گئی کہ فضائل اعمال میں ضعیف روایات بھی قابل عمل ہوتی ہیں، لیکن ضعیف روایات میں بھی اس کا ذکر نہیں ملا، یقیناً کہ یہ خطباء کی گھڑی ہوئی روایت ہے جس سے بچنا ہر مسلمان پر ضروری ہے، اس روایت کو جان بوجھ کر بیان کرنا یا پھیلانا گناہ کبیرہ اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ترجمہ

حضرت سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک مجھ پر جھوٹ باندھنا کسی دوسرے پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (صحیح البخاری:۲:۸۰)

قرآن کریم اور کتب احادیث وسیرت حضور ﷺ کے فضائل ومناقب سے بھرے پڑے ہیں اس کے باوجود صحیح روایات کو ترک کر کے من گھڑت روایات بیان کرنا سخت گناہ ہے، سنی سنائی بات کو بلا تحقیق کے آگے بیان کردینا انسان کے جھوٹے ہونے کی نشانی ہے۔

وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: بِحَسْبِ الْمَرْءِ مِنَ الْكَذِبِ أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ.

کسی بندے کے جھوٹا ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان

کردے۔(صحیح مسلم (11:1))

(۲) کسی بھی امتی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے گستاخ کو از خود معاف کردے، باقی رہی بات اس کی توبہ کی تو اگر وہ اللہ تعالی سے سچی توبہ کرتا ہے تو مذہب حنفیہ میں اس کی توبہ قبول کی جائے گی اور اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

کتبہ مفتی شھزاد احمدنوری

مفتی قمر الزمان قادری رضوی لاہور

الجواب ھو الموفق للصواب وبعون الملک الوھاب

یہ ایک من گھڑت قصہ ہے جس کی کسی بھی کتاب میں کوئی سند نہیں ملتی، حتی کہ معروف مراجع ومصادر میں اس کا ذکر تک نہیں ملتا ہے اور غور کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی عورت روزانہ یہ حرکت کرے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہیں، اللہ تعالی کے نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہرگز آپ ﷺ کی یہ توہین برداشت نہیں کر سکتے تھے، بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ کوئی عورت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے کوڑا پھینکا کرتی تھی اور اس واقعہ کو بدل کر لوگوں نے اللہ تعالی کے نبی ﷺ کی طرف اس کی نسبت کردی، لیکن اس کا حوالہ بھی ہمیں نہیں ملا۔

اللہ اعلم ورسولہ اعلم بالصواب

مفتی محمد قمر الزمان رضوی بن شیخ الحدیث علامہ محمد شمس الزمان قادری

مولانا مفتی احمد رضا قادری المدنی حفظہ اللہ تعالی فیصل آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہر مسلمان اس بات پر جتنا فخر کرے کم ہے کہ یہ اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں جن کی ہر ہر بات کو ان کے چاہنے والوں نے جمع کیا اور پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ جو بات بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی اسے پرکھنے کے لئے کئی علوم کو بھی وضع کیا جو انسانی تاریخ

میں محبت کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اس روئے زمین پر کوئی بھی ایسی ہستی اس روئے زمین پر نہیں آئی جس کی باتوں کو سند اور راویوں کے تسلسل کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ کے مقدمے میں لکھا ہے کہ دنیا کی تاریخ میں نہ پہلے دنیا کی کسی قوم کو یہ شرف حاصل ہوا نہ جدید مہذب دنیا میں کسی کو یہ فخر حاصل ہوا کہ اسماء الرجال کے علم کو مسلمانوں کے انداز پر دنیا کے سامنے پیش کرسکیں، مسلمانوں نے اس علم سے دنیا کو آگاہ کر کے ایک ریکارڈ قائم کر دیا ہے، اس ہمہ گیر اور عظیم علم کے ذریعہ ۵لاکھ لوگوں (راویوں) کی زندگیاں انتہائی بار یکی سے محفوظ ہوگئیں۔

لیکن دین اسلام کے دشمنوں اور بعض نادان اہل اسلام نے مختلف طریقوں سے دین اور اس مقدس مشن کو نقصان پہنچایا ان میں سب سے زیادہ خطرناک طریقہ فتنہ وضع حدیث کا تھا بد باطنوں نے خود ساختہ احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے ذخیرہ حدیث کو غیر معتبر بنانے اور ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس دین کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اس لئے اس نے اس امت میں علماء و محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت پیدا فرمائی جنہوں نے دفاع حدیث کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے صحیح حدیث اور موضوع احادیث کو علیحدہ علیحدہ کر دیا اور شر پسندوں کے مذموم مقاصد کی قلعی کھول دی۔

گستاخان رسول کا شروع سے یہ وطیرہ رہا ہے کہ وہ ناکام حیلوں اور اوچھے ہتھکنڈوں سے ناموس رسالت پر وار کرتے ہیں لیکن تاریخ گواہ ہے کہ یہ حملے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر ذرہ بھر بھی داغ نہیں لگا سکے کبھی یہ لوگ گستاخی کے الفاظ کو بدل کر اپنے گھناؤنے فعل کو سرانجام دیتے رہے ہیں اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی اور من گھڑت روایتیں بنا کر اور پھر ان پر امن اور اخلاق کا تڑکا لگا کر پیش کرتے رہے ہیں لیکن یہ تمام ہتھکنڈے ناکام ثابت ہوئے ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی وہ موضوع، من گھڑت، جعلی اور جھوٹی روایت ہے کہ جو ہمیں بچپن سے ہی پڑھائی جاتی رہی کہ (معاذ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بڑھیا کوڑا پھینکا کرتی تھی اور ایک دن اس نے کوڑا نہ پھینکا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے لیکن اس روایت کو پڑھتے، پڑھاتے، سنتے، سناتے ہوئے اس بات کی طرف کسی نے بھی توجہ نہیں کی تھی کہ ذخیرہ احادیث میں دور دور تک اس طرح کی روایت کا نام ونشان تک موجود نہیں ہے۔

اس حدیث کو گھڑے ہوئے ابھی چند عشرے ہی گزرے ہیں لیکن اللہ تعالی نے اپنے خاص فضل وکرم سے علماء کے اندر اس بات کی آگاہی پیدا فرمائی اور اس جھوٹ کے پلندے کو بے نقاب کرنے کیلیے علماء کو توفیق بخشی۔ وہ علماء جو اس روایت کی تحقیق میں مسلسل جدوجہد کر رہے اور کر رہے ہیں اور مسلم امہ کو در پردہ ہونے والی فتنہ انگیزیوں سے باخبر رکھے ہوئے ہیں اللہ تعالی ان کو اجر عظیم عطا فرمائے اور ان کی اس کاوش کو ان کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔

اور اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اس طرح کے بد باطن اور شر انگیز لوگوں سے امت مسلمہ کو محفوظ فرمائے! آمین۔

محمد احمد رضا المدنی، فیصل آباد

حضرت مفتی محمد اکمل عطا قادری حفظہ اللہ تعالی

آپ سے (۱۶ اپریل ۲۰۱۹ء) کو سوال ہوا کہ بڑھیا والا قصہ جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر روزانہ کوڑا ڈالا کرتی تھی۔ وہ صحیح ہے یا غلط؟۔

الجواب

یہ واقعہ بالکل غلط ہے اور ہمیں اس پر بہت زیادہ حیرت ہے کہ ہماری اسلامیات میں بھی یہ قصہ شامل کیا گیا تھا جب ہم چھوٹے چھوٹے تھے۔ نصاب تیار کرنے کے لئے کیسے کیسے لوگوں کو

مقرر کیا جاتا ہے ان کو اتنی بھی تمیز نہیں ہوتی کہ کونسی چیز شامل کرنی ہے اور کونسی چیز شامل نہیں کرنی۔ اور میں تو اکثر یہ شکوہ کرتا ہوں کہ آپ اسلامیات کے نصاب دیکھ لیں شاید ہی کسی درجے میں نوجوان لڑکا اور لڑکی کو پتہ چلے کہ مجھ پر کن کن چیزوں سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ غسل کے مسائل اور نمازوں کے مسائل، نماز کس سے ٹوٹ جاتی ہے، ہمیں آج تک کوئی بھی ایسا نصاب نظر نہیں آیا جس میں نماز کے مسائل مکمل طور پر بیان کیے گئے ہوں۔ میں سکول، کالج اور یونیورسٹی کی بات کر رہا ہوں کہ جس میں مکمل اس پر کلام کیا گیا ہو، حالانکہ یہ ہماری بنیادی عبادات ہیں، ان کتب میں رطب ویابس موجود ہیں۔ لیکن حقیقتاً ایک بالغ لڑکے اور لڑکی کو جو چیز چاہئے ہوتی ہے ہمارا اسلامیات کا مکمل نصاب اس سے خالی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ بنانے والے پی ایچ ڈی تو ضرور ہوں گے لیکن حقیقتاً وہ علم دین سے دور ہوتے ہیں۔ پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ایسے عہدوں پر بیٹھ جانا جب کہ پی ایچ ڈی کسی شخصیت پر کی ہو، بڑی حیران کن بات ہے کہ آپ نے علامہ اقبال اور محمد علی جناح پر پی ایچ ڈی کی اور آپ کو ڈگری مل گئی اور کسی بڑے عہدے پر بیٹھ گئے اور اسلامیات پر کام شروع کر دیا۔ یہ تو وہ شعبہ ہے جس کو آپ جانتے بھی نہیں ہیں، کیسے آپ اس کا نصاب تیار کر سکتے ہیں۔؟ میری تنقید ہر شخص پر نہیں ہے بلکہ اس پر ہے جو اس منصب کے اہل نہیں ہیں لیکن ڈگریوں کی بیس پر عہدوں پر بیٹھ کر بچوں کو وہ چیز دے رہے ہیں جس کی بچوں کو ضرورت نہیں ہے اور جو ضرورت کی چیز ہے اس سے بچوں کو دور کر رہے ہیں۔ کاش ہماری گورنمنٹ اس پر توجہ کرے اور ان لوگوں کو نصاب تیار کرنے کے لئے دے جو ان چیزوں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ لیکن مجھے اس کی کوئی امید نہیں ہے۔

حضرت العلام مولانا ابوالہند مفتی عبیدالرحمٰن شاہجہانپوری

حفظہ اللہ تعالیٰ

سوالات برائے ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

پہلا سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین متین اس مسئلہ کے بارے میں واعظین وخطباء کے بیانات میں اکثر یہ بات بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک عورت کوڑا کرکٹ پھینکا کرتی تھی ایک دن اس نے کوڑا نہ پھینکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس کے گھر کو صاف کیا اور پانی بھرا وغیرہ وغیرہ، تو وہ عورت رسول اللہ ﷺ کا حسن اخلاق دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔ اس واقعہ کی تحقیق مطلوب ہے۔ یہ واقعہ حدیث شریف کی کسی کتاب میں ہے یا صرف سنی سنائی بات ہے؟

دوسرا سوال:

کیا امتی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ از خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو معاف کردے؟

تیسرا سوال

کیا امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق لبرل طبقہ فکر کا یہ تاثر درست ہے کہ وہ گستاخ رسول کو قتل کرنے کے قائل نہ تھے بلکہ اس کی ممانعت فرماتے تھے؟

چوتھا سوال

مسلم معاشروں میں ایک نئے طبقہ فکر نے جنم لیا ہے جو خود کو لبرل مسلمان کہتا ہے۔ اسی

طبقہ فکر کی طرف سے مسلم معاشروں میں توہین رسالت کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور ردعمل ہو تو ان کی طرف سے معذرت بھی کر لی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ لبرل کلمہ گو کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟

پانچواں سوال

کیا عصر جدید کے یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں اور کیا مسلم معاشروں میں موجود ان اہل کتاب کا شمار اہل ذمہ میں ہوگا؟ لہٰذا کیا آراء فقہاء بابت حدود و تعزیر اہل ذمہ کے تناظر میں ان کفار سے متعلق ہوگا؟۔

چھٹا سوال

کیا شاتم رسول کو انگریزی قوانین کے تحت قتل کے علاوہ کوئی اور سزا (مثلاً ملک بدر، وغیرہ) دلوائی جاسکتی ہے؟

ساتواں سوال

توہین رسالت کا مسئلہ جب فقہی و اختلافی ہے تو اس کو علماء دین نے اعتقادی و اجماعی مسئلہ کیوں بنایا ہوا ہے؟ کیا واقعی یہ مسئلہ اعتقادی حساسیت کا حامل ہے؟ ایسے میں مذہبی طبقات کے اس تشدیدی رویہ کی شرعی توجیہ کیا ہے؟

الجواب

نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ اَمَّا بَعْدُ

اصولی مقدمہ: مذکورہ بالا سوالات کی طرف التفات سے پہلے اس حقیقت واقعہ کا ادراک ناگزیر ہے کہ اس دور میں عالمی سیاسی منصۂ شہود پر جو بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں دشنام طرازی کی جارہی ہے وہ اس شان استخفاف رسالت سے بہت مختلف ہے جو ہماری تاریخ میں عمومی طور پر دشمنان اسلام کی طرف سے درپیش رہی ہے۔ چنانچہ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ خلافت اسلامیہ قائم ہے، قاضی نے تنفیذ شرع کی مسند سنبھالی ہوئی ہے اور پھر ایسے میں کوئی ذمی دشنام طرازی کی جسارت

کرتا ہے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ سقوط سلطنت عثمانیہ کے بعد تصور ریاست کی صورت گری کفرو طاغوت کے جس نقشے پر ہوئی ہے اسے علم سیاست میں جدید مغربی قوم پرستانہ ریاست (Nation State) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ تمام ریاستیں عالمی فرنگی استعمار کی کاسالیس ہوتی ہیں یعنی اس عالمی نظام طاغوت میں ان کا کردار اولیاء الطاغوت کا ہوتا ہے۔ اس لئے تلخ امرواقعہ یہی ہے کہ اس وقت دنیا میں اسلامی حکومت کہیں بھی نہیں ہے اور یوں عصر جدید کے کفار ذمی نہیں بلکہ خالص حربی ہیں! مغرب کے اس عالمی استعماری نظام نے مسلمانوں پر اپنے مغربی عقائد ونظریات کو اپنے تہذیبی جبر کے ذریعہ مسلط کیا ہے۔ ان مغربی عقائد کی اساس نظریہ آزادی اظہار پر قائم ہے۔ آزادی کے مغربی تصور کو اسلامی تہذیب کے تصور عبدیت پر مسلط کرنے کی اس سیاسی وفکری کشمکش کو خود یورپی فلاسفہ "تہذیبوں کے تصادم" سے تعبیر کرتے ہیں جو اس کی فکری، تہذیبی اور سیاسی کشمکش کی معلوم تعبیر ہے۔ مغرب کے اس فکری وسیاسی تناظر کو ملاحظہ کرنے کے بعد اس اہم حقیقت کی ایضاح آپ ہی سے ہوجاتی ہے کہ عالمی سیاسی منصۂ شہود پر ہونے والی توہین رسالت فرد کا "شخصی قصد" نہیں بلکہ مغربی ریاست کے عقائد کا "تہذیبی اظہار" ہے۔ پس جب یہ دوملتوں اور دوتہذیبوں کا تصادم قرار پایا تو اس کے بعد توہین رسالت کا یہ مسئلہ اکیسویں صدی کے تناظر میں حدود وتعزیرات سے زیادہ کتاب الجہاد وکتاب المغازی سے مربوط قرار پاتا ہے۔

پہلا جواب

رسالت مآب ﷺ کی بابت یہ مشہور کردہ واقعہ کہ آپ ﷺ پر عورت کوڑا کرکٹ پھینکتی تھی اور ایک بار وہ ایسا نہ کرسکی تو آپ ﷺ اس کی خیر سگالی کو گھر تشریف لے گئے، صریح مکذوبات میں سے ہے! یہ واقعہ سیکولر طبقہ فکر کی مشہور کردہ اساطیر میں سے ہے جو اس تہذیبی تصادم میں مغرب پسندوں کی طرف سے گاہے بگاہے پیش کیا جاتا رہا ہے۔ اس کی استنادی حیثیت یہ ہے کہ سند تو کجا اور اس کی تصریح ضعف بھی کجا، مسلمہ کتب احادیث میں سے کسی بھی کتاب میں یہ روایت

پائی ہی نہیں جاتی اور یہی وجہ ہے کہ وہ لبرل تجدد پسند طبقہ جو اس من گھڑت واقعہ کو بیان کرتا ہے اس کی تخصیص منابع سے قاصر ہے! نیز یہ من گھڑت واقعہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر خلاف درایت ہے:

(اولاً) شمع رسالت کے پروانے یعنی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود ہوں جو مشرکین کو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کی طرف اشارہ بھی نہ کرنے دیں اور پھر ان کے جیتے جی سرورکونین ﷺ کی ذات والاصفات کی یہ مستقل اہانت ہو عقل میں آنے والی بات نہیں!

(ثانیاً) پھر جو ملعونہ اس قدر ارتعاش رکھتی ہو کہ راستے سے گزرنے نہ دے وہ بھلا اس بات کو کیونکر قبول کرسکتی ہے کہ اس کے گھر میں آپ ﷺ تشریف لائیں۔

(ثالثاً) پھر یہ عین معقول مسلمہ ہے کہ انسان اگر کسی ایسے راستے سے گزرتا ہو جو پر خطر و باعث ایذا ہو تو وہ راستہ بدل لیتا ہے۔ یہ بات عین معقول بھی ہے اور قرآن بھی حکم دیتا ہے:

﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾

اور اپنے ہاتھوں خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو.. (سورۃ البقرۃ ۱۹۵)

ایسے میں یہ بات ہی خلاف معقول و منقول ہے کہ ایذا رسانی کے راستے اور راہ کو سفر کے لئے منتخب کیا جائے، جس کی عقل و نقل دونوں ممانعت کرتی ہیں۔

(رابعاً) اس قسم کہ متعصب، عنادی اور جاہل لوگوں کی بابت تو یہ قرآنی حکم ہے کہ ان سے الجھ کر ان کو مزید ہرزہ سرائی کا موقع نہ دیا جائے بلکہ سلام کیا جائے اور پھر ان سے جدا راہ لی جائے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

• ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمَٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا﴾

اور رحمٰن کے وہ بندے جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔ (سورۃ الفرقان: ۶۳)

نیز ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

(إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ)

جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ان لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو۔ (سورۃ النساء: ۱۴۰)

ایسے میں وہ ہستی جو سراپا قرآن ہو (کان خلقه القرآن)۔ اس کی بابت یہ گمان ہی درست نہیں ہے کہ وہ ان نصوص پر عامل نہ ہو! یہ دلائل اس بات پر بہت کافی ہیں کہ یہ واقعہ ایک من گھڑت واقعہ ہے اور منقولات کے اعتبار سے اس روایت کے من گھڑت ہونے کی ایک اور بین دلیل یہ ہے کہ دیگر معتمد کتب احادیث میں گستاخ عورتوں کا قتل ثابت ہے نہ کہ ان کی خیر سگالی! مثلاً حدیث کی معتمد کتاب سنن ابی داؤد سے یہ بات ثابت ہے کہ ایک یہودیہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں گستاخی کرتی تھی تو اس کے قتل کی بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے تائید کی گئی، تصریح ملاحظہ ہو:

(عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ يَهُودِيَّةً كَانَتْ تَشْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَعُ فِيهِ، فَخَنَقَهَا رَجُلٌ حَتَّى مَاتَتْ، فَأَبْطَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَمَهَا.

ایک یہودی عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹا یہاں تک وہ ہلاک ہوگئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو باطل (رائیگاں) قرار دیا۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، رقم الحدیث: رقم الحدیث ۴۳۶۲)

افسوس ہے لوگوں پر بھی جو ثابت کو چھوڑ دیتے ہیں اور ایسی غیر ثابت (من گھڑت) روایت کو لوح جبین پر سجاتے ہیں جس کا ماخذ ہی نہیں! بہر کیف یہ ایک من گھڑت واقعہ ہے جس کو آج کل سیکولر طبقہ فکر عام کر رہا ہے! ان لوگوں کو شرم کرنی چاہیے کہ کس سینہ زوری و ڈھٹائی سے یہ لوگ بارگاہ رسالت ﷺ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرتے ہیں، یا اسفا! عام عوام کو بھی چاہیے کہ ان یورپی لبرل دجالوں سے بچیں، ان سے بچنے کا حکم خود رسالت مآب ﷺ نے الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے:

(حَدَّثَنِی مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا بِهِ أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَا يَفْتِنُونَكُمْ وَلَا يُضِلُّونَكُمْ.

"آخری زمانہ میں ایسے کذاب دجال ہوں گے جو تم سے احادیث بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ ہی تمہارے آباء نے سنی ہوں گی۔ پس ایسے دجالوں سے بچنا، ان سے متنبہ رہنا، وہ تم کو فتنہ میں مبتلاء نہ کردیں اور وہ تم کو گمراہ نہ کردیں۔ (مشکل الآثار للطحاوی، رقم الحدیث: ۲۳۸۴)

دوسرا سوال:

یہ بھی فرمائیں کہ امتی کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ از خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ کو معاف کردے؟

دوسرا جواب:

یہ امر اتفاقی ہے کہ شاتم رسول کو معاف کرنے کا حق یہ کسی امتی کو حاصل نہیں کیونکہ یہ حق رسالت مآب ﷺ ہے ایہ قانونی مسلمہ ہے کہ مجرم کے جرم کو وہ ہی شخص معاف کرتا اور کرسکتا ہے جس کا اس سے ارتباط ہو۔ اس معقول قانونی کلیہ کو اگر تسلیم نہ کیا جائے تو دنیا کی کسی بھی ریاست میں تنفیذ قانون ممکن ہی نہیں ہوسکتا۔ یہ بالکل ایسا ہی ہوگا جیسے زید بکر کے گھر میں چوری کرے اور اطہر پڑوس سے آکر زید سے کہے کہ میاں جاؤ یہاں سے چلتے بنو میں نے تمہیں معاف کیا۔ پھر اسی قانونی نکتہ کو اس شرعی واخلاقی مسئلہ کے ذریعہ بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ حقوق العباد کی حق تلفی اگر کی جائے تو اس کی معافی کے لئے صرف بارگاہ خداوندی میں پشیمانی کا اظہار نہ کیا جائے گا بلکہ جس کا حق مارا گیا ہے اس سے بھی دست بستہ معافی مانگی جائے گی۔ ایسے میں ناموس رسالت مآب ﷺ جو قانونی، ریاستی، اخلاقی ہی نہیں، ایمانی واعتقادی اہمیت کا بھی حامل ہے بلکہ اصل ایمان ہے !اس خالص حق رسول ﷺ پر کسی دوسرے کو کیونکر دست درازی کی اجازت دی جاسکتی ہے !چنانچہ علامہ محی الدین محمد بن

قاسم الحنفی شاتم رسول کی سزا پر بحث کرتے ہوئے تصریح فرماتے ہیں:

(ولا یتصور فیہ خلاف فانہ حق تعلق بہ حق العبد)

اور اس بات کا تصور بھی نہیں کہ کوئی شخص اس کے خلاف رائے رکھے گا کیونکہ یہ ایک ایسا حق ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ بندہ سے بھی ارتباط رکھتا ہے۔

(السیف المشہور المسلول علی زندیق الرسول وساب الرسول: ۲۷)

علامہ ابن نجیم المصری الحنفی بھی تصریح فرماتے ہیں

وعللہ البزازی بانہ حق تعلق حق العبد فلا یسقط.

صاحب فتاوی بزازیہ نے اس (قتل شاتم رسول) کی وجہ بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کا تعلق حقوق العباد کی قبیل سے ہے، پس یوں یہ سزا ساقط نہ ہوگی۔ (بحر الرائق شرح کنز الدقائق (۱۲۶:۵)

ناموس رسالت کے باب میں حق رسول ﷺ کے اس ایمانی مقدمہ کو بیان کرنے والے صحابی رسول خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لا! واللہ اما کانت لبشر بعد محمد ﷺ

خدا کی قسم یہ صرف آنحضرت ﷺ کا حق ہے (کہ آپ کی توہین کرنے والے کو قتل کیا جائے)، کسی بشر کو نبی کے بعد یہ حق حاصل نہیں۔ (سنن ابی داود، کتاب الحدود، رقم الحدیث: ۴۳۶۳)

یہ تو اعتقادی حقیقت بھی ہے کہ عقیدہ امتناع نظیر کی رو سے نبی ﷺ کی مثل نہیں تو اس کے حقوق کی بھی مثل نہیں، لست کاحد کم! اس لئے آپ ﷺ کی توہین کرنے والے کو قتل کیا جائے گا کہ یہ حق رسول ہے، جبکہ دیگر لوگوں کا بطور حد یہ معاملہ نہیں ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی الحنفی تصریح فرماتے ہیں:

والاول حق العبد لا یزول بالتوبۃ.

پہلے حق عبد ہے جو توبہ سے زائل نہیں ہوتا۔۔۔ (در مختار، باب المرتد (۳۵۶:۱)

امام شاہ احمد رضا خاں صاحب القندھاری الحنفی رقمطراز ہیں

کوئی گستاخی کرے محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں یہ معاف کردے گویا یہ کہے کہ اگرچہ تو نے میرے نبی ﷺ کو برا کہا مگر میں اس کی پروانہیں کرتا، میں نے کہا بے کہا کردیا، معترض ایسا کہتا تواسے خود اپنے ایمان کے لالے پڑتے۔ زید کا حق عمرو اور عمرو کا حق زید معاف نہیں کرسکتا کہ وہ بے ادب محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں گرفتار ہوا سے زید و عمرو کیونکر معاف کردیں۔ (فتاوی رضویہ شریف (۱۴:۳۰۶)

تیسرا سوال:

کیا امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے متعلق لبرل طبقہ فکر کا یہ تاثر درست ہے کہ وہ گستاخ رسول کو قتل کرنے کے قائل نہ تھے بلکہ اس کے قتل کے مخالف تھے؟

تیسرا جواب:

ہمارے امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سرور کونین ﷺ کے سچے غلام اور عاشق تھے۔ آپ کی شہادت بھی جیل میں آل رسول ﷺ کی غیر مشروط حمایت ومحبت کی وجہ سے ہوئی، ایسے میں آپ کے بارے میں یہ تاثر قائم کرنا لبرل طبقات کی جسارت شنیعہ ہے کہ آپ شاتم کو واجب القتل نہیں سمجھتے! پس امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا بھی وہ ہی مؤقف ہے جو سرکار مدینہ ﷺ کے دیگر غلاموں کا ہے کہ گستاخ رسول کی ایک ہی سزا سرتن سے جدا، سرتن سے جدا! آئندہ سطور میں ہم خود امام اعظم سے منقول ان کی آراء کو پیش کریں گے۔ کسی بھی صاحب نظر کے مؤقف کو جاننے کیلئے یا تو اس کی اپنی تالیفات ہوتی ہیں یا اس صاحب نظر کا حلقہ تلامذہ ہوتا ہے۔ امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی جو امام اعظم کے شاگرد و ترجمان خاص ہیں اور فتاوی شامی میں بھی آپ کا یہ مشہور مقولہ منقول ہے کہ میرا ہر قول میرے استاد ہی کے اقوال میں سے ایک قول ہے۔ چنانچہ آپ گستاخ ذمی کے واجب القتل ہونے پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی یہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک راہب کو رسالت مآب کی شان میں

گستاخی کرتے سنا ہے۔ اس پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لو سمعته لقتلته انا لم نعطهم العهود على هذا.

اگر میں اسے رسالت مآب ﷺ کی توہین کرتا سنتا تو اسے قتل کر دیتا کیونکہ ہم نے ان سے اس بات پر معاہدہ نہیں کیا ہے (کہ وہ معاہدہ کے نام پر گستاخی کرتے پھریں)۔ (تفسیر مظہری (۴:۱۸۹)

پھر قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرح امام محمد شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد خاص ہیں۔ آپ بھی اپنی کتاب السیر میں شاتم رسول کے قتل کی روایت بیان فرماتے ہیں، جس کو شیخ الاسلام سلطنت عثمانیہ علامہ ابن کمال پاشا الرومی الحنفی اپنی اربعین میں نقل فرماتے ہیں:

ان عمير بن عدى لما سمع عصما بنت مروان توذى النبى عليه السلام فقتلها ليلا، مدحه رسول الله عليه السلام ذلك.

"عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عصما بنت مروان سے سنا کہ وہ (شاتمہ عورت) رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچا رہی ہے تو اسے قتل کر دیا، جس پر رسول اللہ ﷺ نے عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح فرمائی۔ (الاربعینیات فی الحدیث النبوی الشریف، رقم الحدیث:۳۴)

پس امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ صاحبین (قاضی ابو یوسف و امام محمد شیبانی) یعنی دونوں ہی شاگرد خاص شاتم رسول کو قتل کرنے کی روایت بیان فرماتے ہیں، جس سے خود امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حلقہ تلامذہ خود مؤقف شیخ کے آثار میں سے ہے، جیسے کے تصریح ہے) (**هذه آثارنا تدلُّ علينا فانظروا من بعدنا إلى الآثارِ**) (نیز امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی خود اپنی یہ اصولی تصریحات کہ) (**اذا صح الحديث فهو مذهبى**) بلکہ) (**الخبر الضعيف عن رسول الله اولىٰ من القياس ولايحل القياس مع وجوده**) (بھی آپ کے موقف کی اصولی جہتوں کو متعین کرتی ہیں۔ اس کے بعد فقہاء ملت سے آپ کے اقوال و مؤقف کی مزید صراحت ملاحظہ ہو۔

امام عبدالمعالی بخاری الحنفی توہین رسالت کی سزا کو حد قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

هذا مذهب ابى بكر صديق رضى الله تعالى عنه و الامام الأعظم.

یہ مذہب وموقف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ (فتاوی حسب المفتین مخطوط: ۳۳۷)

علامہ محی الدین محمد بن قاسم الحنفی بھی تصریح فرماتے ہیں

وهذا مذهب الامام الاعظم و مذهب ابی بکر صدیق رضی الله تعالى عنه.

یہ مذہب وموقف (یعنی قتل شاتم کا) امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔" (السیف المشہور المسلول علی الزندیق وساب الرسول: ۲۷)

شیخ الاسلام علامہ تقی الدین سبکی اپنی مشہور زمانہ کتاب "السیف المسلول" میں حضرت الامام کے موقف کی تصریح فرماتے ہیں:

واجمع اهل العلم على ان حد من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم القتل. وممن قال ذلک مالک، والليث، واحمد، واسحاق، وهو مذهب الشافعی... وبمثله قال ابو حنيفة و اصحابه، والثوری، و اهل الکوفة.

اور اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے گا اور یہ بات امام مالک، امام لیث، امام احمد، امام اسحاق نے کہی ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے اور اسی کی مثل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے۔" (السیف المسلول علی من سب الرسول: ۱۱۹)

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی الحنفی لکھتے ہیں

والفتاوى من مذهب ابی حنيفة ان من سب النبی یقتل ولا یقبل توبته سواء کان مومنا او کافرا.

اور امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف ومذہب میں فتویٰ اسی پر ہے کہ جو گستاخی کرے اسے قتل کردیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی، خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (تفسیر مظہری (۴:۱۸۹)

علامہ شیخ دمشقی الشافعی فرماتے ہیں

فقال ابو حنیفة لا تجب استابته ویقتل.

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ شاتم کی توبہ قبول نہ کی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔"

(رحمۃ الامۃ (۲:۱۳۴)

علامہ قاضی عیاض المالکی تصریح فرماتے ہیں

وقد ذکرنا منہب العراقیین بقتله.

اور ہم نے عراقیوں کا (امام اعظم کی طرف اشارہ) مشہور مذہب وموقف یہی بیان کیا ہے کہ گستاخ رسول کو قتل کیا جائے گا۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (۲:۱۹۰)

قاضی عیاض المالکی ہی ایک اور مقام پر ناقل ہیں

من سب النبی یقتل وممن قال ذلک مالک، واللیث، واحمد، واسحاق، وهو منهب الشافعی ...وبمثله قال ابو حنیفة و اصحابه، والثوری، و اهل الکوفة.

جو شخص نبی ﷺ کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے گا اور یہ بات امام مالک، امام لیث، امام احمد، امام اسحاق نے کہی ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے اور اسی کی مثل امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے۔ (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (۲:۴۷۵)

مفتی مکہ ملا علی قاری الہروی الحنفی شفاء شریف کی مذکورہ بالا عبارت کی تائید وشرح میں فرماتے ہیں:

وقول الثوری وابی حنیفة والکوفیین ای سائرهم.

اور یہ امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ اور اہل کوفہ یعنی سب کا موقف ہے۔" (شرح الشفا للقاضی عیاض (۲:۴۱۰)

علامہ عالم بن علاء الدین الانصاری الھندی الحنفی شاتم رسول کی سزا کو بطور حد قتل ثابت کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

هذا مذهب ابی بکر صدیق رضی الله تعالی عنه و الامام الأعظم والثوری و اهل الكوفة والمشهور من مذهب مالک و اصحابه.

یہ مذہب وموقف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ، اہل کوفہ اور مشہور روایت کے مطابق امام مدینہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اوران کے اصحاب کا بھی ہے۔ (السیف الجلی علی ساب النبی:۱۱۹)

علامہ ابن عابدین شامی الحنفی تصریح فرماتے ہیں

والحاصل انه لاشک ولا شبهة فی کفر شاتم النبی وفی استباحة قتله وهو المنقول عن الائمة الاربعة.

اور حاصل بحث یہ ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کے کفرومباح الدم ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اور یہی فتوی ائمہ اربعہ سے منقول ہے۔ (ردالمحتار (۳۱۵:۳)

علامہ محدث محمد ہاشم ٹھٹوی الحنفی ناقل ہیں

اجمع عامة اهل العلم علی ان من سب النبی یجب علیه القتل. وممن قال بذلک مالک، واللیث و الشافعی وبمثله قال ابو حنیفة و اصحابه، والثوری، و اتباعه اهل الكوفة.

اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو شخص نبی ﷺ کی گستاخی کرے اس کا قتل واجب قرار پائے گا اور یہ بات امام مالک، امام لیث، امام شافعی نے کہی ہے اور یہی بات امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب، اور امام سفیان ثوری اور ان کے متبعین اور اہل کوفہ نے کہی ہے۔ (السیف الجلی علی ساب النبی:۱۱۴)

علامہ محمد بن فراموز ملاخسرو الحنفی فرماتے ہیں

قلنا إذا شتمه سکران لا یعفی ویقتل ایضا حدا، وهذا مذهب ابی

بكر الصديق رضى الله تعالى عنه و الامام الأعظم و الثورى و اهل الكوفة و المشهور من مذهب مالك و اصحابه.

"ہم کہتے ہیں اگر کوئی فرد رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخی کرے تو اسے معافی نہیں دی جائے گی بلکہ اسے حداً قتل کیا جائے گا اور یہی مذہب وموقف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ، اہل کوفہ اور مشہور روایت کے مطابق امام مدینہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب کا بھی ہے۔" (درر الحکام شرح غرر الاحکام، کتاب الجہاد (۳: ۳۰۰)

علامہ شاہ ابوالخیر عبداللہ محی الدین فاروقی مجددی الحنفی لکھتے ہیں

ويقتل حدا هذا مذهب ابی بكر صديق رضى الله تعالى عنه و الامام الأعظم.

شاتم رسول بطور حد قتل ہوگا، یہ مذہب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ (الفتاوی الخیریہ: ۱۵۵)

علامہ خلیل ملاخطر الشافعی لکھتے ہیں

من سب النبى صلى الله عليه و آله وسلم يقتل و بمثله قال ابو حنيفة و اصحابه.

"جو شخص رسالت مآب کی گستاخی کرے اسے قتل کیا جائے گا اور اسی کی مثل امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور ان کے اصحاب نے کہا ہے۔ (واجب الامۃ نحو نبی الرحمۃ: ۲۷۲)

فخر المتأخرین علامہ سید احمد علی شاہ ترمذی الحنفی رقمطراز ہیں

والفتاوى من مذهب ابى حنيفة ان من سبّ النبى يقتل ولا يقبل توبته سواء كان مومنا او كافرا وبهذا يظهر انه ينتقض عهده ويوده ما روى ابو يوسف عن حفص بن عبدالله بن عمر ان رجلا قال له

سمعت راهبا سب النبي صلى عليه واله وسلم فقال له لو سمعته لقتلته انا لم نعطهم العهود على هذا.

اور امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے مؤقف و مذہب میں فتوی اسی پر ہے کہ جو گستاخی کرے اسے قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی، خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ بوجہ سب نبی، ذمی کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جسے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی، حضرت حفص بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک راہب کو رسالت مآب کی شان میں گستاخی کرتے سنا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا اگر میں اسے رسالت مآب ﷺ کی توہین کرتا سنتا تو اسے قتل کر دیتا کیوں کہ ہم نے ان سے اس بات پر معاہدہ نہیں کیا ہے (کہ وہ معاہدہ کے نام پر گستاخی کرتے پھریں)۔ (حسام السیفیہ فی تشریح العبارات الکفریہ: ۲۱۴)

پس مذکورہ بالا تصریحات علمیہ خود امام اعظم کے مؤقف کو بیان کرتی ہیں۔ عرق ریزی سے جمع کی گئیں یہ سترہ تصریحات علمیہ گستاخ رسول کی سزا کو بطور قتل بیان کرتی ہیں، چاہے یہ قتل کسی نام نہاد سابقہ کلمہ گو کا ہو یا ذمی کا، ہر دو صورتوں میں یہ عبارات مؤقف امام اعظم کی تنقیح و ایضاح کرتی ہیں۔ اس حوالے سے جو قول امام بابت اہل ذمہ اشتباہ پایا جاتا ہے، اس کی فنی بحث کی تفصیل و توضیح کے لئے راقم کی کتاب السیف الجبار ملاحظہ ہو، عوام الناس میں جانے والا یہ تحریکی فتوی اس کثرت قیل و قال کا متحمل نہیں، باقی جو عبارات پیش کر دی گئی ہیں وہ نفس مسئلہ کی علمی ایضاح کیلئے بہت کافی ہیں۔ نیز ان لبرل مفکرین کے لئے دندان شکن ہیں جو ہم سے کل تک مطالبہ کرتے تھے کہ امام اعظم سے کوئی ایک حوالہ پیش کر دو! یہ سترہ عبارات اس سیکولر طبقہ فکر کے لئے نوشتہ دیوار ہیں، والحمد للہ علی ذلک!

چوتھا سوال

مسلم معاشروں میں ایک نئے طبقہ فکر نے جنم لیا ہے جو خود کو لبرل مسلمان کہتا ہے۔ اسی

طبقہ فکر کی طرف سے مسلم معاشروں میں توہین رسالت کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور ردعمل ہو تو ان کی طرف سے معذرت بھی کر لی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ لبرل کلمہ گو کی توبہ قبول ہے یا نہیں؟

چوتھا جواب

عالمی سیاسی منصۂ شہود پر اس وقت مغربی سیکولر نظام حکومت نافذ ہے، جو آزادی کا ادعا ہے۔ ایسے میں ان کے یہ فکری گماشتے اسی آزادی اظہار کو بنیاد بنا کر توہین کا ارتکاب کرتے ہیں۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ استخفاف تقدیس اسلامی، نظریہ لادینیت (سیکولرازم) کی جنس معنویت میں سرائیت کیا ہوا ہے کیونکہ لادینیت، نظریہ نفی تقدیس (پروفینیٹی) کے نتیجہ نظریہ آزادی اظہار کو پیش کر کے حاکمیت خداوندی کو رد کرتی ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ سیکولر و لبرل کی توبہ قابل قبول ہے یا نہیں؟ اس بحث میں جانے سے پہلے یہ سوال ہے کہ خود لبرل کا حکم اعتقادی کیا ہے؟ اس کے لئے ہمیں خود سیکولرازم کی اصطلاحی تعریف کا جائزہ لینا ہوگا۔ مندرجہ ذیل سطور میں منابع و ماخذات افرنگ کی روشنی میں فتنہ لادینیت کی اصطلاحی تعریف ملاحظہ ہو:

(1) Secularization refers to the displacement of religious beliefs, rituals and sense of community from the moral life of society.

"سیکولرائزیشن مذہبی اعتقادیات، رسوم اور حس معاشرت کو معاشرے کی اخلاقی زندگی سے بے دخل کر دینے کا نام ہے۔"

(Social Science Encyclopedia : 738)

(2) Secularism is an ethical system founded on the principles of natural morality and independent of revealed religion or super naturalism.

سیکولرازم درحقیقت ایک ایسا اخلاقی نظام ہے جو اخلاقی بنیادوں پر کچھ اس طرح استوار

کیا گیا ہے کہ یہ الہامی مذہب یا مافوق الفطرت سے مطلقاً آزاد قرار پایا ہے۔

(Encyclopedia America , New York : 24/510)

مذکورہ بالا تعریفات کی روشنی میں نظریہ سیکولرازم کا خلاصہ یہ ہے کہ فرد اپنی اجتماعی، عدالتی، سیاسی، تہذیبی، سماجی، اور قانونی زندگی میں مذہب کا پابند نہیں بلکہ مغربی سیکولر قوانین کا پابند ہے یوں حاکمیت خدا تعالیٰ کی نہیں انسان کی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صریح کفر ہے جو کفر استبدال، کفر استحلال، کفر جحد، کفر الحاد اور دیگر انواع کفر پر محیط ہے! قرآن مجید کے ایک حکم کا انکار بھی کفر ہے چہ جائیکہ دین اسلام کے پورے نظام حیات کا انکار کر دیا جائے۔ اس کافرانہ رویہ کے بارے میں امام محمد شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصریح ملاحظہ ہو:

من انکر شیئا من شرائع الاسلام فقد ابطل لا اله الا الله.

پس جو شخص شریعت اسلامی میں سے کسی شئی کا انکار کرے تو اس کا دعویٰ اسلام باطل ہے۔ (السیر الکبیر شرح شمس الائمۃ (۵:۲۶۰)

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک اور فتویٰ ملاحظہ ہو

لو ان اهل بلدة اجتمعوا على ترك الأذان لقاتلهم عليه.

"اگر کسی علاقہ کے لوگ ترک اذان پر متفق ہو جائیں تو ان سے قتال کیا جائے گا۔ (عمدة القاری شرح البخاری (۴:۲۹۳)

امام عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ تو یہاں تک فرماتے ہیں

لو ان اهل بلدة أنكروا سنة السواك لقاتلوهم.

اگر کسی علاقہ کے لوگ مسواک کی سنت کا انکار کر دیں تو ان سے ضرور قتال کیا جائے گا۔"

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق (۴:۱۹۰)

قرآن مجید فرقان حمید جا بجا مختلف مقامات پر ان کے لوگوں کے کفر کو بھی بیان کرتا ہے جو شریعت مطہرہ کی قانونی وسیاسی حاکمیت کو قبول نہیں کرتے، اس حوالے سے بعض شواہد قرآنیہ ملاحظہ ہوں:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ.

اور جو اس کے مطابق فیصلہ نہ کریں جو اللہ نے نازل کیا تو وہی لوگ کافر ہیں۔ (سورۃ المائدۃ:۴۴)

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ.

تو کیا تم اللہ کے بعض احکامات کو مانتے ہو اور بعض سے انکار کرتے ہو؟ (سورۃ البقرۃ:۸۵)

وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ.

"بیشک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑیں اور اگر تم ان کا کہنا مانو گے تو اس وقت تم بھی یقیناً مشرک ہو گے۔ (سورۃ الانعام:۱۲۱)

أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً فَمَن يَهْدِيهِ مِن بَعْدِ اللَّهِ.

"بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا اور اللہ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کر دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا تو اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے گا۔ (سورۃ الجاثیہ:۲۳)

إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ وَأَمْلَىٰ لَهُمْ. ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأَمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ.

بیشک وہ لوگ جو اپنے پیچھے پلٹ گئے اس کے بعد کہ ان کیلئے ہدایت بالکل واضح ہو چکی تھی شیطان نے انہیں فریب دیا اور انہیں (لمبی لمبی) امیدیں دلائیں۔ یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ کے نازل کردہ کو ناپسند کرنے والوں سے کہا: کسی کام میں ہم تمہاری اطاعت کریں گے اور اللہ ان کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔" (سورۃ محمد:۲۵،۲۶)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ آمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَيُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا.

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اُس پر ایمان لے آئے ہیں جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا، وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے شیطان کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اسے بالکل نہ مانیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں بھٹکاتا رہے۔ (سورۃ النساء: ٦٠)

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا.

'تو اے حبیب! تمہارے رب کی قسم، یہ لوگ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنالیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے کوئی رکاوٹ نہ پائیں اور اچھی طرح دل سے مان لیں۔ (سورۃ النساء: ٦٥)

قرآن مجید کی یہ ساری نصوص حاکمیت خداوندی رد کرنے والے کے کفر وضلالت کو بیان کرتی ہیں۔ اب ایسے لبرل عقیدہ کی بابت آئمہ محققین کی تصریحات بھی ملاحظہ ہوں:

امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ ملاحظہ ہو

فقد روی عن الصادق رضی الله تعالی عنه انه قال لو ان قوما عبدالله تعالی و أقاموا الصلاة واتوا الزكوة وصاموا رمضان وحج البيت ثم قالوا الشيء صنعه رسول الله الاصنع او وجدوا فی انفسهم لكانوا مشركين.

اگر کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے، نماز کا اہتمام کرے، زکوۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔ نیز حج کرے مگر پھر کسی ایسے فعل کو جس کا کرنا رسالت مآب سے ثابت ہو اس کی بابت

یوں کہے کہ آپ نے ایسا کیوں کیا یا اس کے خلاف کیوں نہ کیا اور اس بات کو قبول کرنے سے اپنے دل میں کچھ تنگی محسوس کرے تو پس ایسی قوم یقیناً مشرکین میں سے ہے۔ (روح المعانی (۲:۶۵)

امام شعبی، امام ابن شبرمہ اور امام ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں

الکافرون للمسلمین، والظالمون للیھود، والفاسقون للنصاری.

جو حکم خداوندی کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے، مسلمانوں میں سے ہو تو کافروں میں سے، یہودیوں میں سے ہو تو ظالموں میں سے اور نصاریٰ میں سے ہو تو فاسقوں میں سے ہے۔ (تفسیر القرطبی (۵:۱۲۴)

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وانما سمی مشرکا لانہ اثبت حاکما سو اللہ تعالی وھذا ھو الشرک.

اور مشرک کو مشرک اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے خدا تعالیٰ کے علاوہ دوسرے کو حاکم قرار دیا ہے اور یہی شرک ہے۔" (تفسیر کبیر (۱۳:۱۷۰)

امام عبداللہ بن عبدالباری الأہدل فرماتے ہیں

حکم من ینتقل الی ھذہ البلدۃ الموجودۃ التی اسبولی علیھا اھل الذمۃ، فھو فاسق مرتکب الکبیرۃ من کبائر الاثم ان لم یرض بالکفر واحکامہ، فان رضی الکفر بھا فھو کافر مرتد تجری علیہ أحکام المرتد.

ترجمہ

اور اس شخص کا حکم جو دارالاسلام چھوڑ کر اس علاقے میں منتقل ہو کہ جہاں ذمی کفار نے قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم رکھی ہے۔ تو پس ایسا شخص فاسق ہے جس نے کبیرہ گناہوں میں سے ایک کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا ہے گو ان کے کفر و قوانین سے راضی نہ ہو۔ پس اگر وہ وہاں پر موجود نظام کفر سے راضی ہوا تو وہ کافر ہے جس پر احکام ارتداد جاری ہوں گے۔" (السیف البتار علی من یوالی الکفار:۳)

امام ابومنصور ماتریدی الحنفی کا فتویٰ ملاحظہ ہو

من قال للسلطان ظالم عادل، قال الشیخ الامام ابو منصور الماتریدی رحمہ اللہ تعالیٰ یکفر.

جس نے ظالم حاکم کو عادل کہا تو اس نے کفر کیا۔ (فتاوی سراجیہ:۳۰۲)

علامہ قاضی احمد جونپوری الحنفی اپنے فتاوے میں رقمطراز ہیں

اگر کسے سلطان ظالم را عادل گوید، خواجہ منصور ماتریدی گفتہ است کہ کافر گردد.

اگر کوئی شخص کسی ظالم حاکم کو عادل کہے تو وہ امام خواجہ ابومنصور ماتریدی کے بقول کافر ہو گیا۔ (فتاوی ابراہیم شاہی مخطوط:۱۳۵)

امام ابوبکر جصاص الحنفی کا فتویٰ ملاحظہ ہو

من رد شیا من اوامر اللہ تعالیٰ او اوامر رسولہ فھو خارج من الاسلام سواء ردہ من جھۃ الشک فیہ او من جھۃ ترک القبول والامتناع من التسلیم.

جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے احکامات میں سے کسی ایک حکم کو بھی رد کرے تو وہ اسلام سے خارج ہے چاہے اس کا یہ عمل شک کی بنیاد پر ہو یا قبول نہ کرنے کی بنیاد پر ہو۔ (احکام القرآن ۲:۳۰۲)

ان اصولی تصریحات کے بعد عصر حاضر کے بعض علماء عرب کے فتاوی بابت عقیدہ سیکولرازم ولبرل ازم ملاحظہ ہوں۔ ملت افرنگ کے اس لبرل نظام طاغوت کو سلطنت عثمانیہ کے مشہور حنفی فقیہ شیخ الاسلام علامہ مصطفیٰ صبری الحنفی شیطانی تعلیمات کا حاصل قرار دیتے ہیں:

اذا کانت حکومۃ برلمانیۃ مبنیۃ علی الانتخاب الحر لان الحکوم الانجلیزی لم تتکلم المکر من امتھا فمن ای حکومۃ تعلمتہ ولا

حکومة أمکر منھا؟ الا ان تکون تعلمته من الشیطان.

جبکہ پارلیمنٹ کی حکومت آزاد انتخاب پر مبنی ہے اس لئے کہ انگریزوں کی حکومت چال بازیوں اور مکر کے سوا کچھ نہیں سکھاتی اپس کون سی حکومت مکر اور چالبازیاں سکھانے میں ان سے بڑھ کر ہوگی؟ یہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ تم نے یہ (طرز جمہوری) شیطان سے سیکھا ہے۔(الموسوعہ موقف العلماء الربانیین ،مطبوعہ دار العفانی القاہرۃ (۲:۲۳۸)

علامہ یوسف الدجوی المالکی لبرلز کو زندیق قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

واما حلیف الفرنسیین الخارج من صفوف المسلمین طوعا واختیارا مستبدلا لشریعة فقال اللہ تعالی أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا .

فرانسیسی نظام کے حمایتی یہ لوگ جو اپنے اختیار سے شریعت کو بدلنے والے ہیں مسلمانوں کی صفوں میں سے خارج قرار پائے۔جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے؛کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اُس پر ایمان لے آئے ہیں جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا،وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اسے بالکل نہ مانیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں بھٹکاتا رہے۔"(فتوی قدیمہ للازہر الحکم القوانین الوضعیہ:۲)

محدث حرم علامہ شیخ علوی المالکی الحسینی اپنے فتاوی میں رقمطراز ہیں

فمن قال الشریعة احکامها عتیقة و لاتصلح زمان و مکان و یحق استعاضتها بقوانین وضعیة فهذا کافر قانونی ملحد مرتد والعیاذ باللہ واساء الظن مخالفة الذی انزل الشریعة علی نبیه صلی اللہ علیه واله

وسلم وابتغى أحكام الجاهلية معرضا عن احكام الرب عزوجل.

پس جو شخص یہ کہتا ہے کہ احکام شریعت پرانے ہو چکے ہیں اور ان کے ذریعہ ہر زمانہ کی اصلاح ممکن نہیں اور یوں وہ قوانین وضعیہ (یعنی سیکولر قوانین) کے استحقاق کو اختیار کرتا ہے۔ پس ایسا شخص کافر، ملحد اور مرتد ہے، والعیاذ باللہ اس نے برا خیال کیا، مخالفت کر کے اس شریعت کی جو رسالت مآب پر نازل ہوئی اور یوں اس نے احکام وقوانین جاہلیت کو اختیار کیا جو کے احکام خداوندی سے معارض ہیں (فتاوی ورسائل، مبحث تحکیم الشریعۃ ونبذ القوانین الوضعیۃ: ۴۷)

علامہ عبدالحلیم محمود الازہری اپنے فتاوی میں رقمطراز ہیں

وقال الله تعالى: وباسم الحرية الشخصية قتلو كرامة الإنسان باحة الربا والبغاء العلني.

اور ارشاد باری تعالی ہے جو شخص خدا کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ کافروں میں سے ہے۔ پس اس کے بعد شخصی آزادی کے (خوشنما) عنوان کے تحت سودخوری، اعلانیہ فحاشی و سرکشی کا ارتکاب کر کے شرافت انسانی کا قتل کیا گیا۔ (فتاوی عبدالحلیم المحمود (۲: ۴۲۸)

علامہ عبدالقادر عودہ شہید لکھتے ہیں

هولاء الحكام الجهال استبيحت حرمات الاسلام فحرم ما احل الله واحل ما حرم الله والعشرا الفساد فى المجتمع الاسلامى و اشاعت الفاحشة و انحسر مد الإسلام.

ایسے جاہل حاکموں نے اسلام کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دیا ہے۔ پس جس شئی کو خدا تعالی حلال کی ہیں ان کو حرام اور جس شئی کو خدا تعالی نے حرام قرار دیا ہے اسے حلال قرار دیا گیا یوں مسلم معاشرے میں فساد و بے حیائی کو پھیلانے اور دعوت اسلام کو طاقت سے ختم کرنے کا قصد کیا جاتا ہے۔ (المال والحکم فی السلام: ۱۰۹)

ان تصریحات علمیہ کے بعد عرض ہے کہ ایسے میں جو شخص بھی لبرل مسلمان ہونے کا دعوی

کرے تو وہ کتنا ہی اپنے مذہبی ہونے کا تاثر دے لیکن باطن میں اس کے کفر ہی ہے یوں یہ لبرل کلمہ گو زندیق کے حکم میں ہے اور زندیق کی توبہ قانون اسلامی میں مردود ہے کیونکہ وہ اپنے کفر کو اسلام ہی سمجھتا ہے!

زندیق کی تعریف کیا ہے؟

مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی زندیق کی تعریف کو واضح فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں

ان المخالف للدين الحق ان لم يعترف به ولم يذعن له لا ظاهرًا ولا باطنًا فهو كافر وان اعترف بلسانه وقلبه على الكفر فهو المنافق، وان اعترف به ظاهرًا لكنه يفسر بعض ما ثبت من الدين ضرورة بخلاف ما فسره الصحابة والتابعون واجتمعت عليه الأمة فهو الزنديق.

ترجمہ

جو شخص دین کا مخالف ہے، مگر وہ دینِ اسلام کا اقرار نہ کرتا ہو اور دینِ اسلام کو نہ مانتا ہو، نہ ظاہری طور پر اور نہ ہی باطنی طور پر تو ایسا شخص کافر کہلاتا ہے اور اگر زبان سے دین کا اقرار کرتا ہو لیکن دین کے بعض قطعیات کی ایسی خود ساختہ تاویل کرتا ہو جو صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور اجماعِ اُمت کے خلاف ہو تو ایسا شخص زندیق کہلاتا ہے۔" (مسوّیٰ شرح موطا: ۱۳۰)

علامہ ابن شامی الحنفی رقمطراز ہیں

فان الزنديق يموّه كفره ويروّج عقيدته الفاسدة ويخرجها فى الصورة الصحيحة وهذا معنى ابطال الكفر.

پس زندیق ملمع سازی کے ذریعہ اپنے کفر کو پیش کرتا ہے اور یوں فاسد عقیدہ کی ترویج کرتا ہے اور اس کو اپنے تئیں صحیح صورت میں ظاہر کرتا ہے اور کفر کے چھپانے سے یہی مراد ہے۔ (فتاوی شامی (۳۲۶:۳)

علامہ محی الدین محمد بن قاسم الحنفی زندیق کی اصطلاحی تعریف بیان فرماتے ہیں

الزندیق علی ما ذکر فی شرح المقاصد، و شفا القاضی عیاض، و السیف المسلول فی سب الرسول، وغیرھا :شخص مع اعترافه بنبوة النبی و اظھاره شعائر الإسلام یبطن عقائد ھی کفر بالاتفاق.

زندیق کی تعریف جو علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح مقاصد میں، علامہ قاضی عیاض مالکی نے شفاء شریف، علامہ تقی الدین سبکی نے السیف المسلول اور دیگر کتب میں یہ تعریف ذکر کی ہے کہ زندیق وہ شخص ہے جو باوجود اعتراف نبوت اور اظہار اسلام کے اپنے باطن میں اتفاقی کفریہ عقائد رکھتے ہوں۔ (السیف المشھور المسلول علی زندیق الرسول وساب الرسول: ۱۸)

پس یہ لبرل وسیکولر طبقہ فکر زنادقہ کے حکم میں ہیں حسب ذیل وجوہ کی بنیاد پر ملاحظہ ہوں:

(اولا) تو اسی لئے کہ عقیدہ سیکولرازم کفر ہے جس کو یہ لبرل اپنے قلوب میں عزیز رکھتے ہیں گو اظہار اسلام کو ظاہر میں اپنی ڈھال بنایا جاتا ہے۔ تاہم مسلم سماج میں سیاسی ومعاشرتی اثر و رسوخ قائم رکھنے کے لئے باطنی لادینیت کے باوجود ظاہر اسلام کا چرچا کیا جاتا ہے۔ درحقیقت یہ ٹھیک منافقین مدینہ کا وہ نفاق اعتقادی ہے جس کا انہوں نے عہد غلبہ اسلامی میں اپنے سیاسی مقاصد کے لئے اظہار بلکہ استعمال کیا تھا۔ یاد رہے کہ زندیق کو اصطلاح میں منافق اعتقادی (نہ کہ عملی) بھی کہا جاتا ہے۔

(ثانیاً) دعوی اسلام کے باوجود لبرل ازم کی بابت عقیدہ اسلامیہ کو قبول نہیں کیا جاتا بلکہ اسلام کی بابت عقیدہ لبرل ازم کو قبول کیا جاتا ہے یوں عقیدہ لبرل ازم کو اعتقادی ونظریاتی طور پر قبول کر کے مذہب کا "آلاتی استعمال" کیا جاتا ہے۔

(ثالثاً) لبرل ہمیشہ مذہب کو کلچر کے مغربی تناظر میں اختیار کرتا ہے نہ کہ مذہب کی تہذیبی حاکمیت کو قبول کرتا ہے۔ تہذیب وکلچر میں فرق ہے۔ تہذیب (ٹریڈیشن) اور کلچر میں یہ فرق ہے کہ کلچر کی مغربی اصطلاح کی رو سے وہ تحکم نہیں تنوع کی قائل ہوتی ہے۔ جبکہ تہذیب اپنی حاکمیت کو

قائم کرتی اور خارجی عوامل کو رو کرتی ہے۔ جبکہ کلچر مذہب کی تہذیبی حاکمیت الحق کو نظریہ کثرت حق (فتنہ نظریہ پلورل ازم) میں تحلیل کرنے کیلئے تنوع کے نام پر منکرات کے مختلف گل ہائے رنگ بکھیر کر معاشرے پر سیکولرازم کی حاکمیت کو قائم کرتی ہے۔ چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ یہ نام نہاد لبرل کلچری "مسلمان" بڑی آسانی سے کرسمس میں بھی شریک ہو جاتے ہیں، طاغوت سے وفاداری کے حلف نامے بھی اٹھا لیتے ہیں اور مورتیوں پر چڑھاوے بھی چڑھا آتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ ان کے نزدیک مذہب کی حقیقت کلچری تنوع سے زیادہ کچھ نہیں ! آزادی اظہار کا یہ کلچری تنوع شنیع سے شنیع ترین شئی کو بھی کلچری تنوع و فلسفہ آزادی کے تناظر میں اپنے تئیں معقول قرار دیتا ہے، یہاں تک کہ مقدسات پر تنقید کو بھی اسی تناظر میں مذہبی طبقہ کے لئے قابل قبول گردانا جاتا ہے۔ جبھی امریکی صدر بارک اوباما نے اقوام متحدہ کے اسٹیج سے یہ کہا تھا کہ امریکی کلچر میں جب ہم عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کو قبول کر کے بھی عیسائی رہ سکتے ہیں تو تم مسلمان امریکی کلچر میں اپنے نبی کی شان میں گستاخی قبول کر کے مسلمان کیوں نہیں رہ سکتے (نقل کفر، کفر نہ باشد)۔ پس مذہب کا یہ لبرل کلچری تصور اپنی جنس میں سراپا کفر زندقت ہے!

(رابعاً) احقر نے شروع میں تصریح کی ہے کہ استخفاف و توہین نظریہ لادینیت (سیکولرازم) کی جنس معنویت میں سرائیت کیا ہوا ہے کیونکہ لادینیت، نظریہ نفی تقدیس (پروفینیٹی) کے نتیجہ نظریہ آزادی اظہار کو پیش کر کے حاکمیت خداوندی کو رد کرتی ہے۔ اس اعتبار سے شناعت استخفاف نظری طور پر فتنہ لادینیت میں جوہری اعتبار سے موجود ہے۔ جس کا قائل ہر لبرل ہے گو وہ اس کا داعی نہ ہو۔

(خامساً) پس اسی لئے لبرل زندیق کے حکم میں ہیں۔ ویسے تو یہ اعتقادی حکم اصولی طور پر واضح ہے کیونکہ جو شخص باطن میں عقائد کفریہ کے بعد دعویٰ اسلام کرے تو وہ زندیق ہے۔ تاہم بطور شواہد یہ عرض ہے کہ علامہ یوسف الدجوی المالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی انہیں زندیق ہی قرار دیا ہے۔ فقیہ العصر شیخ القرآن علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی الحنفی رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس طبقہ فکر پر عہد

رسالت کے منافقین کا حکم یعنی نفاق اعتقادی (زندیق) ہی کا حکم لگاتے ہیں، تصریح ملاحظہ ہو:

کفار کو بخوشی حاکم بنانا مسلمان کے لئے حرام ہے۔ جیسا کہ أن یتحاکموا إلی الطاغوت سے معلوم ہوا۔ اسلامی احکام کے مقابلے میں امریکہ اور لندن والوں کے قوانین کو اچھا سمجھنا وہی پرانا منافقانہ طریقہ ہے۔ جیسا کہ

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ عَنكَ صُدُودًا.

سے معلوم ہوا کہ رب نے ایسے لوگوں کو منافق فرمایا۔" (تفسیر نعیمی (۵:۱۹۵)

نیز ہمارے موجودہ دور میں بھی لبرل کے زندیق و منافق اعتقادی ہونے کا یہی فتوی حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان صاحب نور اللہ مرقدہ شریف کا بھی ہے (فتاوی بریلی شریف ۳۹۷) اور صاحب برہان القرآن علامہ قاری محمد طیب نقشبندی نے بھی ان پر نفاق اعتقادی کا حکم لگاتے ہوئے انھیں عبداللہ بن ابی بن سلول کی معنوی اولاد قرار دیا ہے (برہان القرآن (۱:۱۵۵)۔ پس جب لبرل طبقہ فکر کا زندیق ہونا پایہ ثبوت کو پہنچا تو وہ ویسے ہی مباح الدم قرار پایا، جیسا کہ امام محمد بن قاسم الحنفی تصریح فرماتے ہیں:

فالزنديق يقتل بالاتفاق.

پس زندیق کو بالاتفاق قتل کیا جائے گا۔ (السیف المشهور المسلول علی الزندیق:۲۱)

اب رہی زندیق کی توبہ کا سوال تو امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے فتوی کی رو سے اس قسم کے لبرل زندیقوں کی توبہ ویسے ہی مردود و باطل ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

قال ابو حنيفة: اقتلوا الزنديق، فان توبته لا تعرف.

زندیق کو قتل کرو کہ اس کی توبہ کا پتہ نہیں چل سکتا (یعنی اس کے قول کا کوئی اعتبار نہیں)۔ (احکام القرآن (۱:۵۵) عمدۃ القاری (۱:۲۱۳)

۱۰۔ عبدالرحمن بن شیخی زادہ الحنفی بھی اس بات پر امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے موقف

کی تصریح کچھ اس اسلوب میں بیان فرماتے ہیں:

وَلَا تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ وَلِذَا قَالَ الْإِمَامُ اُقْتُلُوا الزِّنْدِيقَ وَإِنْ قَالَ تُبْتُ وَأَمْوَالُهُ

وَذُرِّيَّتُهُ فَيْءٌ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ.

"اور زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں جبھی امام اعظم نے فرمایا ہے کہ زندیق کو قتل کر دو گو وہ یہ کہے کہ میں نے توبہ کی اور یوں اس کا مال و اولاد اہل اسلام کے حق میں مالِ فے ہے۔(مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر (۲:۵۵۳)

علامہ ابن نجیم المصری الحنفی لکھتے ہیں

لا تقبل توبة الزنديق في ظاهر المذهب.

ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابلِ قبول نہیں۔(البحر الرائق شرح کنز الدقائق ر ۵:۱۳۵)

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ ساتھ یہی فتوی زنادقہ کی بابت امام مدینہ امام مالک رضی اللہ تعالی عنہ کا بھی ہے (احکام القرآن (۱:۵۱)۔ ہم گو حنفی ہیں۔تاہم امام مدینہ کے حوالہ سے یہ اصولی و فقہی فائدہ مستفید ہوتا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں امام اعظم و امام مدینہ متفق ہو جائیں تو پھر محققین کے بقول دیگر قیل و قال لائق اعتناء نہیں رہتی ہے۔ جیسا کہ امام قرطبی المالکی تصریح فرماتے ہیں:

انما كانا بحرين ابو حنيفة لاهل المشرق و مالك لأهل المغرب

افنتركهما ونشتغل بالساقية.

دو سمندر ہیں (علم و تفقہ کے) اہل مشرق کیلئے امام اعظم اور اہل مغرب کیلئے امام مدینہ تو پس کیا ہم ان دونوں کو ترک کر کے دیگر آراء ساقیہ میں مشغول ہوں گے! (تفسیر قرطبی (۲۱:۳۴)

خلاصہ کلام اس تمام بحث کا یہ ہے کہ لبرل شاتم، قصد توہین سے پہلے ہی مباح الدم ہے! نیز اگر وہ اپنی توہین سے قانونی طور پر رجوع بھی کرتا ہے تو یہ باطل ہے کیونکہ وہ اپنے نظریہ استخفاف یعنی نظریہ لادینیت (لبرل ازم) پر اب بھی قائم ہے۔ جبھی تو وہ حکم زندیق میں ہے جن کی

ہم نے وجوہ خمسہ بیان کیں۔ یہاں یہ مقدمہ بھی نظروں سے اوجھل نہ ہو کہ یہ زندیق بھی عام نہیں بلکہ "لبرل زندیق" ہے جو نظریاتی اعتبار سے توہین مذہب کا قائل و معترف ہے۔ اس لئے یہ معلوم ہے کہ ہر لبرل استخفاف و توہین شرع کا نظریاتی طور پر قائل ہے نظریہ لادینیت، نظریہ آزادی اظہار، نظریہ نفی تقدیس کے سبب، جس پر ہم نے مذکورہ بالا سطور میں بحث کی ہے۔ پھر یہ لبرل اس عالمی عسکری و تہذیبی جنگ کا حصہ بھی ہے جو اس وقت عالمِ اسلام و عالمِ مغرب کے درمیان برپا ہے یوں یہ شخص مجرد شاتم نہیں بلکہ عادی شاتم ہے۔ پس ایسے میں یہ شاتم صرف شاتم ہی نہیں بلکہ "زندیق لبرل"، "عادی شاتم" اور "حربی کافر" ہے۔ ایسا شخص تو سراپا مباح الدم ہے جس کی نمایاں ترین مثال اس دور میں بلوگرز ہیں۔ اس سیکولر و لبرل طبقہ فکر شاتم کی توبہ قانونی اعتبار سے ہزار بار قابلِ رد ہے! معاصر مفتیان کو بھی چاہیے کہ وہ حالات کی نزاکت کو سمجھیں اور فقہی تلفیق و تساہل کو اختیار کرنے کے بجائے فقہ اسلامی کی تہذیبی عصبیت و فقہی تصلب کو اختیار کریں، لایجوز للمفتی ان یتساھل فی الفتوی (ادب المفتی والمستفتی: ۱۴۴) پس ان گستاخ رسول لبرل کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

پانچواں سوال

کیا عصر جدید کے یہود و نصاری اہل کتاب ہیں اور کیا مسلم معاشروں میں موجود ان اہل کتاب کا شمار اہل ذمہ میں ہوتا ہے؟ لہذا کیا آراء فقہاء بابت حدود و تعزیر اہل ذمہ کے تناظر میں ان کفار سے متعلق ہوگا؟

پانچواں جواب

اس وقت عالمی سیاسی، قانونی، تہذیبی حاکمیت مغربی طاقتوں کے نمائندہ ادارہ اقوام متحدہ کی ہے۔ اقوام متحدہ آزادی اظہار کی بنیاد پر سیکولر و لبرل قوانین کی تنفیذ کا عالمی سیاسی ادارہ ہے۔ یہ ادارہ نظریہ لادینیت کو مغربی عقیدہ مساوات کے تناظر میں برتنے کا داعی ہے۔ ایسے میں اقوام متحدہ کے ادارہ کا یہ ہدف ہے کہ وہ مسلم معاشروں میں اسلامی قانون کی بنیاد پر نہ تو اعتقادی فرق

مراتب قائم ہونے دے اور نہ ہی اسلامی معاشرت کی بنیادوں پر تہذیبی فرق مراتب قائم ہونے دے۔ چنانچہ اگر اس حوالے سے مثال دی جائے تو یہ عالمی طاغوتی نظام ہر سال کمیشن برائے انسانی حقوق کی تحریری و تحقیقی رپورٹ (Human Rights Commission Report) عالمی استعماری طاقتوں کو پیش کرتا ہے، جس میں مسلم سماج کا تہذیبی و سیاسی تجزیہ پیش کیا جاتا ہے کہ ان میں کس طرح مذہبی ایقان و تصلب نمو پا رہا ہے اور اس کا سیاسی و تہذیبی تدارک کیسے ممکن ہے۔ ابھی حال ہی میں اسی رپورٹ میں پاکستان کے حوالے سے قادیانی تکفیر کا مسئلہ اٹھایا گیا تھا کہ جب سب انسانوں میں مغربی تصور مساوات کی رو سے برابری ہے تو ریاستی تکفیر و اقلیت کے کیا معنی ہیں؟! غرض یہ کہ عالمی سیاسی منصۂ شہود پر خلافت اسلامیہ نہیں بلکہ اقوام متحدہ کے اس عالمی استعماری مغربی دستور انسان پرستی (ہیومین رائٹ چارٹر) کا نفاذ ہے، ایسے میں سقوط خلافت عثمانیہ کے بعد دنیا کے کسی خطہ میں اسلامی سلطنت موجود نہیں۔ اس لئے ذمی کی فقہی تجسیم و تنفیذ موجود نہیں، لہذا اس دور کے کفار اہل ذمہ میں سے نہیں بلکہ سراپا حربی قرار پائے ہیں!! علامہ محدث محمد الحسن بن علی بن المنتصر الکتانی رحمہ اللہ تعالی اسی اصولی حقیقت واقعہ کی تصریح فرماتے ہیں:

> الذین فی بلادنا لا یسمون اهل ذمة، اذ الذمة لا تکون الا بوجود دولة إسلامیة تحکم بما انزل الله، وتقیم احکام الشرع فی اهل الکتاب .وهذا الحکم ارتفع منذ ازمان قبل سقوط الدولة العثمانیة ولم یعد.

"ہمارے ممالک کے یہود و نصاری کو اہل ذمہ نہیں کہا جاتا کہ ذمی کا وجود نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق خلافت اسلامیہ ہو جہاں قوانین شرعیہ اہل کتاب کے متعلق نافذ ہوں اور اس حکم (نکاح کتابیہ) کا ارتفاع بہت پہلے سقوط سلطنت عثمانیہ کے ساتھ ہی ہو چلا تھا کہ جواب لوٹنے والی نہیں۔ (حکم الزواج من الکتابیة :19)

اس لئے ذمی وحربی کی تقسیم کا قاعدہ جب ہوگا، جب سلطنت اسلامیہ موجود ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو پوری ملت کفر ایک ہی شمار ہوگی۔ جیسا کہ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان فرماتے ہیں:

الکفر کلھم ملة واحدة.

کفر سب کا سب ایک ہی ملت ہے۔ (کتاب الآثار: ۷۸۰)

علامہ عبدالعزیز پرہاروی الحنفی بھی لکھتے ہیں

الکفر ملة واحدة.

سارا کفر ایک ہی ملت ہے۔ (نبراس: ۳۷۸)

ایسے میں اس وقت پورا عالم کفر ایک ہے اور یوں حربی ہے۔ یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ غلبہ نظام کفر و نظام جزیہ نہ ہونے کی وجہ سے موجودہ دور کے کفار حربی ہیں۔ امام شاہ احمد رضا خاں صاحب القندھاری الحنفی رحمہ اللہ تعالی ہندوستان کی ملت کفر کے ذمی ہونے کی نفی کچھ اس اسلوب میں فرماتے ہیں:

ہندوستان کے کافر ذمی نہیں، ذمی وہ کافر ہے کہ سلطنت اسلام میں مطیع الاسلام ہوکر رہے اور جزیہ دینا قبول کرے۔ (فتاوی رضویہ، کتاب السیر (۲۸:۱۱)

حضور تاج الشریعہ پاکستان کے کفار کی بابت کیا لکھتے ہیں، ملاحظہ ہو

وہاں کے کفار حربی ہیں ذمی نہیں اس لئے کہ ذمی ہونے کی شرائط مفقود ہیں نہ وہ جزیہ دیتے ہیں اور نہ ان پر کوئی مذہبی پابندی ہے۔ پاکستان میں جس طرح مسلمانوں کو مذہبی آزادی ہے کافروں کے لیئے بھی ویسی ہی مذہبی آزادی ہے بے ضرورت مسلمانوں کا ان سے معاملات جائز نہیں۔

قال اللہ تعالی :انما ینھکم اللہ عن الذین قتلوکم (سورة الممتحنة :۹)

انہیں قربانی کا گوشت دینا ناجائز ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: والطیبت للطیبین والطیبون للطیبت۔

اوران کی عیادت کرنا بھی ناجائز ہے کہ کسی کی عیادت ایک طرح کی تعظیم وتکریم ہے اور کفار لائق تعظیم وتکریم نہیں بلکہ لائق اہانت ہیں۔ (فتاوی بریلی شریف:۲۵۱)

اب باقی رہا سوال کا یہ حصہ کہ کیا اس دور کے یہ کفار اہل کتاب کے حکم میں ہیں یا نہیں؟ تو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ خود کو عیسائی (اھل کتاب) کہنے سے کوئی اھل کتاب نہیں ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فتاوی سراجیہ کے حاشیہ پر تصریح ہے:

وھذا کانت تومن باللہ وتتدین بدین سماوی فی الواقع ولا تکون من الذین یسمون انفسھم أھل الکتاب ولیسوا منھم، ان کثیر منھم ینکرون الدین والآخرۃ فصاروا من الملحدین.

یہ جب ہے جبکہ فی الواقع کتاب اللہ پر ایمان لایا جائے اور ادیان سماوی پر یقین رکھا جائے اوران لوگوں کا خود کو اہل کتاب کہنے سے وہ اہل کتاب میں سے نہیں ہو جاتے کہ ان میں سے بہت سارے قیامت کے دن کا اور دین کا انکار کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ ملحدین میں سے ہو گئے ہیں۔ (فتاوی سراجیہ، کتاب النکاح:۱۹۵)

اس لئے عصر جدید کے تناظر میں تحقیقی موقف یہی ہے کہ جس طرح مغربی نظریہ لادینیت کے سبب آج کے یہ کلمہ گو زندیق کے حکم میں ہیں، بلکل اسی طرح یہ کفار بھی اہل کتاب نہیں بلکہ ملحدین کے حکم میں ہیں اور عیسائیت سے ان کی وابستگی اعتقادی نہیں بلکہ کلچری ہے۔ فقیہ العصر شیخ القرآن علامہ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حقیقت واقعہ کی تصریح فرماتے ہیں:

آج کل عام انگریز اور میمیں دہریہ ہو چکے ہیں - عیسائیت پر قائم نہیں رہے، ان سے نکاح حرام ہے - وہ اہل کتاب نہیں ہیں صرف قومی لحاظ سے اپنے کو عیسائی یا یہودی کہتے ہیں، گرجے میں جاتے ہیں۔" (تفسیر نعیمی (۱۲۹:۶)

پس ایسے میں یہ کفار اہل ذمہ تو کجا اہل کتاب بھی نہیں بلکہ مسلم ممالک میں موجود ان کفار

کی ایک بڑی اکثریت کا مقصد استعماری و سیاسی ہے۔ ایسے میں وہ کفار جو مسلم معاشروں میں گستاخی کی تحریک میں پیش پیش ہیں، ان کے پیچھے آپ کو ہمیشہ مغربی استعماری ولبرل این جی اوز نظر آئیں گی۔ ایسے خالص لبرل حربی کفار پر فقہاء امت کے اہل کتاب واہل ذمہ سے متعلق قوانین کا نفاذ صریح جہالت ہے۔ یہ تو صریح متحارب استعماری جتھے ہیں جن کا مقصد ہی مسلم معاشروں میں فساد کو برپا کرنا ہے اور تہذیب اسلامی کو انہدام وانجار کا شکار کر کے یہاں مغربی افکار کو مسلط کرنا ہے۔ لہذا کفار کا یہ مخصوص طبقہ مباح الدم ہے جیسا کہ امام فخر الدین بن عثمان بن علی زیلعی فرماتے ہیں: الکفر بوصف الحرب مبیح (تبیین الحقائق ۴:۱۷۳)

چھٹا سوال

کیا شاتم رسول کو انگریزی قوانین کے تحت قتل کے علاوہ کوئی اور سزا (مثلاً ملک بدر، وغیرہ) دلوائی جاسکتی ہے؟

چھٹا جواب

ہمارا ملت افرنگ کے نظریہ سیکولرازم سے نہ صرف سیاسی بلکہ اعتقادی اختلاف بھی ہے! ہمارے نزدیک ملت کفر کی قانونی حاکمیت قبول کرنا شرک فی الحکم کی قبیل سے جس کے انکار کا حکم اعتقادی ہے۔

جیسا کے ارشاد باری تعالی ہے:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا.

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اُس پر ایمان لے آئے ہیں جو تمہاری طرف نازل کیا گیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا، وہ چاہتے ہیں کہ فیصلے طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ اس کا انکار کریں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی

گمراہی میں بھٹکا تا رہے۔ (سورۃ النساء: ٦٠)

صدر الافاضل علامہ حکیم نعیم الدین مرآبادی الحنفی حاکمیت طاغوت کی بابت عقیدہ اسلامی کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

دوسرے کے حکم کو ماننا اللہ کے سوا اور حاکم قرار دینا شرک ہے۔ (خزائن العرفان فی تفسیر القرآن: ٢٥٧)

چنانچہ امام شاہ احمد رضا خان القندھاری الحنفی سے جب یہ سوال ہوا کہ سلطنت اسلامیہ نہیں ہے تو کیا ہم زانی کو ان انگریزی عدالتوں سے کوئی اور سزا دلوا سکتے ہیں، اس پر آپ رحمہ اللہ تعالی نے سورۃ النساء ہی کی مذکورہ بالا آیت مبارکہ کو پیش فرماتے ہوئے غلبہ قوانین کفریہ کی مذمت و نکیر فرمائی اور ساتھ ہی غلبہ و حاکمیت شریعت مطہرہ شریف کے نظریہ کو کچھ ان جامع الفاظ میں بیان فرمایا:

"ہرگز نہیں سزا وہی ہے جو مطابق شرع ہے اور اس کے خلاف کی خواستگاری ناجائز۔

قال الله تعالى)وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ)وقال الله تعالى)وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ.

(فتاوی رضویہ شریف، کتاب الحدود والتعزیر (١٠: ٥٩٣)

علامہ عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی الحنفی اپنے فتاوی میں تصریح فرماتے ہیں:

حق جل شانہ کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے)

(وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

پس ایسا قانون جو خلاف شرع کے ہو قبول کرنا اس کا اہل اسلام پر حرام ہے ور جو اس کے موافق عمل کرے گناہ اس کا مقنن قانون کی گردن پر ہوگا۔ (مجموعہ فتاوی لکھنوی فرنگی محل ر ٢: ٤٨)

علامۃ الہند استاذ العلماء علامہ معین الدین صاحب اجمیری نور اللہ مرقدہ شریف کا فتوی ملاحظہ ہو:

آئین گورنمنٹ کے متعلق اسلامی فیصلہ یہ ہے کہ وہ باطل و غلط اور اس پر عمل پیرا ہونا ناجائز و حرام۔ اسلام مخلوق کے کسی آئین کی تائید نہیں کرتا۔ وہ صرف اس آئین کا حامی ہے جو خدائے ذوالجلال کی طرف سے ہے۔" (کلمۃ الحق عند سلطان جائر: ٢٧)

شیخ الکل استاذ العلماء علامہ مفتی احمد حسن کانپوری، علامہ مفتی سید غیاث الدین اجمیری، مفتی محمد عظیم فرنگی محلی اور علامہ مفتی فقیر محمد غلام ابراھیم نقشبندی مجددی الحلمی کا یہ متفقہ فتوی ہے:

اس سے گورنمنٹ ہند کے قوانین جو بلکل مخالف شرع ہیں کے مطابق فیصلہ کرنا ہوتا ہے جو شرعاً حرام ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے)(وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (سورۃ المائدۃ:۴۵) مبسوط سرخسی جلد عاشر میں ہے کہ اگر کافر بادشاہ پر کسی دوسرے کافر بادشاہ نے حملہ کیا تو ایسی صورت میں مسلم رعایا کا اپنے کافر بادشاہ کی طرف سے قتال کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس سے شرک وکفر کی شوکت وعظمت ہوگی، جسکی اعانت حرام ہے۔ انتہی (فتاوی امارات شرعیہ بہار ہندوستان (۱:۳۰۱)

شیخ التفسیر والحدیث علامہ عبدالحکیم شرف صاحب قادری لکھتے ہیں

آخر ایک سچا اور مخلص مسلمان کتاب وسنت کا آئین چھوڑ کر ایسے قانون کو کس طرح قبول کرسکتا ہے جس کی بنیاد یہودیوں نے رکھی ہو۔ (توضیح البیان لخزائن العرفان:۱۰)

پھر غیر اسلامی نظام طاغوت سے ان کے فیصلے کے مطابق فیصلہ چاہنا تو باطل وضلالت ہے ہی فقہاء ملت نے تو قاضی تک کے لئے اس بات کی ممانعت کی ہے کہ وہ اپنے فیصلوں کی تنفیذ کے لئے غیر اسلامی طاغوتی نظام حکومت سے مدد چاہے۔ چنانچہ حضور سلطان الفقہاء تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خان الازہری رحمہ اللہ تعالی سے یہ سوال ہوا کہ کیا قاضی اسلامی فیصلوں کے نفاذ کیلئے غیر اسلامی حکومت سے تعاون حاصل کرسکتا ہے؟ سلام ہے حضور تاج الشریعہ کی فقاہت و دقت نگاہ کو کہ آپ مغربی نظام کی لادینی تجسیم وتمفید سے بخوبی واقف تھے اور فریضہ اقامت دین کے اس بنیادی مقدمہ کا بخوبی ادراک رکھتے تھے کہ نفاذ شرع شریف کا مقصد غلبہ اسلام و اہل اسلام، زوال واہانت کفر واہل کفر ہے ایسے میں کفار سے حاکمیت شرع شریف کو قائم کرنے کے لئے تعاون چاہنا چہ معنی دارد!

حضور سلطان الفقہاء رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں

"حدیث شریف میں ارشاد ہے: انا لا نستعین بمشرک ہم مشرکوں۔ سے مدد نہیں

لیتے اور ارشاد ہے: لا تستضیئو ابنار المشرکین مشرکین کی آگ سے چراغ نہ جلاؤ تو ان سے مدد لینے کی ضرورت نہیں ہے اور ارشاد ربانی ہے:

لن یجعل اللہ للکافرین علی المومنین سبیلا اللہ.

کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا، کافر مسلمان کو سزا دے اس میں مسلم کی اہانت ہے۔ تفسیرات احمدیہ میں ہے:

ولقد شاع ھذا الفساد فی زماننا فویل لکم یاایھاالمجوزون اولم تنظروا انھم کیف یعاملون مع المسلمین والمومنین والعلماء والصلحاء والسادات والقضاۃ کیف یضربون وجوھھم بایدیھم وارجلھم ویتصرفون معھم بانواع الاھانۃ والزل.

لہذا اس صورت میں ان سے مدد نہ لی جائے ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی واللہ تعالی اعلم۔ (فتاوی بریلی شریف:۷۸)

پس اس قصد شنیع سے بچنا چاہیے کہ گستاخ رسول کو مغربی طاغوتی قانون کی رو سے کوئی سزا دلوائی جائے کہ اول تو یہ ممکن نہیں کیونکہ مغربی اذہان عقیدہ آزادی اظہار رائے کے قائل نہیں ہیں اور دوم اس کی شرعا بھی اجازت نہیں! امت مسلمہ کا اجماعی فیصلہ یہی ہے کہ گستاخ رسول کی ایک ہی سزا سرتن سے جدا! اس لئے اگر اسلامی عدالت موجود نہ ہو تو وہاں سنت فاروقی پر عمل کرتے ہوئے ایسے شاتم پر خود ہی سزا کو نافذ کر دیا جائے ورنہ سیکولر نظام حکومت سے امید رکھنا محض عبث ہے، جس کا ہم میں سے ہر ایک شخص مشاہدہ بھی کر چکا ہے۔ اس لبرل نظام حاکمیت کا بنیادی مقصد ہی مغربی قانونی کے ذریعہ آزادی اظہار پر مبنی مغربی تہذیب کے جبر کو ہم پر مسلط کرنا ہے کیونکہ علم، سیاست و عمرانیات کا یہ معلوم مسلمہ ہے کہ کسی بھی نظریہ تہذیب کو اس کا قانون اور کسی بھی نظریہ قانون کو اس کی تہذیب ممکن بناتی ہے، فتدبر!

ساتواں سوال

توہین رسالت کا مسئلہ جب فقہی واختلافی ہے تو اس کو علماء دین نے اعتقادی واجماعی مسئلہ کیوں بنایا ہوا ہے؟ کیا واقعی یہ مسئلہ اعتقادی حساسیت کا حامل ہے؟ ایسے میں مذہبی طبقات کے اس تشدیدی رویہ کی شرعی توجیہ کیا ہے؟

ساتویں سوال کا جواب

اس زیر بحث مسئلہ پر جتنے سوالات ہیں، ان میں یہ زیر نظر سوال سب سے اہم ہے۔ ہمارے نزدیک یہ مسئلہ ان نمایاں ترین فقہی مسائل میں سے ہے جو غلبہ باطل کے اس عہد میں فارق حق وباطل اور یوں از قبیل عقائد حقہ ہے ! ہمارے اس مؤقف پر مندرجہ ذیل سطور میں بعض مقدمات ہائے علیہ ملاحظہ ہوں:

(اولاً) رسالت مآب ﷺ سے عشق، محبت اور ان کی تعظیم وتوقیر، یہ ہمارے عقیدہ و ایمان کا حصہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا . لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا .

بے شک ہم نے تمہیں گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا۔ تا کہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بیان کرو۔" (سورۃ الفتح: ۸،۹)

پھر سرور کونین ﷺ سے اس والہانہ تعلق کی کئی ایک جہتیں ہیں۔ مثلاً اسی اعتقادی محبت کی ایک جہت عقیدہ الحب للہ و البغض للہ ہے اور یوں شاتم رسول کو ٹھکانے لگانا اسی بغض للہ کا مظہر ہے۔ دوسری جہت یہ ہے کہ یہی محبت وعشق اس درجہ مرتبہ ایقان کو پہنچ جاتا ہے کہ ایک صاحب ایمان اپنے وجود کو اپنی اس محبت میں معدوم پاتا ہے۔ اس کے لئے سب کچھ اس کا نبی ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ حالت شعور میں اپنے وجود کا مالک ہی اپنے اس محبوب کو پاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

النَّبِیُّ أَوْلَی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ.

یہ نبی مسلمانوں کے ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہیں۔ (سورۃ الاحزاب:٦)

چنانچہ فرد کو اگر اسالیب شنیعہ واسالیب سب کے ذریعہ مخاطب کیا جائے تو اس سے فرد میں ارتعاش کا پیدا ہونا فطری امر ہے کہ یہ عوامل بشریہ میں سے ہے۔ ایسے میں ایک صاحب ایمان جو سرور کونین رسالت مآب ﷺ کو اپنی نفس سے اولیٰ رکھتا ہے، اپنے اس قبلہ ایمان کے بارے میں اگر وہ شاتموں کا شتم سنے گا تو اس کی فکر و مزاج اور بدن کا ارتعاش کی تپش سے کھول اٹھنا یہ صرف عوامل بشریہ ہی میں سے نہیں بلکہ عوامل ایمانیہ کا بھی تقاضہ ہے! اس مقام پر خود قرآن مجید اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ ایذا رسول کے موقع پر ایک صاحب ایمان کی غیرت ایمانی کس درجہ بے قرار و مضطرب ہو جاتی ہے اور یوں ایک صاحب ایمان کے جذبات ہی یہ ہوتے ہیں کہ اس موذی کو تو کجا خود اس موذی کی "نسلوں" تک کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے! یہ ہمارے جذبات ہی نہیں بلکہ اہل ایمان کی وہ معلوم و مسلمہ کیفیات ہیں جن کو قرآن مجید فرقان حمید بیان کرتا ہے۔ چنانچہ جب رسالت مآب ﷺ کو کفار مکہ نے نرینہ اولاد نہ ہونے کا طعنہ دیا تو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ اعلان فرمایا کہ:

إِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْأَبْتَرُ.

بے شک تمہارا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔ (سورۃ الکوثر:٣)

اسی طرح ایک اور موقع پر ولید بن مغیرہ نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں نازیبا الفاظ کہے تو خدا تعالیٰ نے سورۂ قلم کی نو آیات کو نازل فرمایا، ملاحظہ ہو:

(نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ. مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ. وَ اِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ. وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. فَسَتُبْصِرُ وَ یُبْصِرُوْنَ. بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ. اِنَّ رَبَّکَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ. وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ. فَلَا تُطِعِ الْمُکَذِّبِیْنَ. وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ

فَیُدۡهِنُوۡنَ. وَ لَا تُطِعۡ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِیۡنٍ. هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِیۡمٍ. مَّنَّاعٍ لِّلۡخَیۡرِ مُعۡتَدٍ اَثِیۡمٍ. عُتُلٍّۭ بَعۡدَ ذٰلِكَ زَنِیۡمٍ

قلم اوران کے لکھے کی قسم، تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں اور ضرور تمہارے لیے بے انتہا ثواب ہے اور بیشک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔ تو اب کوئی دم جاتا ہے کہ تم بھی دیکھ لو گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں کون مجنون تھا۔ بے شک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکے اور وہ خوب جانتا ہے جو راہ پر ہے۔ تو جھٹلانے والوں کی بات نہ سننا۔ وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانے والا ذلیل۔ بہت طعنے دینے والا بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا۔ بھلائی سے بڑا روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار۔ دُرشت خُو اس سب پر طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔ (سورۃ القلم: ۱ تا ۱۳)

اس لئے اہل ایمان کا یہ جذبہ غیض وغضب کے موذی ہی نہیں موذی کی نسلوں کو بھی زمین کی صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے، یہ کیفیات قرآنی اسباق کی تعلیم ہیں۔ پھر مقام رسالت تو بہت بلند ہے، تقدیس مقام ولایت کی عداوت وتوہین کس قدر شنیع فعل ہے حدیث قدسی صحیح بخاری کی روشنی میں ملاحظہ ہو:

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال، قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم :إن الله قال من عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب.

"حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا خدا تعالیٰ اعلان کرتا ہے جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت کرے تو اس کے خلاف میری اعلان جنگ ہے۔ (صحیح بخاری)

چنانچہ جب ایک ولی کی بابت یہ اعلان ہے تو ایذا نبی کی بابت کا کیا اعلان ہوگا! پس ایسے میں ایک صاحب ایمان کی غیرت ایمانی (عناصر بشریہ وایمانیہ) اس کو اس امر حق پر ابھارتی ہے کہ وہ موذی سے ایذا کا بدلہ لے اور جب تک یہ بدلہ نہ لے اس وقت تک اہل ایمان کے قلوب کو طمانیت حاصل نہیں ہوتی اور صاحب ایمان کے سینے کو راحت وطمانیت نصیب نہیں ہوتی!

قرآن مجید فرقان حمید قلب کی اس ایمانی کیفیت کو بیان کرتا ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِأَيْدِيكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ.

تم ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے انہیں عذاب دے گا اور انہیں ذلیل ورسوا کرے گا اوران کے خلاف تمہاری مدد فرمائے گا اور ایمان والوں کے دلوں کو ٹھنڈا کردے گا۔ (سورۃ التوبہ:۱۴)

یہاں بعض احباب قلت مطالعہ اور قلت تدبر کے سبب یہ سوال اٹھا سکتے ہیں کہ جب قرآن مجید کا بیان کردہ منہج ایمانی اس قدر واضح ہے،تو فقہاء امت نے ان ایمانی اسالیب کو توہین رسالت کے اس مسئلہ میں کیوں نہیں برتا یعنی قتل شاتم کو ایمانی اقدام کیوں نہیں قرار دیا؟ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نہ صرف فقہاء ملت سے سوء ظن ہے بلکہ خود فقہ اسلامی کی فقہی ساخت وترجیح سے تجاہل ہے۔فقہاء ملت کی فقہ الفروع عقیدہ کی فقہ الاکبر کے نہ صرف تابع ہے بلکہ اسی سے برآمد اور کشید ہوئی ہے۔نیز جب فقہاء ملت کا سواد اعظم قتل شاتم پر بے ہی متفق تو یہ سوال کچھ معنی نہیں رکھتا۔باقی رہی یہ ظاہر پرستی کہ شاتم رسول کی سزا کے ایمانی پہلو کو فقہاء نے موضوع سخن کیوں نہیں بنایا؟ تو یہ سوال منابع پر قلت اطلاع کی غمازی کرتا ہے۔حقیقت اس کے برخلاف ہے،بعض مشہور فقہاء ملت کی فقہی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

علامہ بدرالدین عینی محدث الحنفی فرماتے ہیں

(قال العینی و اختیاری فی السب ان یقتل.

ترجمہ

توہین رسالت کی صورت میں میری (ایمانی) پسند تو یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔(ردالمحتار،کتاب الجہاد(۶:۳۴۶)

شیخ الاسلام علامہ علی مقدسی،محدث عینی رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس فتوی پر تبصرہ فرماتے ہیں:

وهو مما يميل اليه كل مسلم.

یہ وہ (فتوی) ہے جس کی طرف ہر مسلمان رغبت رکھتا ہے۔" (ردالمحتار، کتاب الجہاد (۶:۳۳۶)

علامہ ابن نجیم المصری الحنفی رقمطراز ہیں

نفس المؤمن تمیل الی مذهب.

صاحب ایمان کا نفس شاتم رسول کے قتل والے مذہب کی طرف مائل ہوتا ہے۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق (۴:۱۲۵)

مفتی بغداد علامہ شہاب الدین محمود آلوسی الحنفی اس بابت ایذا رسول وایمانی اضطراب کے مقدمہ کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

ان ایذا النبی ﷺ کفر وهذا ثابت قد نص علیه ائمتنا وافتوا بقتل من تعرض لذلک.

بے شک رسالت مآب ﷺ کو ایذا دینا کفر ہے اور یہ بات ثابت ہے۔ ہمارے ائمہ محققین نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے اور ہر اس فرد کے قتل کا فتوی دیا ہے جو ارتکاب توہین کرے۔ (روح المعانی (۱۹:۲۵۰)

علامہ محدث ہاشم ٹھٹوی الحنفی ارباب اختیار کی دینی وایمانی حس کو مخاطب کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

فاجبت بانه یجب علی ولاة الدین قتلها واعدامها وأنه لا تقبل توبتها فی حق سقوط القتل عنها.

میرا جواب یہ ہے کہ دین وایمان کے ذمہ داروں پر لازم ہے کہ وہ ایسی شاتمہ کو قتل کر ڈالیں اور اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیں اور قتل ساقط ہونے کی بابت اس کی توبہ قبول نہ کریں۔

(السیف الجلی علی ساب النبی:۱۰۹)

علامہ ابن عابدین شامی الحنفی اس شاتم پر جو اپنی غلطی پر نادم ہو اور توبہ بھی کرلے اس کے بارے میں اپنا مخصوص مؤقف رکھنے کے باوجود اپنی اس کیفیت کا اظہار فرماتے ہیں:

وان کان لایشفی صدری منہ إلا احراقہ و قتلہ بالحسام.

گو اس (شاتم) کو جلائے اور قتل کیے بغیر میرا سینہ قرار نہیں پکڑتا۔(رسائل ابن عابدین شامی (۱:۳۸۲)

پس اس شبہ کا بھی بخوبی جواب ہو گیا کہ فقہاء ملت توہین رسالت پر صرف قانونی بحث کرتے ہیں اور اس بابت کیفیات ایمانی سے اس کا ارتباط تسلیم نہیں کرتے، یہ مذکورہ بالا فقہاء احناف کی تصریحات اس اشکال کو رد کرتی ہیں۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی حفظہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نبی کریم ﷺ پر کوڑا پھینکنے سے متعلق مذکورہ روایت تلاشِ بسیار کے باوجود کسی بھی حدیث یا سیرت کی مستند کتاب سے نہیں ملی اور نہ ہی کسی معتبر و مستند عالم دین کی کسی تصنیف و تالیف سے ملی ۔ یہ ویسے ہی بغیر نقل و سند لوگوں کی زبانوں پر مشہور ہے لہذا جب تک کسی معتبر و مستند کتاب سے اس کا ثبوت نہ ہو جائے ، اس روایت کو بیان نہ کیا جائے۔ باقی حسن اخلاق کا درس دیتے ہوئے ، اسی واقعہ کو بیان کرنا کوئی لازم و ضروری نہیں ہے، نبی کریم ﷺ جن کے اخلاق کریمانہ کو قرآن کریم میں خلق عظیم کہا گیا، ان کے حسن اخلاق کے بیشار واقعات کتب سیرت و حدیث میں صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہیں وہی بیان کیے جائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

مفتی محمد ہاشم خان عطاری

(۱۳ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ/۲۱ مارچ ۲۰۱۹ء)

عرب علماء کرام کے فتاوی

الشیخ فیصل الحفصی

(فیصل الحفصی)ـــــ(١٥،٣،٦)

معذرة یا إخوان لازلت أبحث عن هذا الحدیث الذی هو فی هذه القصة .یروی أن یهودیا کان یؤذی رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یومیا، وکان یقف له فی طریقه إلی المسجد ویلقی علیه القاذورات ویضع الأشواک فی طریقه، و حدث أن مرض هذا الیهودی فافتقده رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مدة، وعندما سأل عنه قیل له أنه مریض، فذهب الرسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لعیادته مع جمع من أصحابه، و عندما فتحت زوجته الباب تعجبت من زیارة الرسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لزوجها بالرغم من أنه کان یؤذیه، فذهبت المراة إلی زوجها الیهودی و أخبرته عن ذلک فقال: إننی لا استطیع أن لا آذن له فی الدخول، و لکنی لا استطیع أن انظر إلیه خجلا، وعندما دخل علیه الرسول صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و أصحابه و سأله عن أحواله، کان الرجل یخفی وجهه خجلا من رسول الله (ﷺ)، و عندما رأی هذه الأخلاق من نبی الإسلام صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أسلم الیهودی علی یدیه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ

معذرت اے برادرِ گرامی! میں اس حدیث کی تلاش میں رہا ہوں، جس میں یہ قصہ ہے بیان کیا جاتا ہے کہ ایک یہودی روزانہ نبی کریم ﷺ کو ایذا پہنچایا کرتا تھا، وہ آپ ﷺ کے

مسجد شریف جانے والے راستے پر کھڑا ہو جاتا اور غلاظتوں بھرا کوڑا آپ ﷺ پر ڈالتا اور آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے رکھ دیتا تھا، رسول کریم ﷺ نے چند دن اس کو راستے میں کھڑا نہ پایا تو دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ بیمار ہے، تو رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے، اس کی بیوی نے جونہی دروازہ کھولا تو حیرت زدہ رہ گئی کہ رسول اللہ ﷺ اس کے شوہر کی طبع پرسی کے لئے تشریف لائے ہیں۔ حالانکہ وہ تو آپ ﷺ کی ایذا رسانی میں کوئی کمی نہیں چھوڑتا تھا، بہر حال وہ اپنے شوہر کے پاس گئی اس کو رسول اللہ ﷺ کی آمد کے بارے آگاہ کیا، اس نے کہا: میں یہ تو نہیں کرسکتا کہ آپ ﷺ کو اندر آنے سے منع کر دوں لیکن مجھ میں یہ بھی جرات نہیں ہے کہ آپ ﷺ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھ سکوں، بہت شرمندہ ہوں، رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ اس کے پاس تشریف لے آئے، طبع پرسی فرمائی تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے شرمندہ ہو کر چہرہ چھپالیا، جب اس نے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمہ ملاحظہ کیے تو فوراً اسلام قبول کرلیا۔

شیخ حفصی کے پورے فتوے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایسی کوئی روایت نہیں ہے۔

الشیخ سامی تیمی

(سامي التميمي)(١٠، ٩، ١٠٠)

يقول احد طلاب العلم

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين وبعد

هذه القصة لا نجد لها إسنادا في أي من المراجع، وهي مما يستعمله الوعاظ في كلامهم.

وعلامات البطلان واضحة على القصة

اولا: لم يكن ثمة يهود في مكة.

ثانيا: من قرأ السيرة جيدا يدرك أنه حتى في الفترة المكية كانت العصبية القبلية تأخذ مكانها في المجتمع القرشي حتى مع وجود دعوة الإسلام والنبي محمد بن عبد الله - صلى الله عليه وسلم - هو من قريش، وما يسيئه يسيئهم، وكانوا يحاربونه ويسعون لقتله أو قتل دعوته، ولكن بأيديهم هم، وما كانوا يتركوا أحدا يخلص إليه وإلا عيروا به أبدا الدهر فلا نتصور أن يتركوا يهوديا (حثالة) يفعل ذلك بالنبي صلى الله عليه وسلم.

ثالثا: لو كانت تلك القصة في المدينة فالمدينة كانت (دولة الإسلام) ورئيسها الأعظم هو النبي محمد صلى الله عليه وسلم الذي يطبق حدود الإسلام على اليهود أنفسهم كما نعرف من كتب السنة فهل يعقل أن يفعل يهودي هذا مع النبي صلى الله عليه وسلم؟

واخيرا أقول:

إن هذه القصة مختلطة بقصة اخرى شبيهة نوعا:

روى البخاري في صحيحه عن أنس أن غلاما يهوديا كان يضع للنبي صلى الله عليه وسلم وضوءه ويناوله نعليه فمرض فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم فدخل عليه وأبوه قاعد عند رأسه فقال له النبي صلى الله عليه وسلم يا فلان قل لا إله الا الله فنظر إلى أبيه فسكت أبوه فأعاد عليه النبي صلى الله عليه وسلم فنظر إلى أبيه فقال أبوه اطع أبا القاسم فقال الغلام أشهد ان لا إله الا الله وانك رسول الله فخرج النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول

الحمد لله الذي اخرجه بي من النار.

والله تعالى أعلم.

(أرشيف ملتقى أهل الحديث - ٢تم تحميله في :المحرم ١٤٣٢ - =ديسمبر ٢٠١٠م)هذا الجزء يضم: منتدى الدراسات الحديثية منتدى التخريج ودراسة الأسانيد

ترجمہ

بسم اللہ اور حمد وثنارب جلیل کے بعد

ایک طالب علم کہتا ہے کہ اس قصہ کی اسناد ہم نے مراجع میں سے کہیں نہیں پائی۔ یہ صرف واعظین کی بیان کردہ باتوں میں سے ایک بات ہے جو واضح البطلان ہے اور علامات بطلان قصہ سے ہی روشن ہیں۔

(۱) مکہ مکرمہ میں کوئی یہودی رہتا ہی نہیں تھا۔

(۲) جس نے سیرت پاک کا بنظر غائر مطالعہ کیا ہے اسے یقینا اس حقیقت کا ادراک ہوا ہوگا کہ اعلان نبوت اور دعوت اسلام کے بعد قریش مکہ آپ ﷺ سے اسلام دشمنی میں لڑتے جھگڑتے ،تشدد کرتے تھے، آپ ﷺ کو شہید کرنے کے درپے رہتے تھے، آپ ﷺ کی دعوت کو مٹانے کی ہمہ تن کوشش کرتے رہتے تھے، کسی مخلص مومن کو عرصہ دراز تک ستائے بغیر نہ چھوڑتے تھے، لیکن ان کے ہاتھ میں غم ہی رہا (یعنی وہ ناکام رہے) دوسری طرف قبائلی (خاندانی عصبیت) قریش مکہ میں اس حد تک جاگزیں ہو چکی تھی کہ جو چیز کسی غیر قریش کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کو غم زدہ کرتی وہ قریش کو بھی غمگین کر ڈالتی تھی۔ (اندریں حالات) ہم یہ تصور ہی نہیں کر سکتے کہ ایک ادنی درجہ کے یہودی کو آزاد چھوڑ دیں کہ وہ وہ نبی کریم ﷺ کے خلاف جو چاہے ناروا سلوک جاری رکھے۔ (اور قریش دیکھتے رہیں)

(۳) اگر یہ واقعہ مدینہ منورہ کا ہے تو مدینہ منورہ تو مملکت اسلامیہ کا دارالسلطنت

تھااوراس کے رئیس اعظم خودرسول اللہ ﷺ ہی تھے جنہوں نے اسلامی حدودکو یہودیوں پر عام کردیا تھا، جیسا کہ کتب سنت سے ہم جانتے ہیں۔(ایسے ماحول میں) عقل سلیم یہ تسلیم ہی نہیں کرسکتی کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک یہودی ایسا ناروا سلوک روا رکھے اورارکان حکومت خاموش دیکھتے رہیں۔آخری بات میں یہ کہتا ہوں کہ یہ قصہ ایک دوسرے واقعہ سے ایک طرح سے مشابہ ہے، جس کوامام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی صحیح میں حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ ﷺ کے لئے وضو کا پانی رکھتا تھااور نبی کریم ﷺ کے نعلین اٹھاتا تھا، ایک بار وہ بیمار ہوگیا، نبی کریم ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے، وہاں اس کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اسے کلمہ پڑھنے کی تلقین کی، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو وہ خاموش رہا، نبی کریم ﷺ نے اپنی بات دوبارہ دہرائی اوراس نے دوبارہ اپنے باپ کودیکھا اس نے کہا کہ ابوالقاسم ﷺ کی بات مانو۔چنانچہ اس لڑکے نے کلمہ شریفہ پڑھ لیا۔رسول اللہ ﷺ جب وہاں سے نکلے تو آپ ﷺ یہ فرمارہے تھے کہ اس اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، جس نے اسے میری وجہ سے دوزخ سے بچالیا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

(ارشیف ملتقی اہل الحدیث (۲:۳۳)

الشیخ احمد بن عبداللہ

قصة اليهودي الذي كان يضع القمامة أمام باب النبي غير صحيحة منذ (۲۰۱۵،۵،۴)

كيف يُتصور أن يضع اليهودي القمامة على باب بيت النبي ويترك الصحابة القمامة إلى أن يضطر رسول الله لإزاحتها؟ ففي هذا انتقاص من توقير الصحابة للنبيمن اكثر القصص

انتشارًا قصة اليهودى الذى كان يضع القمامة على باب بيت النبى كل يوم فيخرج النبى ويزيح القمامة وينطلق، إلى أن جاء يوم لم يجد فيه النبى القمامة فسأل عن اليهودى فأخبره الناس بأنه مريض، فزاره النبى، فتفاجأ اليهودى وأسلم .هذه القصة لا أصل لها، لا أقول (حديث ضعيف)، بل لا أصل لها، أى لم يروها أحد من المحدثين أبدًا بالإضافة إلى ذلك فهى لا تصح من حيث المعنى، إذ(١)لم يخالط النبى اليهود إلا فى المدينة، حيث كان رسول الله صلى الله عليه وسلم قائد المسلمين، وكان اليهود يكيدون للإسلام خفية فى ذل وصغار، لا يجرؤ أحد منهم على القيام بمثل هذا.(٢) كيف يُتصور أن يضع اليهودى القمامة على باب بيت النبى ويترك الصحابة القمامة إلى أن يضطر رسول الله لإزاحتها؟ ففى هذا انتقاص من توقير الصحابة للنبى(٣)هذه القصة يوردها الناس لضرب المثل لتسامح النبى صلى الله عليه وسلم والحق أن هذا ليس تسامحًا، بل ضعف، وحاشا رسول الله فالتسامح يكون مع من بدرت منه إساءة مرة من المرات كالرجل الذى جذب النبى من ثوبه وقال أعطنى يا محمد:أما أن يقوم يهودى خبيث بهذا الفعل ويكرره ويسكت عنه النبى ويكتفى بإزاحة القمامة، فهذا ضعف نُجل عنه المقام النبوى نعود فنقول:لو كانت القصة صحيحة من حيث الإسناد لبحثنا لها عن تفسير، لكنها لا تثبت أبدًا،جاء فى موقع (الإسلام سؤال وجواب :ونتبه هنا إلى زيادة اشتهرت عند كثير من الناس

اليوم، أن هذا الجار اليهودى كان يؤذى النبى صلى الله عليه وسلم، ويضع القمامة والشوك فى طريقه والحق أن هذه الزيادة لا أصل لها فى كتب السنة، ولم يذكرها أحد من أهل العلم، وإنما اشتهرت لدى المتاخرين من الوعاظ والزهاد من غير أصل ولا إسناد، والأصل فى المسلم الوقوف عند الثابت والمقبول، خاصة وأن متنها فيه نكار فيا إخوانى المربين!، ويا أخواتى المربيات الله الله فى سيرة الحبيب المصطفى صلى الله عليه وسلم والله ما لنا عذر ووسائل معرفة صحة الروايات من ضعفها منتشرة ميسرنفقى الصحيح كفاية عن الباطل والموضوع والمكذوب وأحاديث حلم النبى وعفوه وسمو نفسه كثيرة غزيرة يسهل استخراج دررها من كتب الحديث الصحيحةأرجو ممن يقرأ هذا الكلام أن ينشره تنقيحا لسنة الحبيب مما علق بهاوالسلام عليكم ورحمة الله

رابط المادة http://iswy.co/e151h9 :

ترجمہ

اس یہودی کا رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے سامنے کوڑا کچرا ڈالنے کا قصہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر ایک یہودی کوڑا ڈالے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی وہ کوڑا پڑا رہنے دیں حتی کہ رسول اللہ ﷺ خود اس کو ہٹانے پر مجبور ہو جائیں، اس میں تو نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب سے کوتاہی لازم آتی ہے۔ (جس سے وہ بری ہیں) اکثر پھیلائے ہوئے قصوں میں سے ایک قصہ اس یہودی کا بھی ہے جو روزانہ کا شانہ نبوی (ﷺ) کے دروازے پر کوڑا رکھ دیا کرتا تھا، پھر رسول

اللہ ﷺ خود تشریف لاتے اور کوڑا اٹھاتے اور چلے جاتے تھے۔ حتی کہ ایک بار نبی کریم ﷺ نے راستے میں کوڑا نہ پایا تو یہودی کے بارے میں دریافت کیا تو بتایا گیا کہ وہ بیمار پڑا ہے، تو آپ ﷺ نے اس کی عیادت فرمائی تو وہ یہودی فوراً مسلمان ہو گیا۔ یہ ایک قصہ ہے جس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

میں اسے حدیث ضعیف نہیں بلکہ لااصل لہ کہتا ہوں۔ یعنی اس کو کسی محدث نے روایت نہیں کیا۔ اور باعتبار معنی کے بھی چند وجوہ سے درست نہیں ہے۔

(۱) ایک تو اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کو یہودی سے مدینہ طیبہ جا کر واسطہ پڑا جہاں آپ ﷺ مملکت اسلامیہ کے سربراہ حکومت تھے، اور یہودی اسلام کو کمزور کرنے کیلئے خفیہ سازشیں کرتے رہتے تھے۔ وہاں پر کوئی بھی یہودی ایسی حرکت برسرعام کرنے کی جرات بھی نہیں کرسکتا تھا (چہ جائیکہ وہ روزانہ یہ حرکت کرے)

(۲) اس لئے کہ یہ تصور ہی نہیں کیا جاسکتا کہ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے دراز ے پر کوڑا ڈالتا رہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسے وہیں رہنے دیں حتی کہ رسول اللہ ﷺ خود اسے وہاں سے ہٹانے پر مجبور ہو جائیں۔ اس طرح تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر میں بے اعتنائی لازم آتی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شایان شان نہیں ہے۔

(۳) اس لئے کہ اس قصہ کو جناب نبی کریم ﷺ کی چشم پوشی (تسامح) میں ضرب المثل کے طور پر لوگ بیان کرتے ہیں، جب کہ درحقیقت یہ تسامح (چشم پوشی) بھی ہرگز نہیں ہے بلکہ کمزوری اور نقص ہے اور رسول اللہ ﷺ نقص اور عیب اور کمزوری سے پاک ہیں۔ تسامح تو اس آدمی کے ساتھ برتا جاتا ہے جس سے کبھی ایک بار غلطی ہو جائے جیسے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو کپڑے سے پکڑ کر کھینچا اور کہا: اے محمد ﷺ! مجھے میرا حق دو۔ اس کے برعکس یہاں تو ایک ناپاک یہودی اپنا یہ ناپاک کام بار بار کرتا ہے۔ آپ ﷺ اس پر نا صرف خاموش رہتے ہیں بلکہ خود کوڑا اٹھا دینے پر اکتفا فرماتے ہیں۔ یہ ضعف، کمزوری اور عیب نہیں تو اور کیا ہے؟ اس سے مقام

نبوی (ﷺ) بہت بلند ہے۔

ہم دوبارہ کہتے ہیں کہ اگر یہ قصہ اسناد کے اعتبار سے صحیح ہوتا تو ہم اس کی توضیح اور تفسیر سے بحث کرتے لیکن یہ کبھی ثابت ہی نہیں ہوا۔

واللہ تعالی اعلم

نوٹ

یہ ذہن میں رہے کہ یہی قصہ بعض مقامات پر عورت کے نام سے مشہور ہے جبکہ بعض جگہوں پر یہی واقعہ یہودی مرد کے نام سے مشہور ہے۔

علماء دیوبند اور علماء اہل حدیث کے فتاوی جات

دارالعلوم دیوبند

.اللہ کے نبی ﷺ کی سیرت کے تعلق سے اکثر یہ دو واقعات بڑھیا کے سننے کو ملتے ہیں، ایک وہ بڑھیا جو اللہ کے نبی ﷺ پر روزانہ کوڑا کرکٹ پھینکا کرتی تھی اور دوسرا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک بڑھیا کا قصہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا سامان اٹھایا اور اس نے آپ علیہ السلام کے بارے میں برا بھلا کہنا شروع کردیا پھر جب آپ علیہ السلام نے اپنا نام بتایا تو وہ بڑھیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی وجہ سے مسلمان ہوئی ،ان واقعات کی کیا حقیقت ہے؟

الجواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ دونوں واقعات کسی حدیث میں ہماری نظر سے نہیں گذرے کسی اچھے مورخ کی طرف رجوع فرمائیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،دارالعلوم دیوبند

Published on: Nov 29, (Fatwa:134-136/B=3/1439

2017(جواب 155541 #)

مفتی توقیر بدر القاسمی

ڈائریکٹر المرکز العلمی للافتاء والتحقیق سوپول دربھنگہ بہار انڈیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس بوڑھی عورت کا واقعہ جو نبی ﷺ کے اوپر روزانہ کوڑا ڈالتی تھی پھر ایک دن بیمار ہوگئی اور نبی ﷺ اسکی عیادت کے لیے گئے۔

مجھے اس واقعہ کی تحقیق چاہئے برائے مہربانی جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

(جون ۴۔۲۰۱۵ء)

الجواب

یہ ایک من گھڑت قصہ ہے کسی بھی کتاب میں اس کی کوئی سند نہیں ملتی۔حتی کہ معروف مراجع ومصادر میں اس کا ذکر تک نہیں ملتا ہے۔

اور غور کرنے کی بات ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی عورت روزانہ یہ حرکت کرے اور صحابہ کرام خاموش رہیں؟ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ توہین برداشت نہیں کرسکتے تھے۔

بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ کوئی عورت امام ابو حنیفہ کے گھر کے سامنے کوڑا کرکٹ پھینکتی تھی اور اس واقعہ کو بدل کر لوگوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کی نسبت کردی۔

لیکن اس کا حوالہ بھی ہمیں نہیں ملا۔

یہ فتوی مولانا اصغر علی صاحب نے بھیجا ہے۔

مفتی عبدالباقی اخونزادہ دیوبندی

تاریخی بڑھیا

ہماری کتابوں میں کچھ ایسے واقعات ملتے ہیں جن میں مرکزی کردار ایک لاچار بڑھیا کا ہوتا ہے اور امت کے سرخیل حضرات حضور علیہ السلام یا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے ان کی خدمت گذاری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ اس ایک بڑھیا کے کردار پر اتنی کہانیاں گھڑی گئی ہیں کہ بعض اوقات بیان کرنے والے بھی گڑبڑ کر جاتے ہیں کہ یہ کونسا واقعہ ہے اور کونسا سنانے لگے تھے۔

(۱) کچرہ پھینکنے والی بڑھیا

یہ واقعہ اس کثرت اور شدت سے بیان کیا گیا ہے کہ اب یہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے واقعات سے بھی زیادہ بیان اور اعتماد کیا جانے والا واقعہ شمار ہونے لگا ہے۔

واقعہ:

ایک بوڑھی عورت آپ علیہ السلام کے راستے میں کچرہ پھینکتی تھی، ایک بار جب کچرہ نہیں پھینکا گیا تو آپ علیہ السلام نے وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت بیمار ہوگئی ہے، آپ علیہ السلام اس کی عیادت کیلئے تشریف لے گئے تو وہ عورت آپ کے اخلاق دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔

واقعہ کا حکم:

یہ واقعہ بالکل من گھڑت ہے اور ایسا نہ تو مکہ میں ہوا اور نہ مدینے میں۔

کچرہ پھینکنے کا اصل واقعہ

ام جمیل ابولہب کی بیوی مکہ میں کانٹے اور کچرہ آپ علیہ السلام کے گھر کے سامنے پھینکتی تھی جس پر آپ علیہ السلام فرماتے تھے (ای جوار ھذہ؟) یہ کیسا پڑوس ہے،

اور سورۃ اللہب میں اللہ تعالی نے حمالة الحطب اسی عورت کے بارے میں فرمایا۔

(۲) مکہ چھوڑ کر جانے والی بڑھیا

یہ بڑھیا حضور علیہ السلام کو دیکھے بغیر آپ ﷺ کی دعوت سے بیزار ہوکر مکہ چھوڑنے کیلئے گھر سے نکلتی ہے اور اس کا سامان اٹھانے والا بھی کوئی نہیں، حضور اکرم ﷺ اس کا سامان اٹھاتے ہیں اور یہ عورت شکریہ میں محمد ﷺ سے دور رہنے کی نصیحت کرتی ہے، لیکن معلوم ہو جانے پر مسلمان ہو جاتی ہے۔

واقعہ کا حکم

یہ واقعہ بھی کسی مستند کتاب میں موجود نہیں۔

(۳) سامان والی بڑھیا

یہ بیچاری بوڑھیا سخت دھوپ میں سامان کے ساتھ بیچ راستے میں کھڑی ہے اور کوئی سامان اٹھانے والا نہیں، اتنے میں آپ علیہ السلام اس کا سامان اٹھا کر گھر پہنچاتے ہیں اور یہ عورت محمد ﷺ سے دور رہنے کا مشورہ دیتی ہے، لیکن معلوم ہو جانے پر مسلمان ہو جاتی ہے۔

واقعہ کا حکم

یہ واقعہ بھی کسی مستند کتاب میں موجود نہیں۔

(۴) وہ بڑھیا جس کی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو خدمت کیا کرتے تھے:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رات کی تاریکی میں ایک بوڑھی عورت کی خدمت کیا کرتے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کوشش میں رہتے تھے کہ معلوم ہو جائے کہ یہ کون کر کے جاتا ہے، اور بعد میں پتہ چلتا ہے کہ ایسا کرنے والے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

اس قصے کی نسبت علامہ ابن القیم کی طرف کی جاتی ہے، لیکن یہ نسبت درست نہیں۔

اس واقعے کی سندی حیثیت:

وهذه القصة لم يذكرها ابن القيم كما زعم الكاتب وهي مكذوبة لا أصل لها بهذه السياقة.

یہ موجودہ زمانے کے بنائے ہوئے قصوں میں سے ہے اور کتب احادیث میں ان قصوں کا کوئی وجود نہیں۔

خلاصہ کلام

آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ اس بات سے اعلی اور برتر ہیں کہ ان کے اخلاق کو ان کمزور اور من گھڑت قصوں سے ثابت کیا جائے۔

آپ علیہ السلام کے اخلاق کی عظمت کیلئے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ قرآن کریم نے اعلان کیا (انک لعلی خلق عظیم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمادیا: خلقه القرآن

لہذا اس طرح کے قصے پھیلانے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

واللہ اعلم بالصواب

کتبہ: عبدالباقی اخونزادہ

(۷ذوالقعدہ ۱۴۳۸)

علامہ زبیر علی زئی (اہل حدیث کا فتوی)

سوال

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک عورت کوڑا پھینکتی تھی۔ایک دن اس نے کوڑا نہ پھینکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر چلے گئے اس کے گھر کو صاف کیا۔پانی بھرا تو وہ عورت آپ ﷺ کا اخلاق دیکھ کر مسلمان ہوگئی۔(بحوالہ تعلیمی نصاب کی کتابیں)

الجواب

کوڑا کرکٹ پھینکنے والی عورت کا قصہ

یہ بالکل بے اصل اور من گھڑت روایت ہے۔ ہمارے علم کے مطابق حدیث کی کسی کتاب میں بھی اس کی کوئی سند موجود نہیں ہے۔

دوسرا سوال

مروی ہے کہ ایک عورت مکہ کے اندر خریداری کے لئے آئی تو اس عورت کو کہا گیا کہ یہاں ایک شخص ہے اس کی بات نہ سننا وہ جادوگر ہے، شاعر ہے۔ اس عورت نے گٹھڑی اٹھائی مکہ سے باہر نکل کر بیٹھ گئی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ادھر سے ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کہ آپ کہاں جانا چاہتی ہیں تو اس نے بتایا فلاں جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا سامان اٹھایا اور وہاں اس عورت کو پہنچا دیا تو وہ عورت کہنے لگی کہ تم اچھے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ تمہیں نصیحت ہے کہ یہاں ایک شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ جادوگر ہے اس سے بچ کر رہنا۔ اس کی باتیں سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔ تو عورت کہنے لگی آپ پھر غلط نہیں ہو سکتے چنانچہ اس عورت نے اسلام قبول کر لیا۔

الجواب

گٹھڑی والی عورت کا قصہ

یہ بھی بالکل بے اصل اور من گھڑت روایت ہے۔ اس قسم کی روایتیں واعظ نما قصہ گو حضرات نے گھڑی ہیں۔ واللہ اعلم۔

ماخذ ومراجع

مسند ابن أبي شيبة : أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (دار الوطن - الرياض

المسند : الشافعي أبو عبد الله محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبي القرشي المكي (دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان

سنن الترمذي : محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى دار الغرب الإسلامي - بيروت

الجامع: معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي مولاهم، أبو عروة البصري، نزيل اليمن (توزيع المكتب الإسلامي بيروت

تحذير الخواص من أكاذيب القصاص : عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي: المكتب الإسلامي - بيروت

المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة : شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوي: دار الكتاب العربي - بيروت

الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى : علي بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدين الملا الهروي القاري دار الأمانة / مؤسسة الرسالة - بيروت

المجروحين من المحدثين والضعفاء والمتروكين : محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البُستي (دار الوعي - حلب

قيمة الزمن عند العلماء: لأبي غدة مصري مطبوعہ مصر

الجد الحثيث في بيان ما ليس بحديث : أحمد بن عبد الكريم بن سعودي الغزي العامري دار الراية - الرياض

كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس : إسماعيل بن

محمد العجلونی الجراحی: مکتبۃ القدسی، لصاحبہا حسام الدین القدسی -القاہرۃ
تذکرۃ الموضوعات : محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی إدارۃ الطباعۃ المنیریۃ
مسند الإمام أحمد بن حنبل : أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد
الشیبانی (مؤسسۃ الرسالۃ
مسند أبي داود الطیالسی : أبو داود سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری دار ہجر - مصر
سنن الترمذی : محمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی
(دار الغرب الإسلامی -بیروت
کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال: علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی
خان القادری الشاذلی الہندی مؤسسۃ الرسالۃ
صحیح ابن حبان: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی،
أبو حاتم، الدارمی، البُستی (مؤسسۃ الرسالۃ -بیروت
فضائل الصحابۃ : أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی
مؤسسۃ الرسالۃ -بیروت
سنن ابن ماجہ : ابن ماجۃ أبو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی، وماجۃ اسم أبیہ یزید
دار إحیاء الکتب العربیۃ -فیصل عیسی البابی الحلبی
مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار : أبو بکر أحمد بن عمرو بن عبدالخالق بن خلاد بن
عبید اللہ العتکی المعروف بالبزار (مکتبۃ العلوم والحکم المدینۃ المنورۃ
المصنف: أبو بکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی (المجلس العلمی الہند
المدخل إلی السنن الکبری: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی،
أبو بکر البیہقی دار الخلفاء للکتاب الإسلامی الکویت
حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء: أبو نعیم أحمد بن عبداللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی

بن مهران الأصبهاني دار الكتاب العربي - بيروت
المعجم الكبير: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني
مكتبة ابن تيمية - القاهرة
البدع والنهي عنها: أبو عبد الله محمد بن وضاح بن بزيع المرواني القرطبي مكتبة ابن
تيمية، القاهرة مصر، مكتبة العلم، جدة السعودية
الجامع معمر بن راشد: معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي مولاهم، أبو عروة البصري، نزيل
اليمن المجلس العلمي بباكستان، وتوزيع المكتب الإسلامي بيروت
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: أبو الحسن نور الدين علي بن أبي بكر بن سليمان الهيثمي
(مكتبة القدسي، القاهرة
مسند الإمام أحمد بن حنبل: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد
الشيباني مؤسسة الرسالة
شعب الإيمان: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني
، أبو بكر البيهقي مكتبة الرشد للنشر والتوزيع
جامع العلوم والحكم زين الدين عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن
، السلامي، البغدادي، ثم الدمشقي، الحنبلي دار السلام للطباعة والنشر والتوزيع
تاريخ الخميس في أحوال أنفس النفيس: حسين بن محمد بن الحسن الدِّيار بكري دار صادر - بيروت
سبل الهدى والرشاد: محمد بن يوسف الصالحي الشامي (دار الكتب العلمية بيروت - لبنان
تفسير النسفي: أبو البركات عبد الله بن أحمد بن محمود حافظ الدين النسفي (دار الكلم الطيب، بيروت
مسند أبي يعلى: أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (
دار المأمون للتراث دمشق
صحيح مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري دار إحياء التراث العربي - بيروت

البدایۃ والنھایۃ : أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی دار الفکر
إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المأمون : علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج،
نور الدین ابن برہان الدین (دار الکتب العلمیۃ -بیروت
المستدرک علی الصحیحین : أبو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم
بن الحکم الضبی الطھمانی النیسابوری المعروف بابن البیع دار الکتب العلمیۃ -بیروت
الخصائص الکبری : عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی دار الکتب العلمیۃ -بیروت
التفسیر المظھری : المظھری، محمد ثناء اللہ مکتبۃ الرشدیۃ -الباکستان
دلائل النبوۃ لأبی نعیم الأصبھانی : أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی ب
ن مھران الأصبھانی: دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان
الطبقات الکبری : أبو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی بالولاء، البصری،
البغدادی المعروف بابن سعد دار الکتب العلمیۃ -بیروت
إمتاع الأسماع: أحمد بن علی بن عبد القادر، أبو العباس الحسینی العبیدی،
تقی الدین المقریزی (دار الکتب العلمیۃ -بیروت
المعجم الأوسط : سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم
الطبرانی دار الحرمین -القاہرۃ
الروض الأنف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام : أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ ب
أحمد السہیلی دار إحیاء التراث العربی، بیروت
(المستدرک علی الصحیحین: أبو عبد اللہ الحاکم محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم
بن الحکم الضبی الطھمانی النیسابوری المعروف بابن البیع دار الکتب العلمیۃ بیروت)
السیرۃ النبویۃ: أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی
دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع بیروت -لبنان

سنن الدارمی : أبو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَہرام بن عبد الصمد الدارمی، التمیمی السمرقندی (دار المغنی للنشر والتوزیع، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

معجم ابن الأعرابی : أبو سعید بن الأعرابی أحمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درہم البصری الصوفی دار ابن الجوزی، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ

التیسیر بشرح الجامع الصغیر زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری مکتبۃ الإمام الشافعی الریاض

شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ : أبو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن أحمد بن شہاب الدین بن محمد الزرقانی المالکی (دار الکتب العلمیۃ

سنن أبی داود : أبو داود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدی السِّجِستانی المکتبۃ العصریۃ، صیدا - بیروت

إنارۃ الدجی فی مغازی خیر الوری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : حسن بن محمد المشاط المالکی: دار المنہاج - جدۃ

السیرۃ النبویۃ علی ضوء القرآن والسنۃ : محمد بن محمد بن سویلم أبو شُہبۃ دار القلم - دمشق

السیرۃ النبویۃ والدعوۃ فی العہد المدنی : أحمد أحمد غلوش مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع

فقہ السیرۃ : محمد الغزالی السقا: دار القلم - دمشق

دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ : أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی دار الکتب العلمیۃ - بیروت

الدرر فی اختصار المغازی والسیر : النمری، الحافظ یوسف بن البر دار المعارف - القاہرۃ

دلائل النبوۃ: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی دار الکتب العلمیۃ، دار الریان للتراث

المغازی : محمد بن عمر بن واقد السہمی الأسلمی بالولاء، المدنی، أبو عبد اللہ، الواقدی دار الأعلمی - بیروت

عیون الأثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر :محمد بن محمد بن محمد بن أحمد، ابن سید الناس
، الیعمری الربعی، أبو الفتح، فتح الدین دار القلم - بیروت
السنن الکبری : أحمد بن الحسین بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی
دار الکتب العلمیۃ، بیروت - لبنات
الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار : أبو بکر بن أبی شیبۃ، عبد اللہ بن محمد بن
إبراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی (مکتبۃ الرشد - الریاض
السیرۃ النبویۃ لابن ہشام :عبد الملک بن ہشام بن أیوب الحمیری المعافری
، أبو محمد، جمال الدین شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفى البابی الحلبی وأولادہ بمصر
فتاوی شارح بخاری لشارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی
رحمۃ اللہ تعالی علیہ (مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ کراچی پاکستان
سنن الترمذی : محمد بن عیسى بن سَوْرۃ بن موسى بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسى
دار الغرب الإسلامی - بیروت
فتح الباری شرح صحیح البخاری : أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی دار المعرفۃ - بیروت
خلاصۃ الفتاوی لامام طاہر بن عبد الرشید البخاری مطبوعہ پاکستان
نسیم الریاض لامام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالی علیہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان
الصارم المسلول علی شاتم الرسول :تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام
بن عبد اللہ بن أبی القاسم بن محمد ابن تیمیۃ الحرانی الحنبلی الدمشقی السعودی، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ
مشکوۃ شریف لامام خطیب تبریزی مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان
(تنبیہ الولاۃ والحکام امام ابن عابدین شامی مطبوعہ مردان پاکستان
تیسیر مصطلح الحدیث : أبو حفص محمود بن أحمد بن محمود طحان النعیمی :مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع
صحیح مسلم :مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری دار إحیاء التراث العربی بیروت

الطبقات الکبری : أبوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی بالولاء، البصری، البغدادی المعروف بابن سعد دار الکتب العلمیۃ - بیروت

التیسیر بشرح الجامع الصغیر : زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری مکتبۃ الإمام الشافعی - الریاض

کشف الخفاء ومزیل الإلباس : إسماعیل بن محمد بن عبد الہادی الجراحی العجلونی الدمشقی، أبو الفداء المکتبۃ العصریۃ

فیض القدیر شرح الجامع الصغیر : زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری: المکتبۃ التجاریۃ الکبری - مصر

صحیح البخاری : محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی دار طوق النجاۃ

فتاوی رضویہ لامام احمد رضا خان فاضل بریلوی مطبوعہ رضا فائنڈیشن لاہور

فتح الباری شرح صحیح البخاری: أحمد بن علی بن حجر أبو الفضل العسقلانی الشافعی دار المعرفۃ - بیروت

جامع البیان فی تأویل القرآن: محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، أبو جعفر الطبری مؤسسۃ الرسالۃ

رد المحتار علی الدر المختار : ابن عابدین، محمد أمین بن عمر بن عبد العزیز عابدین الدمشقی الحنفی دار الفکر - بیروت

لواقح الأنوار فی طبقات الأخیار : عبد الوہاب بن أحمد بن علی الحنفی، نسبہ إلی محمد ابن الحنفیۃ، الشعرانی، أبو محمد (مکتبۃ محمد المليجی الکتبی وأخیہ، مصر

فتاوی بریلی شریف از مفتی عبد الرحیم، مفتی محمد یونس رضا اویسی: مطبوعہ شبیر برادرز لاہور پاکستان

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ لشیخ الامام عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ مطبوعہ لاہور

(المعدن العدنی فی فضل اویس القرنی لملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالی علیہ: مخطوطہ مکتبۃ الملک عبداللہ بن عبد العزیز السعودیۃ العربیۃ

الابانۃ الکبری لابن بطہ: ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن محمد بن حمدان العکبری المعروف بابن بطہ العکبری: دارالرایۃ للنشر والتوزیع، الریاض

(الجد الحثیث فی بیان مالیس بحدیث: احمد بن عبدالکریم بن سعودی الغزی العامری دارالرایۃ - الریاض

عاشقان امام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ عنہ کے لئے

عظیم خوشخبری

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حیات وسیرت اور آپ کی مجاہدانہ خدمات پر ایک انتہائی وقیع کتاب

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

کی مجاہدانہ زندگی

اور موجوہ خانقاہی نظام

مولف

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

چار ضخیم مجلدات میں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے

مسئلہ ناموس رسالت پر ایک لبرل پروفیسر کے اعتراض کا جواب

قتل گستاخ پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوش ہونا

مولف

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے

مسئلہ ناموس رسالت پر لبرل وسیکولر طبقہ کے اعتراضات
کے دندان شکن جوابات پر مشتمل عظیم کتاب

اذان حجاز

مولف

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

دوسری بار انتہائی اہم مباحث پر مشتمل اور مزید اضافہ جات کے ساتھ بہت جلد زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہو گی۔

اہل اسلام کو حرمین شریفین کے فیوضات وبرکات کے اصل ثمرات سے بہرہ ور ہونے اور وہاں جا کر بے ادبی سے بچنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے

حاضری حرمین اور سیلفی

مولف

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

بہت جلد چھپ کر منظر عام پر آرہی ہے۔

ناموس رسالت کے تحفظ اور لبرل اور سیکولر طبقہ کے

اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتاب

تمام مسالک اور عرب وعجم کے علماء کے فتاوی جات کے ساتھ

کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت

مولف

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

کی دوسری جلد بھی جلد منظر عام پر آرہی ہے۔

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

کی نئی آنے والی کتب

☆ مومن تکلف نہیں کرتا

☆ میڈیا کے نام نہاد دانشور

☆ حجاج بن یوسف اور یزید کے مظالم اور موجودہ حکمران

☆ مذہب کے نام پر سیاست کرنا کیسا؟

☆ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بچے

☆ بنو قریظہ کی باقیات

☆ تابعین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بارگاہ میں

☆ صحابہ کرام کس بات پر خوش ہوتے تھے؟

☆ کیا حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا رنگ مبارک کالا تھا؟

☆ تبدیلی کیا ہے اور اصل تبدیلی کسے کہتے ہیں؟

☆ رسول اللہ ﷺ کی اپنے غلاموں پر کرم فرمائیاں

☆ رسول اللہ ﷺ کی میزبانی کا شرف پانے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

☆ رسول اللہ ﷺ کے حکم مبارک پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کیسے عمل کیا کرتے تھے؟

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آپسی تعلقات

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک عشق کا معیار

☆ ترقی کی راہ میں رکاوٹ علماء یا لبرل؟

مفتی ضیاء احمد قادری رضوی کی دیگر کتب

- عبادات رمضان اور اہم مسائل
- اسلام اور عورت
- تاریخ اہل سنت
- وعظ کرنے والی انگوٹھیاں
- اسلام اور کھیل
- میلاد سید المرسلین ﷺ
- قلم کا ادب
- میلاد سید الانبیاء والمرسلین ﷺ
- میلاد سید الانبیاء ﷺ
- اعلیٰ حضرت اور سائنس
- کیا میلاد اور کرسمس ایک ہیں؟
- اسلامی معیشت
- طلع البدر علینا
- اپنے ایمان کی فکر کیجیے
- قربانی کے فضائل و مسائل
- غزوہ تبوک کا مبارک سفر
- صلوا علی الحبیب ﷺ
- تحفظ ناموس رسالت اور جانور
- منافقین اور ان کی صفات
- کتاب الصوم
- اعلیٰ حضرت کے پسندیدہ واقعات
- مشکوٰۃ الجیلانی
- حضور غوث اعظم کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام کامل ۴ جلد
- مسجد ضرار اور اس کے نمازی
- دی مسیج فلم اور ایمان کا زوال
- صوفیاء کرام کی مجاہدانہ زندگی اور موجودہ خانقاہی نظام / کامل دو جلد
- دین میں تحقیق کا کیا مطلب ہے؟
- حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور عالمی انقلاب / کامل ۱۲ جلد
- کیا کسی کی اصلاح کے لئے اس میں موجود نیکی پر طعن کرنا ضروری ہے؟
- کیا گیارہویں شریف صرف کھانے پینے کا نام ہے
- فرانسیسی خناسوں کا اصلی چہرہ اور اہل اسلام کے نام اہم پیغام
- اللہ کے نام پر اپنی پسندیدہ چیز خرچ کرو
- عظمت حبیب الرحمن من تفسیر روح البیان
- کس دور کا مسلمان ترقی یافتہ ماضی یا حال کا؟
- حضور غوث اعظم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں
- ترقی کی راہ میں رکاوٹ علماء یا لبرل؟
- سیاسی جماعتوں کے ایمان فروش ورکروں کے نام اہم پیغام
- حضور غوث اعظم بحیثیت محافظ ناموس رسالت
- مذہب کی آڑ میں سیاست کرنا کیسا؟
- میڈیا کے نام نہاد دانشور
- اذان حجاز
- مسئلہ ناموس رسالت پر جعلی مشائخ کی مجرمانہ خاموشی
- حاضری حرمین شریف اور سیلفی

مکتبہ طلع البدر علینا

جامع مسجد غوثیہ ...